SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Monday, March 09, 2009

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at ten minutes past eleven in the morning with Mr. Chairman (Mr. Mohammedmian Soomro) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ با اللہ من الشیطن الرجیم۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اذْکُرُوْا اللّٰہَ ذِکْرًا کَثِیْرًا۔ وَّ سَبِّحُوْہُ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلاً۔ ھُوَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَیْکُمْ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ لِیُخْرِجَکُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ وَکَانَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَحِیْمًا۔ تَحِیَّتُھُمْ یَوْمَ یَلْقَوْنَہٗ سَلٰمٌ وَّاَعَدَّ لَھُمْ اَجْرًا کَرِیْمًا۔ یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا۔ وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا۔ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ بِاَنَّ لَھُمْ مِّنَ اللّٰہِ فَضْلاً کَبِیْرًا۔

ترجمہ: اے ایمان والو اللہ تعالیٰ کو بہت یاد کیا کرو اور اس کی صبح وشام پاکی بیان کرو۔ وہی ہے جو تم پر رحمت بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے بھی تاکہ تمہیں اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالے۔ اور وہ ایمان والوں پر نہایت رحم والا ہے۔ جس دن وہ اس سے ملیں گے، ان کے لئے سلام کا تحفہ ہوگا اور ان کے لیے عزت کا اجر تیار رکھا ہے۔ اے نبی ﷺ ہم نے آپ کو بلاشبہ گواہی دینے والا اور خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف اس کے حکم سے بلانے والا اور چراغ روشن بنایا ہے۔ اور ایمان والوں کو خوشخبری دے اس بات کی کہ ان کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت بڑا فضل ہے۔

سورۃ الاحزاب (آیات 41تا 47)

Leave of Absence

جناب چیئرمین: جزاک اللہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اللھمّ صلی علیٰ محمّد و علیٰ آل محمّد۔ I will take the leave applications.

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Monday, March 09, 2009

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at ten minutes past eleven in the morning with Mr. Chairman (Mr. Mohammedmian Soomro) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اذۡكُرُوا اللّٰهَ ذِكۡرًا كَثِیۡرًا۔ وَّ سَبِّحُوۡهُ بُكۡرَةً وَّاَصِیۡلًا۔ هُوَ الَّذِیۡ یُصَلِّیۡ عَلَیۡكُمۡ وَالۡمَلٰٓئِكَتُهٗ لِیُخۡرِجَكُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوۡرِ وَكَانَ بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ رَحِیۡمًا۔ تَحِیَّتُهُمۡ یَوۡمَ یَلۡقَوۡنَهٗ سَلٰمٌ وَاَعَدَّ لَهُمۡ اَجۡرًا كَرِیۡمًا۔ یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرۡسَلۡنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیۡرًا۔ وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰهِ بِاِذۡنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِیۡرًا۔ وَبَشِّرِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ بِاَنَّ لَهُمۡ مِّنَ اللّٰهِ فَضۡلًا كَبِیۡرًا۔

ترجمہ: اے ایمان والو اللہ تعالیٰ کو بہت یاد کیا کرو اور اس کی صبح وشام پاکی بیان کرو۔ وہی ہے جو تم پر رحمت بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے بھی تاکہ تمہیں اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالے۔ اور وہ ایمان والوں پر نہایت رحم والا ہے۔ جس دن وہ اس سے ملیں گے، ان کے لئے سلام کا تحفہ ہوگا اور ان کے لیے عزت کا اجر تیار رکھا ہے۔ اے نبی ﷺ ہم نے آپ کو بلاشبہ گواہی دینے والا اور خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف اس کے حکم سے بلانے والا اور چراغ روشن بنایا ہے۔ اور ایمان والوں کو خوشخبری دے اس بات کی کہ ان کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت بڑا فضل ہے۔

سورۃ الاحزاب (آیات 41 تا 47)

Leave of Absence

جناب چیئرمین: جزاک اللہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اللهمّ صلی علیٰ محمّد و علیٰ آل محمّد۔ I will take the leave applications.

ڈاکٹر خالد محمود سومرو ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 7 مارچ سے اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے۔ لہذا، انہوں نے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: سید صمصام علی شاہ بخاری نے اطلاع دی ہے کہ وہ صدر مملکت کے ہمراہ ایران کے دورے پر جا رہے ہیں۔ اس لیے مورخہ 9 تا 12 مارچ اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔ میر ہزار خان بجارانی نے اطلاع دی ہے کہ سرکاری مصروفیات کے باعث آج مورخہ 9 مارچ کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔ جناب غلام فرید کاٹھیا نے اطلاع دی ہے کہ وہ سرکاری مصروفیات کے باعث آج مورخہ 9 مارچ کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔

Presentation of Standing Committees' Reports

Mr. Chairman: We will take up the reports that have been presented. Item No.2, Senator Mrs. Kalsoom Perveen. Item No.3, Senator Mrs. Tahira Latif, please move item No.3.

Senator Tahira Latif: It is pleasure for me to see you here in the Senate, I would like to lay the 6th report of the Standing Committee on Women Development and I would also like to appreciate the effort of all Members of the Committee and active participation on wages issue for the up-lift and welfare of the women.

جناب چیئرمین صاحب، ہمارے بہت ہی اچھے 6 سال یہاں پر Senate میں گزرے، سب لوگوں نے بہت زیادہ cooperate کیا اور ہم نے اپنی طرف سے دل سے کام کرنے کی کوشش کی لیکن آپ کو کبھی بھی نہیں بھول سکتے۔ امید ہے کہ آنے والے چیئرمین آپ کے نقش قدم پر چل کر اسی طرح کام کریں گے جس طرح آپ نے cooperate کیا اور ہر بندے کی بات سنی۔ جناب چیئرمین صاحب، میں اس کے ساتھ ساتھ دو، تین باتیں بھی کہنا چاہوں گی۔ پہلی بات یہ ہے کہ ہمیں ایجنڈے پر کام کرنا چاہیے۔ دوسری بات یہ ہے کہ time کی پابندی نہیں ہوتی، 10 بجے کا وقت تھا تو اس وقت سوا گیارہ بجے ہیں، آنے والے چیئرمین اگر time کی پابندی کرائیں گے تو بہت ہی اچھا یہ نظام چل سکتا ہے۔ ایک یہ بات تھی اور میں دوسری ایک اور بات کہنا چاہتی ہوں کہ Senate کا جو

تمام staff ہے، lower staff ہے یا جو بھی بندے یہاں پر کام کر رہے ہیں تو جناب چیئرمین صاحب، آپ یہ ضرور کریں اور میں آپ سے request کرتی ہوں کہ آپ ان کو honorarium دے دیں تاکہ ان کو آپ یاد رہیں اور Senate کے ممران بھی یاد رہیں کہ جب اس Senate کے ممبران کا tenure ختم ہوا تو ان کو کوئی انعام ملا کیونکہ انھوں نے بہت کام کیا ہے۔ جناب چیئرمین صاحب، آپ کا شکریہ۔

Mr. Chairman: Thank you, report stands presented and آپ کے اور آپ کے کمیٹی کے ساتھیوں کے مشکور ہیں اور سراہتے ہیں۔ آپ کی بات بالکل صحیح ہے کہ وقت کی پابندی ہر طرح سے ہونی چاہیے، ہمارے ساتھی ممبروں کے مسائل تھے جس کی وجہ سے تاخیر ہوئی ہے اور جو بولنے کے لیے allocated time ہے، اس کی بھی یقیناً پابندی ہونی چاہیے۔

سینیٹر طاہرہ لطیف: جناب چیئرمین صاحب، میں یہ کہتی ہوں کہ آئندہ جو Senate آئے، اس میں جو بھی چیئرمین آ کر یہاں بیٹھیں، وہ اگر time کی پابندی کریں گے تو میں سمجھتی ہوں کہ یہ اچھا ہو۔ اگر 2 members or 4 members بیٹھے ہوں تو پابندی خود بخود ہو جائے گی۔ یہ بندے پر depend کرتا ہے کہ اگر وہ time پر آ کر بیٹھا ہو تو ممبران کیوں نہیں آئیں گے، ممبران آئیں گے اور time کی پابندی ہو گی۔ ہمارے ملک میں time کی کسی کو قدر ہی نہیں ہے، پتا ہی نہیں ہے کہ ایک، ایک منٹ قیمتی ہے، جو وقت گزر جاتا ہے، وہ کبھی واپس نہیں آتا۔

Mr. Chairman: Item No. 4. Senator Mrs. Razina Alam.

Senator Razina Alam Khan: I present the 12th report of the Standing Committee on Education and Science and Technology for the period from 1st January to 11th March, 2009, under Rule 170 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988. It may please be placed on record.

Mr. Chairman: The report stands presented and we thank you and your colleagues and there have been regular reports, we appreciate that too.

Senator Razina Alam Khan: Thank you.

Mr. Chairman: resolutions Item No. 5. Senator Syed Dilawar Abbas. On his behalf Dr. Ismail Buledi.

Senator Dr. Muhammad Ismail Buledi: I, on behalf of Chairman Standing Committee on Petroleum and Natural Resources present Report No. 7 of the Committee for the period from 1st August to 31st December, 2008.

Mr. Chairman: The report stands presented and we thank you and your colleagues in the Committee for their efforts. Item No. 6, Senator Zafar Iqbal Chaudhary. Not present. Now, we start further discussion on adjournment motion regarding law and order situation. Who will be the next speaker? Mr. Raza Muhammad Raza.

Farewell Speaches of the Retiring Senators

سینیٹر رضا محمد رضا: اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین صاحب کہ آج آپ مجھے میرے 6 سالہ tenure کی آخری تقریر کا موقع دے رہے ہیں اور میں امید کرتا ہوں کہ آپ مجھے وقت بھی دیں گے کہ میں مختصراً چند باتوں کا تذکرہ کروں۔

جناب چیئرمین! سب سے پہلے تو میں اپنے محبوب چیئرمین پشتونخواہ ملی عوامی پارٹی کے قائد جناب محمود خان اچکزئی اور اپنی پارٹی کے مرکزی قائدین کا مشکور ہوں کہ انہوں نے مجھے ایوان بالا جیسے اہم ایوان میں نامزد کیا اور مجھے موقع دیا کہ میں یہاں پارٹی کی نمائندگی کروں۔ میری پارٹی عظیم سالاروں اور شہیدوں کی پارٹی ہے، ہمارے ستم رسیدہ عوام اور غیور ملت کی نمائندہ پارٹی ہے۔ مجھے فخر ہے کہ میں نے اپنی بساط کے مطابق اپنی پارٹی اور اپنے عوام کی نمائندگی کے لیے کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہیں کیا۔ آج میرا ضمیر مطمئن ہے کہ جو میرے بس میں تھی میں نے وہ بات کی۔

جناب چیئرمین! میں سب سے پہلے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے اس 6 سالہ دور میں مجھ سے بہت زیادہ محبت کی، میرا احترام کیا اور مجھے اپنے ضمیر کی آواز بیان کرنے کے مواقع دیئے اور ہر معاملے میں میری مدد کی۔ میں تادم مرگ آپ کا مشکور رہوں گا۔ میں اس دور کے ڈپٹی چیئرمین کمانڈر خلیل صاحب اور موجودہ ڈپٹی چیئرمین صاحب کا بھی مشکور ہوں کہ انہوں نے بھی مجھ سے بہت محبت کی۔ میں سینیٹ میں بلاتمیز حکومت اور اپوزیشن بینچوں پر بیٹھنے والے اس دور کے تمام ساتھیوں کا ازحد مشکور ہوں کہ انہوں نے میری انتہائی تندوتیز اور تلخ اور کبھی شیریں باتوں کو نہ صرف سنا بلکہ برداشت کیا

اور میرے ساتھ خندہ پیشانی سے اپنے روابط رکھے۔ میں سینیٹ کے تمام سٹاف سیکریٹری صاحب سے لے کر peon تک اور مولانا صاحب، PIA, Bank and Dispensary staff اور پارلیمنٹ لاجز کے تمام سٹاف کا بے حد مشکور ہوں کہ انہوں نے ہماری بہت خدمت کی، مدد کی اور راہنمائی کی۔

جناب چیئرمین! میں جس دور میں اس ہاؤس میں آیا وہ فوجی آمریت کا دور تھا۔ ہمارے جنرل صاحب جن کے لیے میں بڑا سخت لہجہ استعمال کرتا رہا، وہ چاہتے تھے کہ اس ملک میں restructuring کے نام پر ملک کے آئین کو دوبارہ تشکیل دیں۔ وہ ایک غلط عمل تھا۔ یہ ایک جمہوری فیڈریشن ہے جو کہ قرارداد پاکستان کے تحت قائم ہوئی ہے، جس کے federating units کو autonomous اور sovereign ہونا چاہیے تھا اور یہ ہمارے 73 کے constitution میں بھی تھا لیکن جنرل صاحب restructuring کے نام پر اس آئین کو تبدیل کرنا چاہتے تھے، وہ ایک جمہوری پارلیمانی ڈیموکریٹک آئین کی ساخت اور اس کا ڈھانچہ تبدیل کرنا چاہتے تھے اور LFO کے ذریعے اس کام کے لیے بضد تھے۔ وہ ایک دائمی مارشل لاء کا آئین بنانا چاہتے تھے۔ جناب چیئرمین! مجھے فخر ہے کہ ہم نے اپنی پارٹی کے قائدین کی راہنمائی میں اور اس وقت کی اپوزیشن کے قائدین پروفیسر خورشید صاحب، ہمارے دوسرے ساتھی اور جناب رضا ربانی صاحب کی راہنمائی میں مزاحمت کی۔ میں ازحد مشکور ہوں کہ انہوں نے انتہائی بہترین صلاحیت کے ساتھ ہماری راہنمائی کی۔ ہم نے اس ہاؤس میں بھرپور طور پر آمریت کے ہر اقدام کی مزاحمت کی اور آخری دم تک مزاحمت کی۔ میں تو یہ کہوں گا کہ ہم اس میں کامیاب رہے، ہم نے اس floor پر، اس ہاؤس میں اپنے عوام کے لیے آمریت کے ہر اقدام کو بے نقاب کیا، اس کے مضر اور دوررس تباہ کن نتائج سے اس ہاؤس کو آگاہ کیا۔ ایسی جدوجہد کا مرحلہ بھی آیا کہ جو بہت لمبی marathon desk thumping تھی اگر اس میں دوسرا روز نہ آتا تو شاید وہ thumping اس وقت جاری رہتی، ہم نے 6 گھنٹے تک اپنے حوصلے اور اعصاب کو قائم رکھا اور ہم نے ثابت کیا کہ ہم برحق تھے۔

جناب چیئرمین! یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ میں ایک ایسی قوم، پشتون غیور ملت کی نمائندگی کرتا ہوں کہ جو اس ملک میں کسی بھی حق کے مالک نہیں ہیں۔ پشتون ایک بہت بڑی قوم ہے، اس کی تین صوبوں بلکہ تمام ملک میں فیصلہ کن طاقت ہے، اپنی آبادی، اپنے تاریخی role اور future کے حوالے سے ایک حیثیت ہے لیکن پشتونوں کا کوئی متحدہ صوبہ نہیں تھا اور نہ ہے۔ میں نے اپنی قوم کے متحدہ صوبے کے حق کے لیے کوشش کی۔ پشتونخواہ، پشتونستان اور افغانیہ، بولان سے چترال تک پشتون تاریخی سرزمین پر مشتمل ہو، جو اس federating unit کا ایک نمائندہ حصہ ہو اور

بااختیار ہو۔ میں نے اپنی قوم کے تمام قومی، وطنی اور عوامی مسائل کے حق میں آواز اٹھائی، میں نے اس ملک کی محکوم قوموں بلوچ، سندھی، سرائیکی کے قومی حقوق اور جمہوری اقتدار کے لیے آواز اٹھائی، میں نے اس ملک کے 16 کروڑ عوام کے حق حکمرانی کے لیے اپنے ضمیر اور اپنی بساط کے مطابق اپنا role ادا کیا۔ جناب چئیرمین! اس میں ایسے مرحلے بھی آئے کہ پارلیمانی کمیٹی بنی جو کہ انتہائی تاریخی کمیٹی تھی، وہ دوحصوں میں آئین کے لیے بنی تھی۔ جناب وسیم سجاد صاحب اور جناب مشاہد حسین صاحب کی راہنمائی میں بلوچستان کے حوالے سے تمام صوبوں کے problems کے حوالے سے بنی تھی، اس تاریخی کمیٹی میں ہم نے اپنا role ادا کیا، میں مشاہد حسین صاحب، پروفیسر خورشید صاحب اور دوسرے ساتھیوں کا مشکور ہوں کہ جنہوں نے تاریخی کام کیا اور اس پارلیمنٹ کے لیے بہترین دستاویزات پیش کیں جو کہ قومی اور صوبوں کے مسائل کے حل کے لیے اور فیڈریشن کے ساتھ صوبوں کے تعلقات کے لیے ایک ذریعہ ہیں۔

جناب چیئرمین! میں جن standing کمیٹیوں میں تھا، میں Water & Power کی کمیٹی کا رکن ہوں۔ اس ملک میں پوزیشن یہ ہے کہ water and power کا اصل سرچشمہ پشتونخواہ وطن ہے، میں نے اس میں دیکھا اور میں نے جان لیا کہ پشتون اس ملک کے 140 ملین ایکڑفٹ پانی میں سے 93 ملین ایکڑفٹ پانی پشتونخواہ لیتے ہیں۔ سرزمین اور بھی ہے لیکن پشتونوں کو تین ساڑھے تین ہزار ملین ایکڑفٹ پانی ملتا ہے۔ پشتونخواہ سرزمین کا 67% علاقہ اس وقت بھی بنجر ہے جبکہ پشتونخواہ وطن دریاؤں کا وطن کہلاتا ہے۔ پانی اس صدی کی سب سے بڑی دولت ہے۔ ہمارے پشتون اس سے محروم ہیں۔ اسی طرح بلوچ محروم ہیں۔ 83% علاقہ بلوچ سرزمین کا بنجر ہے۔ جو سب سے سستی بجلی ہے وہ پشتونخواہ وطن کی ہائیڈل پاور کی ہے 17000 million KW hours ہماری بجلی کی پیداوار ہے جب کہ پشتونخواہ سرزمین کی اپنی ضرورت چھ ہزار ہے۔ اس کے باوجود کہ 11000 million KW hours ہماری بجلی اضافی ہے پشتونخواہ وطن کے عوام کو سب سے مہنگی بجلی خریدنی پڑتی ہے اور اس وقت چالیس ہزار گاؤں بغیر بجلی کے اس ملک میں ہیں جو تمام کے تمام پشتونخواہ سرزمین میں ہیں یا بلوچ سرزمین سے ان کا تعلق ہے۔ یہ ایک اذیت ناک صورتحال ہے کہ جو وسائل کے مالک ہیں ان کے ساتھ یہ حال ہے۔ اسی طرح ہمارے پاس دوسرے وسائل ہیں۔ ہماری گیس ہے۔ جناب! بلوچستان کی سرزمین سے، بلوچ علاقوں سے گیس نصف صدی سے پیدا ہو رہی ہے لیکن اس وقت تک ہمارے صوبے کے تمام پشتون، بلوچ علاقے گیس سے محروم ہیں۔ بنوں، شکردرہ، کوہاٹ، گرگری میں سوئی سے زیادہ ذخائر دریافت ہوئے ہیں۔ اس میں Oil ہے گیس ہے لیکن وہاں کے adjacent علاقے،

بنوں، ٹانک جو سب سے تباہ حال اور برباد علاقے ہیں وہ اس نعمت سے محروم ہیں۔ میں ایک یاد لے کر جاؤں گا کہ Standing Committees میں، میں نے سمجھا کہ پانی کے تمام ذخائر اور بجلی کے تمام ذخائر کے باوجود جو سب سے زیادہ محروم ہیں وہ ہمارے اپنے عوام، ہماری اپنی ملت ہے جو ان وسائل کے مالک ہیں۔

جناب چیئرمین! میں Agriculture Committee کا رکن تھا، میں حیران ہوں کہ بہت بڑی دولت جو اس ملک کے خزانے میں آتی ہے وہ پشتونخواہ وطن کی تمباکو کی فصل سے آتی ہے۔ 34 billion سالانہ Central Excise Duty کی مد میں اس ملک کے خزانے میں آتے ہیں مجھے فخر ہے کہ اس کمیٹی میں ہم بالآخر کامیاب ہوگئے کہ ہم نے سفارشات کیں کہ Tobacco growers کو ان کا حق دیا جائے۔ جناب ایک کلو تمباکو سے 2700 روپے ساڑھے ستائیس سو روپے کی آمدن ہوتی ہے لیکن Tobacco growers کو بیاسی روپے دیئے جاتے ہیں۔ اتنی بڑی زیادتی کہ کمانے والا اڑھائی ہزار سے زیادہ ایک کلو پر کماتا ہے لیکن پیدا کرنے والے کو صرف بیاسی روپے ملتے ہیں۔ میں امجد صاحب کا مشکور ہوں کہ اس کی چیئرمینی میں ایک سفارش کی کہ اس میں اضافہ کیا جائے اور پیدا کرنے والے کو ڈیڑھ سو روپے دیئے جائیں اور اس کا ایک بورڈ بنایا جائے۔ جناب والا! اسی طرح Labour Manpower کمیٹی کا میں رکن تھا۔ میں فخر سے کہہ سکتا ہوں کہ ہم نے اپنے تمام محنت کشوں کے حق میں آواز اٹھائی۔ ہمارے ملک کے ستر لاکھ سے زیادہ لوگ بیرون ملک ہیں اور ان میں بہت بڑی تعداد پشتونوں کی ہے لیکن جہاں ہمارے پشتون بھائی بدترین محنت و مشقت کرتے ہیں، عرب امارات میں، خلیجی ممالک میں ان کا حال سننے کا ہمیں موقع نہیں ملا کہ ہم وہاں پر جائیں۔

جناب چیئرمین! اس ملک کے بجٹوں میں، میں نے اپنی حد کے مطابق، اپنی بساط کے مطابق کردار ادا کیا لیکن جناب! آپ حیران ہوں گے کہ دو ہزار بلین کے بجٹ میں پشتونوں کے لیے صرف تیس ارب یا چالیس ارب روپے ہوتے ہیں۔ دو ہزار بلین کے بجٹ میں بلوچوں کے لیے بیس ارب یا پندرہ ارب روپے ہوتے ہیں۔ اسی طرح اندورن سندھ کی یہ حالت ہوتی ہے اور اسی طرح جو پنجاب کا سرائیکی بدبخت حصہ ہے ان کا نہ کوئی صوبہ ہے نہ ان کا کوئی نام ہے، نہ کوئی پرسان حال ہے ان کی بھی حالت یہی ہوتی ہے۔ یہ بہت بڑی ناانصافی ہے۔ ہمارے بجٹوں میں اس ملک کے infrastructure کو ترجیحی بنیادوں پر بنانا اور عوام کے لیے social sector میں خدمات دینا صرف منصوبوں کی حد تک ہوتا ہے۔ جناب! آپ کو علم ہے کہ انگریز نے ہمیں 1919 میں ایک ریلوے لائن دی تھی کوئٹہ سے ژوب تک اس کو پہنچنا تھا، جس کو ہم کہتے ہیں گوادر اور چین تک۔ یہ منصوبہ انگریز کے

دور میں بنا اور اس کی پٹڑی بھی موجود تھی ٹانک سے کوہاٹ اور خوشحال گڑھ تک لیکن وہ پٹڑی اکھاڑ دی گئی باوجود اس کے کہ ہر بجٹ میں اس کا اعلان ہوتا رہا لیکن ہمیں اس میں کامیابی حاصل نہیں ہوئی جو اس ملک کی آبادی کا ایک اہم ترین ترقی کا ذریعہ ہے۔

جناب چیئرمین! سڑکوں کے حوالے سے کوئٹہ ژوب، ڈیرہ اسماعیل خان روڈ جو مینگورہ سوات تک ہے یہ تمام پشتون سرزمین کی درمیانی روڈ ہے اور اسی طرح جو کراچی سے کوئٹہ تک روڈ ہے یہ ایک مرکزی شاہراہ ہے اور یہی شاہراہ چین اور گوادر کی شاہراہ ہے لیکن تمام بحثوں کے باوجود اس کی حالت خستہ سے خستہ تر ہی ہوتی رہی ہے لیکن جناب چیئرمین! آپ کو یاد ہے۔۔۔

جناب چیئرمین: رضا صاحب! وقت کا خیال رکھیں کیوں کہ کافی سارے ساتھی اور بھی ہیں۔

سینیٹر رضا محمد رضا: جناب! میں بالکل وقت کا خیال رکھوں گا۔ یہ حالت انتہائی تشویشناک ہے اس کے لیے ہم نے آواز اٹھائی، ہم نے اپنے ڈیموں کے لیے آواز اٹھائی گومل زام ڈیم کے لیے، کورم زام ڈیم کے لیے، دوسرے ڈیموں کے لیے لیکن جو سینیٹ کی کمیٹی نے سفارشات پیش کی تھیں، سینیٹ نے اپنی بجٹ تجاویز میں مشترکہ طور پر کہا کہ چشمہ سے ڈیرہ اسماعیل خان اور ژوب کوئٹہ کے لیے ایک high transmission line دیں۔ سینیٹ کی سفارشات کے باوجود وہ نہیں دی گئی۔

جناب چیئرمین! اب میں آتا ہوں اپنے اس ملک کی جمہوریت کے حوالے سے۔ ہمیں بہت صدمہ ہوا کہ بڑی طویل قربانیوں کے بعد فوجی آمریت کا خاتمہ ہوا اور اس ملک میں ایک جمہوری نظام آیا اگرچہ اس وقت APDM کی پارٹیوں نے، میری پارٹی نے یہ موقف اختیار کیا تھا کہ جب تک اس ملک میں فوج اور ایجنسیوں کے کردار کا خاتمہ نہیں ہوتا اور یہ گارنٹی نہیں ہوتی اس وقت تک کسی بھی الیکشن میں حصہ نہ لیا جائے لیکن جن لوگوں نے حصہ لیا انہوں نے بھی اس عزم کے ساتھ لیا تھا کہ ہم پارلیمنٹ کے اندر آکر آمریت کی تمام نشانیوں کو مٹا دیں گے۔ جناب چیئرمین! 3 نومبر کو جو اقدام ہوا یہ پورا ہاؤس یہ جسارت نہیں رکھتا کہ یہ کہہ سکیں کہ وہ درست تھا، آئین کے مطابق تھا۔ جب کہ ہر ایک کہتا ہے کہ وہ غیر آئینی اقدام تھا تو اس کا خاتمہ ہونا چاہیے۔ سترھویں ترمیم جن لوگوں نے منظور کی تھی وہی کہتے ہیں کہ وہ انتہائی ناروا ترمیم ہے اس پر کوئی عمل نہیں ہوا اس کا بھی خاتمہ ہونا چاہیے لیکن بڑے افسوس کی بات ہے کہ اس وقت بھی ہمارا ملک آمریت کے ان تمام اقدامات کے باوجود تمام پالیسیوں پر قائم و دائم ہے۔ ایک ذرہ برابر ہمیں تبدیلی نظر نہیں آئی۔ میں پیپلز پارٹی کے لیے کیا کہہ سکتا ہوں۔

جناب چیئرمین: رضا صاحب! وقت کا خیال رکھیں کیوں کہ اور بھی کافی ساتھی رہتے ہیں۔ ایک دو منٹ میں آپ ختم کریں۔

سینیٹر رضا محمد رضا: محترمہ شہید کے بعد ان کو اقتدار ملا وہ جس طرح کہتے ہیں کہ

مدت کے بعد اذنِ تبسم ملا مگر
کچھ ایسا تلخ کہ آنسو نکل پڑے

اب ایسے حالات میں کیا صورتحال ہو گی۔ اس ملک میں تصادم کی خطرناک صورتحال ہے۔ اس ملک میں دہشت گردی کی بدترین صورتحال ہے۔ اگر ہم نے اس ملک کی جمہوریت کو نہیں بچایا، جناب شہباز شریف اور نواز شریف کی نااہلی اور گورنر راج کا نفاذ اور Judiciary پر اتنی ہٹ دھرمی کہ آئینی عدلیہ چوہدری افتخار کی جس سے ہم منکر ہیں اور یہ جو دہشت گردی، اس ملک کے ہر ایک شہر کو اور تمام ملک کو لپیٹ میں لے چکی ہے اس کے خلاف ہمیں ابھی تک کوئی اقدام نظر نہیں آتا۔ میں تو ایسے وقت میں اس سینیٹ سے جارہا ہوں کہ جنرل مشرف کی آمریت سے بھی بدترین صورتحال ہے۔ ہمارے عوام کی غربت، بے روزگاری، معاشی تباہ حالی میں اس سے بہت اضافہ ہوا ہے۔ اس وقت ملک کی بقا اور استحکام کو خطرہ ہے۔

جناب چیئرمین! میں اپیل کروں گا حکمران مخلوط پارٹیوں سے اور تمام جمہوری پارٹیوں سے کہ اگر ممکن ہو تو میرے قائد کی جو اپیل ہے کہ آل پارٹیز کانفرنس بلائی جائے اور یہ جو سنگین مسائل ہیں ان کا خاتمہ کیا جائے۔ جناب والا! کچھ باتیں ایسی ہیں جو میں اس ایوان کے ان راہنماؤں کی خدمت میں پیش کروں گا۔ اس میں ایک یہ ہے کہ ہم نے کیوبا میں ایک ہزار طالب علم بھیجے ہیں اس کے لیے ہماری جو Standing Committee for Education ہے اس نے بہت کچھ کیا لیکن ان ایک ہزار بچوں کے جو ہمارا مستقبل ہیں بہت سنگین مسائل ہیں تو اس سینیٹ کو ان بچوں کے مستقبل کا خیال رکھنا ہے۔ جناب والا! جو سینیٹر جا رہے ہیں ان کی ترقیاتی سکیموں کے لئے آمریت کی طرح اس وقت تک پیسے release نہیں ہوئے۔ میری ایک کروڑ بیس لاکھ روپے سے زیادہ کی سکیمیں جن کی منظوری بھی ہو چکی ہے ان کی رپورٹ میرے پاس ہے لیکن میں اس ایوان کے لیے یہ امانت چھوڑتا ہوں کہ یہ آپ کی ذمہ داری ہے کہ کسی بھی سینیٹر کی جو ترقیاتی سکیمیں ہیں ان کا ازالہ کیا جائے۔ کچھ تجاویز میں دیتا ہوں کہ یہ جو ہمارے privileges ہیں، ان میں اتنا اضافہ کیا گیا ہے کہ ہمارے جو فیڈرل لاجز تھے ان میں اب کوئی رہ نہیں سکتا کیوں کہ کرائے اتنے زیادہ ہو گئے ہیں۔ میں نوابزادہ نصر اللہ کی فاتحہ کے لیے گیا تھا اور سینیٹ نے مجھ سے دس روپے فی کلومیٹر کے حساب سے پیسے لیے۔ اگر ہم سینیٹروں کو اور چیزیں

نہیں دے سکتے ہیں تو کم از کم یہ جو conveyance کی support ہے اسے تو برقرار رکھیں، سینیٹر بھنڈر صاحب نے درست کہا تھا کہ ہم سینیٹرز کی تربیت کے لیے کچھ کریں۔ جناب! میں تو اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ یہ ایک انتہائی اہم ادارہ ہے لیکن اس کی اہمیت اس وقت ہو گی جب اس کے اختیارات قومی اسمبلی کے برابر ہوں۔ اگر سینیٹ، قومی اسمبلی کے برابر اختیارات کا حامل نہیں ہوتا تو یہ federating units کا حق ادا نہیں کر سکے گا۔

جناب چیئرمین! آخر میں یہ کہوں گا کہ یہ کیسا ملک ہے کہ غیور پختون ملت جیسی بڑی طاقت کو اقتدار کے ان ایوانوں میں کوئی نمائندگی حاصل نہیں۔ صدر، سپیکر اور چیئرمین یا تو کسی ایک صوبے سے ہیں یا ایک پارٹی کے ہیں۔ یہ ایک خطرناک رجحان ہے۔ پاکستان ایک federation ہے، اس میں جب تک پختونوں کو برابر کا مقام نہیں دیا جاتا، بلوچوں کو برابر کا مقام نہیں دیا جاتا، اس federation کو آپ قائم نہیں رکھ سکتے۔ مجھے یہ بیانات پڑھ کر بڑا افسوس ہوا کہ اب تک کے امیدواروں میں پختونوں کا کوئی نمائندہ نہیں ہے۔ اس ملک کا صدر ہو، وزیراعظم ہو، سینیٹ کا چیئرمین ہو یا سپیکر قومی اسمبلی ہو، پختون ملت اس حیثیت کی حقدار ہے اور یہ ان کا تاریخی، آئینی وقانونی حق ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ حکمران پارٹی یا ہمارے جمہوری لوگ، مستقبل کے لیے federation کے ان اثاثہ جات کو آئین کو بھی، یعنی حقیقی معنوں میں ایک جمہوری و پارلیمانی آئین بنائیں گے اور اسی طرح نمائندگی کا حق بھی تمام federating units کو اقتدار کے ان ایوانوں میں دیں گے۔

جناب چیئرمین! میں ایک بار پھر آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے آج بھی بڑا وقت دیا۔ اگرچہ وقت کم ہے، میں بہت کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن میں گل باچہ الفت کا پشتو کا ایک شعر عرض کروں گا:

جود و سخا دی په انسان کښې زمانه په لحاظ
واړه لګیا دی خو خان اوخوک جان جوړوی

شکریہ۔

جناب چیئرمین: میں اپنے ساتھیوں سے عرض کرنا چاہوں گا کہ وقت کی سختی سے پابندی کریں کیونکہ ہمارے کافی ساتھیوں نے بولنا ہے۔ عبدالخالق پیرزادہ صاحب! آپ بولنا چاہیں گے؟ آپ کا نام تھا یہاں۔ اچھا۔ ڈاکٹر کوثر فردوس۔ رزینہ عالم خان صاحبہ۔

سینیٹر رزینہ عالم خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! میں آپ کی بہت مشکور ہوں کہ آج آپ نے مجھے الوداعی خطاب میں اپنے خیالات کا اظہار کرنے کا موقع دیا۔ جناب والا! آج سے چھ سال قبل جب میں حلف برداری کے لیے یہاں آرہی تھی تو دل میں ایک خوف تھا کہ یہاں پر ماحول

کیسا ہو گا اور کیا کچھ ہو گا لیکن ان چھ سالوں میں جو احساسات لے کر آج میں جا رہی ہوں، مجھے جو عزت، تکریم، تعاون اور حوصلہ افزائی یہاں سے ملی ہے، اس کے لیے میں اپنے تمام members اور بالخصوص آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔ جناب والا! میں اپنی قیادت اور چوہدری شجاعت حسین صاحب کا بھی شکریہ ادا کرتی ہوں جنہوں نے مجھے پارٹی ٹکٹ دے کر چھ سال یہاں پر آنے کا اور آپ لوگوں کے ساتھ مل کر کام کرنے کا موقع دیا۔ مجھے ان کی سیاسی بصیرت پر بہت اعتماد ہے اور میری دعا ہے کہ وہ سینیٹ میں آکر انشاء اللہ بہت ہی اچھی norms مزید پیدا کریں گے۔

جناب والا! آپ کی ذات کے لیے میں کچھ کہنا چاہتی ہوں۔ یہاں میں نے سب سے زیادہ جو inspiration لی ہے، وہ آپ سے لی ہے کیونکہ آپ جس طرح پورے ایوان کو ساتھ لے کر چلے ہیں، آپ نے تحمل، برداشت، بردباری اور ہر ایک کا خیال رکھا، میں نہیں سمجھتی کہ کوئی اس position پر بیٹھ کر اس طرح کر سکتا ہے۔

(ڈیسک بجائے گئے)

اس کے علاوہ ہر ایک کی مشکلات اور problems آپ نے خندہ پیشانی کے ساتھ سنیں اور بغیر پارٹی کی سوچ کے، آپ نے ہر ایک کو ایک جیسی importance دی اور ان کا خیال رکھا۔ میں سمجھتی ہوں کہ جو کہا جاتا ہے کہ:

نگاہ بلند، سخن دل نواز، جاں پُرسوز
یہی ہے رختِ سفر میرِ کارواں کے لیے

تو ماشاء اللہ اس پر آپ پورا اترتے ہیں۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو خیر و عافیت سے رکھے اور آپ کو زندگی میں کامیابیاں اور کامرانیاں عطا فرمائے۔

اس کے علاوہ جناب ڈپٹی چیئرمین صاحب نے جس ہلکے پھلکے انداز میں صدارت کی، ایک بہت ہی خوش گوار سا تاثر چھوڑا۔ میں ان کی بہت مشکور ہوں، انہوں نے بھی ایک بہت ہی اچھی روایت قائم کی۔ سیکرٹری سینیٹ صاحب نے بھی ہمیشہ بے حد cooperation کی۔ مجھے کبھی کوئی مسئلہ نہیں ہوا۔ یہاں کے تمام اسٹاف کا میں بے حد شکریہ ادا کرتی ہوں کہ مجھے انہوں نے بہت عزت و تکریم دی۔ ہاں، اپنی عزت اپنے ہاتھ تھی جو ایک تربیت تھی، میں اس پر عمل پیرا رہی لیکن آپ سب کی cooperation مجھے حاصل رہی، جس کے باعث میں ایک بہت اچھا تاثر یہاں سے لے کر جا رہی ہوں۔

جناب چیئرمین! میں Senate Standing Committee on Education کی کامیابی کی ایک چھوٹی سی بات آپ کو بتانا چاہوں گی کہ CPDI نے اپنی رپورٹ میں اس کمیٹی کو قومی

اسمبلی کی کمیٹیوں کے لیے ایک role model لکھا ہے جو کہ میں سمجھتی ہوں کہ نہ صرف سینیٹ کے لیے ایک بڑا اعزاز ہے بلکہ میری کمیٹی کے لیے بھی، جو کچھ محنت ہم نے کی ہے، اس کے لیے ایک بہت بڑی بات ہے۔

(ڈیسک بجائے گئے)

یہاں میں ضرور ذکر کروں گی کہ اس کمیٹی نے ہمیشہ جو بھی کرنا چاہا، آپ نے اس میں نہ صرف تعاون کیا بلکہ facilitate بھی کیا۔ یہاں میں اپنی کمیٹی کے تمام اراکین، پروفیسر ساجد میر صاحب، ڈاکٹر محمد ساعد صاحب، طاہرہ لطیف صاحبہ، ریحانہ یحیٰ بلوچ صاحبہ، کرنل طاہر مشہدی صاحب، جاوید علی شاہ صاحب، پروفیسر ابراہیم صاحب، ڈاکٹر عبدالخالق پیرزادہ صاحب، ایس ایم ظفر صاحب، لیاقت علی بنگلزئی صاحب اور عمار احمد صاحب کی بے حد شکر گزار ہوں۔ میں یہ کہوں گی کہ ہم لوگوں نے ایک ٹیم ورک کے طور پر کام کیا۔ مجھے کبھی بھی یہ احساس نہیں ہوا کہ کون کس پارٹی سے ہے۔ ماشاء اللہ سب کا تعلیم کے میدان میں ایک تجربہ تھا جس کی وجہ سے انہوں نے بہت cooperation کی۔ میں ایک بات اور کہنا چاہوں گی کہ وزراء نے ہماری کمیٹی کے ساتھ بہت تعاون کیا جن میں جاوید اشرف قاضی صاحب بھی ہیں جو یہاں تشریف فرما ہیں۔ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ ہماری میٹنگ میں وہ نہ آئے ہوں۔ ڈاکٹر عطاء الرحمان، انیسہ زیب طاہر خیلی صاحبہ اور بجارانی صاحب، سب نے اس کمیٹی کے ساتھ جتنا تعاون کیا ہے، میں ان کا بھی بہت شکریہ ادا کرتی ہوں۔ اس کمیٹی کی کامیابی میں ان سب کا بہت بڑا ہاتھ ہے۔ یہ ایک ٹیم ورک تھا۔ ہم نے کوئی 300 سے زیادہ issues پر کام کیا ہے جن کی 12 reports سینیٹ کی لائبریری میں موجود ہیں جس میں کمیٹی کی تمام کارکردگی درج ہے۔ جناب والا! میں باقی جن committees کی member رہی ہوں جن میں Women Development کی کمیٹی، Health کی کمیٹی، Sports, Culture کی کمیٹی اور سینیٹ کی Finance Committee میں میری جو کچھ بھی contribution تھی اس کو appreciate کیا گیا، مجھے حوصلہ افزائی ملی، مجھے تعاون ملا اور میں ان کے chairmen/chairpersons کا بھی شکریہ ادا کرتی ہوں۔

میں نے ایک چیز جو بطور Chairperson of the Committee محسوس کی ہے، وہ ایک طرح کی frustration ہے اور وہ frustration یہ ہے کہ جو ہماری recommendations نہایت محنت کے ساتھ تیار ہوتی تھیں، ایسا کوئی انتظام نہیں کہ وزارتوں میں ان کو accommodate کیا جائے یا ان کو پالیسی کا حصہ بنایا جائے۔ میں سمجھتی ہوں کہ committees کی کارکردگی موثر بنانے کے لیے کچھ اقدامات اٹھائے جانے چاہییں۔ جناب والا! خواتین کے کردار کے حوالے سے میں یہ کہوں

گی کہ یہاں سینیٹ میں ہم سب خواتین نے مل کر کام کیا ہے، ہمیں نہیں پتا تھا کہ کون opposition کا ہے لیکن جب خواتین کے مسائل یا خواتین کے issues پر کام کرنا ہوتا تھا تو ہم سب ایک ہوتے تھے۔ مجھے اپنی بہنوں سے جتنی cooperation, جتنی understanding ملی ہے، وہ اپنی مثال آپ ہے اور سینیٹ کا ماحول بھی بہت دوستانہ ہے۔ ہم یہاں پر ایک خاندان کی طرح ہیں اور یہ ایک بہت ہی اچھی روایت ہے۔ میری دعا ہے کہ یہ آئندہ بھی قائم رہے۔

جناب والا! ملکی حالات کے بارے میں، میں صرف یہ کہوں گی کہ اس system کو چلانے کے لیے مفاہمت کی ضرورت ہے۔ جو چوہدری شجاعت صاحب نے ایک تجویز دی ہے کہ all parties conference منعقد کی جائے، وہ ضرور ہونی چاہیے تا کہ مل کر تمام مسائل کا حل نکالا جاسکے کیونکہ تصادم کی فضا ملک کے لیے صحیح نہیں ہے۔ ہمیں بہت سے challenges کا سامنا ہے۔

ضرورت اس چیز کی ہے کہ ہم سب مل کر اس ملک کی تعمیر اور ترقی کے لیے کام کریں۔

جناب والا! یہاں پر بیٹھے ہوئے میری اپنے تمام ساتھیوں سے التجا ہے کہ وہ مل کر کام کرنے کے لیے جو بھی ہو سکے اس کے لیے کوششیں کریں۔

جناب والا! میری کچھ تجاویز ہیں۔ سب سے پہلے تو میں کمیٹیوں کی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لیے assessment چاہتی ہوں کہ کمیٹیوں کی assessment کی جائے اور ایک criterion مقرر کیا جائے جس کے تحت ان کمیٹیوں کی working assessment Chairman کے پاس ہو یا Deputy Chairman ان کمیٹیوں کی assessment کریں تا کہ کام کرنے کے لیے motivation ہو اور ان کی grading بھی ہو۔ میری دوسری تجویز یہ ہے کہ ہر تین ماہ کے بعد جو کمیٹیوں کے چیئرمین ہیں ان کی ایک میٹنگ بلائی جائے جس میں وہ اپنے مسائل Chairman Senate کے ساتھ discuss کر سکیں۔ ان کی جو بھی سفارشات یا تجاویز ہوں وہ سامنے آئیں۔ میری تیسری تجویز یہ ہے کہ یہاں پر ایک Research Cell جس کے سربراہ پروفیسر خورشید احمد ہیں وہ قائم کیا گیا ہے، اس کو مزید ترقی دینے کی ضرورت ہے۔ اس میں میری تجویز یہ ہے کہ اس Cell میں ایک یا دو وکلاء بھی شامل ہوں تا کہ جو bills آتے ہیں ان کو سمجھنے میں اگر کسی ممبر کو کوئی دشواری پیش آئے تو وہ اس Cell سے مدد لے سکے۔

جناب والا! وزراتوں کو پابند کیا جائے کہ جو recommendations committees کی طرف سے وزارتوں کو جاتی ہیں اگر وہ ان کو accommodate نہیں کر سکتے تو اس کی وجہ بتائیں تا کہ وہ وجہ کمیٹی میں discuss ہو اور جو بھی ان کی سفارشات ہوں وہ اس طرح ضائع نہ جائیں کہ وہ محنت کر

کے سفارشات بھیجیں اور وہاں پر ان کی کوئی شنوائی نہ ہو۔ میری ایک تجویز یہ بھی ہے کہ بجٹ کے دوران ہماری جو سفارشات جاتی ہیں ان کے لیے پہلے بھی بھنڈر صاحب اور ہمارے Members of Finance Committee نے یہ تجویز دی تھی کہ اس کا وقت بڑھایا جائے تو اس کا وقت کم از کم سات سے دس دن کے درمیان ہو کیونکہ بہت تیزی سے کام کرنا ہوتا ہے جو کہ سفارشات بھیجنے کے لیے پورا نہیں ہوتا۔ اس کے علاوہ بجٹ کی outline summary متعلقہ کمیٹیوں میں اگر آجائے اور کمیٹیوں میں اس پر بحث ہو اور کمیٹیوں کی سفارشات بجٹ میں جائیں تو پھر وہ عوامی سفارشات ہوں گی۔ کیونکہ ان کمیٹیوں میں عوامی نمائندے ہیں تو جو عوام کی requirement ہے وہ بجٹ میں شامل ہو گی، اس سے بجٹ میں بہت بہتری آئے گی اور وہ عوام دوست بجٹ ہو سکتا ہے۔ جناب والا! یہاں پر میرے Honourable Members نے کہا کہ وزیراعظم سینیٹ میں کم آتے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ وزیراعظم کے انتخاب کے لیے ایوان بالا کو بھی ووٹ کا حق دیا جائے۔ اس کے لیے تبدیلی کرنی پڑے گی۔ اگر سینیٹ کو یہ حق دے دیا جائے تو اس سے اس ایوان کی طاقت بھی بڑھے گی۔ چونکہ پارلیمنٹ قومی اسمبلی، سینیٹ اور صدر پر مشتمل ہوتی ہے تو کیوں نہ جب قومی اسمبلی ووٹ میں حصہ لیتی ہے تو سینیٹ بھی اس انتخاب میں اپنا کردار ادا کرے۔ وفاداریاں خریدنے کے سلسلے کے لیے میں یہ ضرور کہوں گی کہ اس پر قانون سازی ہونی چاہیے، اس پر عمل بھی ہونا چاہیے، کیونکہ یہ ایک بہت برا تاثر ہے کہ انسان کی خرید و فروخت ہو رہی ہے، horse trading ہو رہی ہے، وفاداریاں تبدیل کی جا رہی ہیں۔ جمہوریت کے لیے party system بہت اہم ہے۔ Party system اسی وقت صحیح چل سکتا ہے جب اس قسم کی برائیوں پر قابو پایا جائے گا۔

جناب والا! آخر میں، میں آپ سب کا شکریہ ادا کرتے ہوئے یہ بتانا پسند کروں گی کہ میں اپنی پارٹی کی Education Committee کی Chairperson منتخب ہوئی ہوں اور مجھے اس کا Notification بھی مل گیا ہے۔ میرا رابطہ آپ لوگوں سے رہے گا، میرا رابطہ تعلیم کے ساتھ رہے گا۔ چونکہ میں راولپنڈی میں رہتی ہوں، میں اپنے تمام Honourable Members سے درخواست کروں گی کہ مجھے میزبانی کا موقع دیں۔ تعلیم کے حوالے سے میں اپنا کام جاری رکھوں گی۔ مجھے امید ہے کہ میرے colleagues جن کی term پوری ہو رہی ہے وہ بھی کہیں نہ کہیں اپنے کاموں میں مصروف رہیں گے۔ ظاہر ہے کہ ہر کوئی اپنی ذمہ داریاں اپنی اپنی سطح پر پوری کرے گا۔ آخر میں میں یہ کہوں گی کہ یہاں سے جانے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ کوئی اپنے کاموں سے رک جائے کیونکہ

جہاں میں اہلِ ایماں صورتِ خورشید جیتے ہیں
اِدھر ڈوبے اُدھر نکلے اُدھر ڈوبے اِدھر نکلے

شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔

جناب چیئرمین: شکریہ مولانا راحت حسین صاحب۔

سینیٹر مولانا راحت حسین: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم! (عربی) شکریہ جناب چیئرمین! سب سے پہلے میں اس چھ سالہ مدت میں آپ کی فراخدلی اور فراست کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ اس کے بعد پچھلے دور میں ہمارے Leader of Opposition اور اب Leader of the House, جناب میاں رضا ربانی صاحب، ڈپٹی چیئرمین جناب میر جان محمد خان جمالی صاحب جو ہمارے لیے نہایت قابل احترام ہیں، اس ایوان کے سارے ممبران، اس ایوان کے ادنیٰ سے لے کر اعلیٰ سارے ملازمین کا، اس پارلیمنٹ ہاؤس اور Senate Secretariat کے سارے ملازمین کا میں تہہ دل سے مشکور ہوں اور جتنے بھی ممبران جو ریٹائر ہو رہے ہیں، نئے آرہے ہیں یا ہمارے باقی پچاس ممبران جو مزید تین سال اس ایوان کے رکن رہیں گے۔ اس چھ سالہ عرصہ کے دوران بہت بڑے سکالر، پارلیمنٹ کے ممبران، قائدین، پارلمانی مشیران، پارلیمانی ممبران، وہ بھی تشریف رکھتے ہیں اور میں تہہ دل سے اپنے سارے ممبران، سینیٹ کے ملازمین پارلیمنٹ کے ملازمین بشمول آپ، ڈپٹی چیئرمین اور سیکریٹری سینیٹ سے معافی چاہوں گا کہ اگر ہم سے ان چھ سالوں میں کوئی اس طرح کی بات ہوئی ہو جس سے ہمارے ممبران یا ملازمین کی دل آزاری ہوئی ہو۔ اس کے ساتھ میں اللہ رب العزت کا بے حد مشکور ہوں کہ اس ایوان میں ہماری جتنی بھی خواتین ممبران ہیں الحمدللہ اس ایوان کے اندر ہماری زبان سے ایسی کوئی بات اللہ نے نہیں نکالی۔۔۔۔ جناب چیئرمین! اگر آپ ایوان کو متوجہ کرلیں۔

جناب چیئرمین: میرے خیال میں ہمارے معزز ساتھی جو ہم سے مخاطب ہو رہے ہیں ہمیں ان کو سننا چاہیے۔

سینیٹر مولانا راحت حسین: جناب چیئرمین! میں اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ ہماری زبان سے کوئی ایسی بات قصداً، خطاءً، عمداً اللہ نے نہیں نکالی جس سے ہماری خواتین ممبران کی عزت مجروح ہوئی ہو۔ اگر کوئی بات نکلی بھی ہو تو ہم معذرت خواہ ہیں اور ان سے معافی چاہتے ہیں۔

جناب چیئرمین! جب میری عمر تیس سال تھی تو میں سینیٹ کا ممبر بنا اور اب میری عمر چھتیس سال ہو رہی ہے۔ ان چھ سالوں کے اندر اس ملک میں جو تجربات ہوئے ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں اور کبھی کبھی ان پر دل رویا بھی ہے۔ جب ہم سینیٹ کے ممبر بنے تو اس دور کے عالم اسلام

کے ایک عظیم ملک عراق پر امریکہ نے حملہ کیا۔ جب ہم اس ایوان میں آئے تو افغانستان کے اندر بھی اس قسم کے حالات پیش آئے اور اپنے ملک کے اندر ہم نے اکبر بگٹی صاحب جیسے واقعات بھی دیکھے ہیں۔ جناب والا! ہم نے یہاں لال مسجد جیسا واقعہ بھی دیکھا اور ہم اس وقت بھی یہ کہا کرتے تھے کہ وہ ملک ترقی نہیں کر سکتا جہاں آئین اور دستور نافذ العمل نہ ہو۔ میں اس وقت ایک شعر پڑھا کرتا تھا کہ

فقط دستور جمہوری سے مقصد حل نہیں ہوتا علاج مفلسی ہے اصل مقصد غریبوں کا

یہاں آزادی تقریر حاصل ہو تو کیا حاصل جہاں آزاد استحصال جاری ہو غریبوں کا

جناب چیئرمین! ہم آج بھی آنے والے چیئرمین اور ممبران کو پہلے سے مبارکباد دیتے ہیں لیکن ہم جاتے جاتے ایک سفارش کرنا چاہتے ہیں کہ خدارا! سب سے پہلے اس ملک کے سولہ کروڑ عوام کا جو دستور ہے، آئین ہے اس کو implement کیا جائے۔ دستور ایک ضابطہ حیات ہے، ایک اصول ہے اس کو اپنی ذاتی ڈائری تصور نہ کیا جائے۔ اس آئین اور اصول کو پامال نہ کیا جائے اور سب سے پہلی بات یہ ہے کہ اس ملک کے اندر اس پاکستان کے استحکام، وحدت، سالمیت کا جو ذمہ دار ادارہ ہے اور جو اس کی ضمانت دیتا ہے وہ اس ملک کا دستور ہے۔ اس ملک کے دستور کی شق کے اندر لکھا گیا ہے کہ اس ملک کا بالاتر نظام قرآن وسنت ہوگا۔ اس ملک کے دستور میں یہ لکھا ہے کہ اس مملکت کا سرکاری مذہب اسلام ہوگا۔ جناب والا! اس دستور کا آپ نے حلف اٹھایا ہے، اس معزز ایوان کے سارے اراکین نے حلف اٹھایا، وزرا اور صدر نے حلف اٹھایا ہے، سب نے جو حلف اٹھایا ہم سب اس حلف کے پابند ہیں اللہ تعالیٰ کے سامنے بھی ---(عربی)--- قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ آپ وعدے کی پاسداری کریں، حلف کی پاسداری کریں تو اس حلف کے ہوتے ہوئے ہم پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ آنے والے دور میں بھی ہم اس آئین کی تنفیذ کریں تاکہ یہ ملک امن کا گہوارہ بن جائے۔ اس ملک کے آئین میں لکھا ہے کہ کوئی غیر اسلامی قانون نہیں بنایا جائے گا۔ آج اس ملک کے اندر وہی قوانین، وہی تعزیرات، وہی لارڈ میکالے کا نظام تعلیم، وہی طبقاتی نظام ہے، اس آفاقی نظام کی بجائے جو رب العالمین نے انسان کے لیے بھیجا ہے اور اس کو نعمت کہا ہے ---(عربی)--- جس کو رب العالمین نے نعمتوں میں شمار کیا ہے اور سب سے بڑی نعمت ہے آج یہ ملک محروم ہے، یہ ملت اس سے محروم ہے اور ہم خلافت کے لیے کام نہیں کر رہے کہ یہاں رب العالمین کا نظام خلافت ہو اور خلافت الٰہیہ قائم ہو۔

جناب والا! میں آپ سے اور آئندہ آنے والے چیئرمین اور سینیٹ سے یہ درخواست کروں گا کہ آئندہ کے لیے standing committees میں ناانصافیاں نہیں ہونی چاہییں۔ Delegations میں ناانصافیاں نہیں ہونی چاہیئں۔ ہر سینیٹر کو بحیثیت ممبر اس کا استحقاق ملنا چاہیے اور یہ ان کا حق

بنتا ہے کیونکہ اس ملک کے حکمران وہی لوگ ہونے چاہیئں جو اس ملک کے امین ہوں جو اس ملک کی sovereignty پر، اس ملک کے تقدس پر، اس ملک کے استحکام پر، اس ملک کی وحدت پر کسی طرح بھی compromise نہ کریں اور کسی طرح بھی سودے بازی نہ کریں۔

جناب چیئرمین! میں اپنی قیادت جمیعت العلمائے اسلام، اس کے صوبائی اور مرکزی قائدین کا بے حد مشکور ہوں کہ انہوں نے چھ سال مجھ ناچیز پر اعتماد کیا اور میں اللہ تعالیٰ کا یہ بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ میں نے اپنی جماعت کی پالیسی پر کبھی داغ نہیں لگایا بلکہ ہم پارٹی کی پالیسی پر عمل پیرا رہے ہیں اور آج بھی عمل پیرا ہیں اور انشا اللہ آئندہ کے لیے بھی جمیعت العلمائے اسلام کے ایک کارکن کی حیثیت اور علمائے دیوبند کے ایک ورکر کی حیثیت سے اور شیخ الہند کے افکار، حضرت شاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ علیہ کے افکار کے ایک خادم کی حیثیت سے میں جمیعت العلمائے اسلام کا ایک کارکن رہوں گا اور کبھی اپنے نظریے پر سودے بازی نہیں کروں گا۔

جناب والا! اب میں آپ کی خدمت میں اپنے علاقے کے مسائل بھی پیش کرتا ہوں۔ یہاں وزرا صاحبان تشریف رکھتے ہیں۔ ہماری تحصیل پانچ یونین کونسلوں پر مشتمل ہے۔ میرے گاؤں میں نادرا کا دفتر تھا وہ ختم کر دیا گیا ہے، میری درخواست ہے کہ اس کو بحال کیا جائے۔ جناب کائرہ صاحب اور رحمت اللہ کاکڑ صاحب اس بات کو نوٹ کرلیں۔ میری آپ سے بھی درخواست ہے کہ آپ اس میں ذاتی دلچسپی لیں۔

جناب والا! میرے علاقے کا دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ لوگوں نے اپنی مدد آپ کے تحت بجلی کے کھمبوں کو گاڑھنے کے لیے گڑھے کھودے ہیں، کوئی construction company نہیں آئی، میرے گاؤں میں اور پانچ یونین کونسلوں میں لوگوں نے چندہ کیا، وہاں لوگوں نے تاریں بھی چوری کی ہیں لہٰذا آپ سے درخواست ہے کہ اس کام کو دوبارہ فعال کیا جائے اور وہاں جتنے لوگ بھی اپنی مدد آپ کے تحت کام کر رہے ہیں، وہاں محکمے والے نہیں آتے تو یہ بھی کوئی طریقہ کار نہیں، یہ بھی لوگوں کے ساتھ ظلم ہے اور یہ چوری کے مترادف ہے کہ آپ قوم کا خزانہ اپنی جیب میں ڈالیں اور لوگوں کو مجبور کریں کہ وہ خود وہاں بجلی کی construction کریں۔ اس کا بھی کوئی حل نکالا جائے۔

جناب والا! میں آخر میں آپ کا، اس ایوان کا، جانے والے ممبران اور آنے والے ممبران، سب کا مشکور ہوں اور دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں کے اندر اس ملک کے ساتھ، اسلام کے ساتھ، اور دین کے ساتھ الفت اور محبت پیدا کرے اور ہمارے خون کا آخری قطرہ بھی نظریہ پاکستان، نظریہ اسلام کے راستے میں قربان کر دے۔

جناب والا! میں ایک بار پھر اپنی جماعت، جمیعت العلمائے اسلام کی صوبائی اور مرکزی قیادت کا انتہائی مشکور ہوں اور انشاءاللہ کبھی بھی ان کے اعتماد کو ٹھیس نہیں پہنچاؤں گا اور آئندہ بھی ایک کارکن کی حیثیت سے کام کرتا رہوں گا۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: ڈاکٹر کوثر فردوس، تشریف نہیں رکھتیں۔ ڈاکٹر محمد ساعد۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد ساعد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔ یہ سینیٹ کے آخری سیشن کا آخری دن ہے۔ وقت مختصر ہے اور میں نہایت اختصار کے ساتھ دو نکات پیش کروں گا۔ پہلی بات یہ ہے جناب چیئرمین! کہ میرے پارلیمنٹری لیڈر پروفیسر خورشید صاحب نے ملک کے حالات پر جو سیاسی تبصرہ کیا ہے مجھے اس سے بالکل اتفاق ہے۔ جناب چیئرمین! اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اس وقت ہمارا ملک ایک political crisis سے گزر رہا ہے۔ بہت ہی باریک اور خطرناک حالات سے گزر رہا ہے

and it is a very alarming situation by any stretch of imagination.

(Desks thumping at the arrival of Mr. Prime Minister in the House)

جناب چیئرمین! ان حالات میں confrontation کی جو فضا ہے اور confrontation کا جو ماحول ہے. it is absolutely suicidal اور اگر یہی فضا برقرار رہی unfortunately تو خطرہ یہ ہے کہ یہ پورا جو نظام ہے یہ درہم برہم نہ ہو جائے۔

جناب چیئرمین! ہمارے ملک کی تاریخ اس بات کی گواہی دیتی ہے کہ جب بھی اس قسم کے سیاسی حالات رونما ہوئے ہیں، confrontation ہوئی ہے تو ایک تیسری قوت نے اقتدار پر قبضہ کیا ہے۔ A 3rd power has come in and grabbed the power. پارلیمان کو تالے لگائے گئے ہیں۔ And Mr. Chairman, you don't have to be an expert on political science. You don't have to be a Bismarck. جب بھی تیسری قوت نے اقتدار پر قبضہ کیا ہے۔ جو لوگ باہر سے آئے ہیں، import ہوئے ہیں they are the 1st to lead the country and they will be the 1st to leave the country. اور یہ ہمارے ملک کی تاریخ ہے کہ history repeats itself, history has repeated itself and history will definitely repeat also in future. ہم نے جناب چیئرمین! اس ملک میں رہنا ہے۔ اس ملک میں جینا ہے اور اس ملک میں مرنا بھی ہے۔ اور جناب میری گزارش ہے جناب صدر صاحب سے جو کہ اس وقت ملک کے سب سے بڑے عہدے پر فائز ہیں وہ اس ملک پر رحم

کریں اور اس ملک کے عوام پر بھی رحم کریں۔ جو موجودہ سیاسی confrontation ہے اس کا خاتمہ کریں۔ جناب چیئرمین! صوبہ پنجاب میں جو گورنر راج نافذ ہوا ہے۔ it is colonial legacy. یہ تو برطانوی اقتدار میں ہوتا تھا۔ یہ جو confrontation ہے، یہ پنجاب میں گورنر راج کے نفاذ سے ختم نہیں ہوگی۔ یہ جو confrontation ہے یہ پنجاب میں PPP اور ق لیگ کی وزارت سے ختم نہیں ہوگی۔ You are pushing the country into a cul-de-sac, you are pushing the politics to a point of no return. اور اس کے disastrous consequences ہوں گے۔

جناب چیئرمین! ہمارا مطالبہ ہے کہ افتخار چوہدری صاحب کو اور دیگر جج صاحبان کو فی الفور اپنے اپنے عہدوں پر بحال کر دیں۔ پرویز مشرف نے خود یہ اعتراف کیا ہے کہ تین نومبر کا جو ایکشن تھا وہ غلط تھا۔ It was illegal and it was unconstitutional. Why should we carry on and pursue that illegal action. جناب چیئرمین! اگر حالات کو اسی طرح رہنے دیا جائے تو اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ the country will be plunged into darkness.

جناب چیئرمین! دوسری بات جو میں عرض کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے that when I joined this House in 2003, I was an optimist and after 6 years stay in this House I am sorry to say that I am leaving as a pessimist. چھ سال پہلے مجھے امید تھی جناب چیئرمین! کہ یہ ملک کا ایوان بالا ہے۔ یہاں پر ایوان کی بالادستی ہوگی اور یہ میری خوش فہمی تھی۔ It was just wishful thinking. میں یہ سوچتا تھا کہ اس ایوان کی طاقت سے اور اس کے زور سے ہم ملک کی معیشت میں، ملک کی تعلیم، ملک کی زراعت میں اور ملک کے امن و امان میں کچھ تبدیلیاں لائیں گے۔ اس ایوان میں جو بحث و مباحثے ہوں گے، جو قوانین display ہوں گے ان کا ایک impact ہوگا اور یہ ملک انقلاب کے راستے پر گامزن ہوگا۔ جناب چیئرمین! مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ یہ محض ایک خواب ثابت ہوا۔ It proved to be just sheer wishful thinking. And that is the reason Mr. Chairman; I feel that I am retiring as a pessimist اس ایوان میں تجربہ کار سینیٹرز ہیں، مخلص اراکین ہیں، محب وطن سینیٹرز ہیں، they have got years of experience. اور ہمیں امید تھی کہ ان کی تجاویز سے سینیٹ سٹینڈنگ کمیٹی میں جو recommendations ہوئی ہیں ان کی وجہ سے صورت احوال میں ایک بڑی تبدیلی آئے گی۔ لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے جناب چیئرمین صاحب!

We have talked for hours in this House, کہ یہ سب کچھ صدا بہ صحرا ثابت ہوا۔ we have passed resolutions and we have passed recommendations. Rather they are اور جناب چیئرمین! جیسا کہ میرے دوستوں نے کہا حالات جوں کے توں ہیں۔ یہاں بلوچستان کے مسئلے کے اوپر کافی بحثیں ہوئیں۔ میرے خیال میں in the reverse gear. we discussed nothing but the situation in Balochistan. کوئی 6,7 مہینے تک اس کے لئے کمیٹی بنائی گئی۔ کمیٹی نے رپورٹ بھی پیش کر دی ہے لیکن یہ بات ریکارڈ پر ہے جیسا کہ میرے دوست رضا محمد رضا نے کہا ہے کہ اس رپورٹ پر ابھی تک کوئی عمل درآمد نہیں ہوا ہے۔ مغربی سرحدوں پر جو تشویشناک صورتحال ہے اس پر Why? We don't have the answer. There is no sign پارلیمان کا ایک joint session ہوا اور ایک متفقہ قرارداد پاس کی گئی۔ جناب چیئرمین! of implementation so for which is a very unfortunate. آپ کو یہ یاد ہوگا کہ اس House کا متفقہ فیصلہ تھا کہ حبیب بینک کو اس وقت تک denationalize نہ کیا جائے جب تک کہ اس House میں اس کے اوپر discussion نہ ہو۔ And it is on the record بغیر کسی discussion اور بغیر کسی بات کے اونے پونے داموں پر یہ نیلام کیا گیا۔ جناب چیئرمین! I would like to know what is the use of these debates, what is the use of these discussions, resolutions and recommendations if we are not serious in implementing them. یوں تو It is the waste of time and the waste of جناب چیئرمین! وقت کا بھی زیاں ہے۔ money. We should remember کہ اس سال 09-2008 کا جو بجٹ ہے سینیٹ کا وہ 70 کروڑ 30 لاکھ روپے ہے۔

It is the waste of time and it is the waste of money if you are not serious in implementing the resolutions and recommendations of this Senate.

جناب چیئرمین: وقت کا خیال رکھیں۔

Senator Dr. Muhammed Said: Mr. Chairman, if you are by-passing the recommendations of the Senate, if you damn care as to what has happened in this House, if you are making the House ineffective, this House will play absolutely no role in the development, in the working of the country. This Senate will remain

a showpiece. This Senate will remain a glorified House with absolutely no impact on the governance.

Mr. Chairman, I have a request with the ruling party, with all due respect that let the Parliament play its role in the affairs of the country. If resolutions are passed by the Senate as a Body, if recommendations are made by a Standing Committee of the Senate, please implement them in letter and spirit.

جناب چیئرمین! آخری بات جو میں عرض کرنا چاہتا ہوں، وہ یہ ہے کہ،

Mr. Chairman, it was a pleasure to work with my colleagues in the Senate, I spent the whole of my life in teaching and research and legislation was absolutely a new field for me. Working in the Senate was really a learning experience and I have learnt a lot.

Mr. Chairman, I would like to express my gratitude to you as the Chairman of the Senate and also to Mr. Deputy Chairman for conducting the affairs of this House so gracefully. I also appreciate the role of the Leader of the House, Raza Rabbani sahib. He was my Leader of Opposition, Mr. Chairman, for five years. He was our Leader of Opposition for five years and he played a marvelous role as the Leader of the Opposition. I still remember his eloquent speeches and apt replies. His performance as Leader of the Opposition, by all standards, was absolutely spectacular.

یہ دوسری بات ہے جناب چیئرمین! کہ Leader of the House بننے کے بعد ان کی پرواز میں کچھ تھوڑی سی کوتاہی آئی ہے، which we did not expect, nevertheless, I admire.

میں تو ان کا اتنا بڑا fan تھا کہ

he was my role model. Each time I saw him, I kissed him on the cheek for what he has done as the Leader of the Opposition.

Mr. Chairman, I was also a member of the various standing committees and I very much admire the role played by the Chairmen of these committees. I have special words of gratitude to Razina Alam Khan sahiba, Chairperson of the Standing Committee

on Education, Science and Technology. I would also like to express my thanks to S.M. Zafar sahib, Chairman of the Functional Committee on Human Rights. These two persons, Mr. Chairman, I must put on record worked with zeal and also gave distinctive touches, personal touches to the proceedings of these two committees.

Lastly, I would like to regard, Mr. Chairman, my very sincere appreciation for the staff of the Senate. Entire staff of the Senate, right from its Secretary, Raja Amin sahib, the various deputy secretaries, the clerical staff. The lift operators and doormen for their very dedicated and smiling services.

Mr. Chairman, lastly, I must thank to my colleagues in the Senate. I enjoyed their company and I will miss them. I will definitely miss them and I will always look back on my duration in this Senate with happy memories and I will always look back with nostalgia. Thank you very much, Mr. Chairman.

Mr. Chairman: Thank you. Yes, Raza sahib.

Senator Mian Raza Rabbani (Leader of the House): Mr. Chairman, before the Prime Minister takes the floor,

میں آپ کے توسط سے وزیراعظم صاحب کے سامنے یہ بات رکھنا چاہتا ہوں کہ یہ سینیٹ کا farewell session ہے اور اس میں ہماری دونوں جانب سے یہ کوشش ہے کہ ایک نئی روایت کو جنم دیں جس میں ہم honor کریں اپنے out going senators کو یا retiring senators کو اور اس طرح ایک institution building کا جو سلسلہ ہے اس کو تقویت ملے کیونکہ وفاق پاکستان کی اکائیوں کی representation برابری کی بنیاد پر سینیٹ آف پاکستان میں ہوتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ سینیٹ آف پاکستان نے وفاق کی اکائیوں کے حقوق کی جدوجہد میں ایک نہایت اہم کردار ادا کیا ہے چاہے وہ کوئی بھی ادوار ہوں۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ جمہوریت کے لیے آمریت کے خلاف جو جدوجہد ہوئی اس میں بھی سینیٹ نے ایک نہایت مثبت کردار ادا کیا ہے سینیٹ کے ادارے کو اس بات پر بھی فخر حاصل ہے کہ جناب وزیراعظم صاحب کی حکومت کے اندر ڈیفنس بجٹ کی details lay کی گئیں وہ بھی اسی سینیٹ آف پاکستان کے اندر lay کی گئیں۔

میں آخر میں آپ کے توسط سے وزیر اعظم کی توجہ ایک بات کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ میں اس لیے بھی ان کی توجہ اس طرف دلوا رہا ہوں کیونکہ جناب چیئرمین! آپ کو یاد ہوگا کہ سینیٹ کا ایک بہت بڑا کردار اس سلسلے میں رہا جب پچھلی حکومت کے دور میں سوئی سے نکالے گئے ملازمین کی جدوجہد جاری تھی اور پے در پے سوئی گیس کا ادارہ سپریم کورٹ کی judgements کی خلاف ورزی اور contempt of court کر رہا تھا۔ اس وقت اس ہاؤس نے ایک نہایت اہم کردار ادا کیا اور اس پورے کے پورے مسئلے کو سٹینڈنگ کمیٹی کے سپرد کیا گیا۔ اس سٹینڈنگ کمیٹی نے بڑی تفصیل کے ساتھ ان تمام judgements پر غور کیا اور اپنی سفارشات دیں کہ سپریم کورٹ کی judgements کو فوری طور پر نافذ العمل کیا جائے لیکن بد قسمتی سے OGDC نے اس پر کان نہیں دھرے اور contempt of the Senate بھی کیا۔ اس کے بعد جب وزیر اعظم صاحب کی حکومت آئی تو ایک قانون بنا اور وہ قانون آرڈیننس کی شکل میں لاگو ہوا جس میں یہ ہدایات تمام حکومتی اداروں کو اور تمام semi autonomous and autonomous departments کو دی گئیں کہ اس قانون کے تحت جن لوگوں کو جبری طور پر نوکریوں سے 1996 to 1998 کے دوران نکالا گیا تھا ان کو فوری طور پر نوکریوں پر بحال کیا جائے۔ یہ قانون ہے، یہ آرڈیننس ہے جو آرٹیکل 89 کے تحت وہی effect رکھتا ہے جو ایک Act of parliament کا ہوتا ہے اور انشاللہ اگلے اجلاس میں یہ قانون پارلیمان سے بھی پاس ہو جائے گا۔ مجھے افسوس سے یہ بات کہنی پڑتی ہے کہ نوکر شاہی اور ان اداروں کے سربراہان جو خود تو ہزاروں اور لاکھوں روپے کی مراعات لے کر بیٹھے ہوئے ہیں وہ اس آرڈیننس کو، کابینہ کے فیصلے کو، ملک کے قانون کو flout کر رہے ہیں۔ وہ لوگوں کو نوکریوں پر بحال نہیں کر رہے۔ میں آپ کے توسط سے، اس ہاؤس کے توسط سے وزیر اعظم صاحب کے سامنے یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ جب ایک قانون نافذ ہے تو وہ مہربانی کر کے اپنے سیکرٹریٹ کی طرف سے یہ ہدایات ان لوگوں کو جاری کریں۔ ان افسروں کو لائن حاضر کریں جو آئین اور قانون کی خلاف ورزی کر رہے ہیں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: جی آغا صاحب۔

سینیٹر کامل علی آغا (قائد حزب اختلاف): سب سے پہلے تو میں آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ خوش قسمتی سے آج تک جو بھی منصب آپ کو ملا، بڑے خوش آئند طریقے سے نبھایا۔ آپ کی professional life بطور گورنر، بطور کیئر ٹیکر وزیر اعظم، Acting President بہت کامیاب رہی اور اب آپ بطور چیئرمین عزت و احترام کے ساتھ اپنے فرائض منصبی سے رخصت ہوں گے۔ میں آپ کی آئندہ زندگی کی کامیابیوں کے لیے دعا گو ہوں۔ جناب چیئرمین! آپ کے اخلاق، تحمل، بردباری اور

تدبر نے اس ایوان بالا کے احترام میں اضافہ کیا۔ ابھی میری بہن نے وقت کی پابندی کی بات کی۔ میں نے آپ کو بڑی مستعدی سے وقت پر اور وقت سے پہلے ایوان میں موجود دیکھا۔ یوں تو اس ملک کے اندر کوئی کام بھی سوائے لوڈشیڈنگ کے وقت پر نہیں ہوتا اور ضرورت سے زیادہ ہوتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ تمام ممبران جو تین سال قبل ریٹائر ہوئے اور جو دو دن بعد ریٹائر ہوں گے بڑی مستعدی سے اور بڑی لگن سے بطور سینیٹر انہوں نے خدمات انجام دیں، میں ان سب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔

جناب والا! میں نے بطور سینیٹر، بطور چیئرمین سٹینڈنگ کمیٹی، بطور Chief Whip بطور وزیر مملکت برائے پارلیمانی امور اور بطور لیڈر آف دی اپوزیشن اپنے تئیں کوشش کی کہ ایک مثبت رویے کے ذریعے اپنی participation کو ensure کروں۔ اس دوران میری ہمیشہ کوشش رہی کہ سینیٹ میں موجود دونوں اطراف کے مابین ایک ربط رہے اور زیادہ سے زیادہ issues پر بات چیت ہو سکے۔ جناب چیئرمین! یہ رویے ہی ہوتے ہیں جو نتائج پیدا کرتے ہیں۔ اچھے رویے اچھے نتائج پیدا کرتے ہیں اور منفی رویے منفی نتائج پیدا کرتے ہیں۔ جناب والا! ایک سال قبل وجود میں آنے والی حکومت اس کے allies اور major parties کے رویوں نے آج ملک کو ایک مرتبہ پھر ایک ایسے دوراہے پر کھڑا کر دیا ہے اور ایسے محسوس ہو رہا ہے کہ ماضی کی کوتاہیوں اور غلطیوں اور رویوں پر غور نہیں کیا گیا اور ان سے کوئی سبق نہیں سیکھا گیا۔ بد قسمتی اور افسوس ہے کہ آج پھر اس ملک کے عام شہری یہ محسوس کر رہے ہیں اور بین الاقوامی سطح پر یہ محسوس کیا جا رہا ہے کہ شاید ایک مرتبہ پھر، اس ملک کی جمہوریت کی گاڑی پٹڑی سے اترنے والی ہے۔ اٹھارہ فروری سے قبل کے دعوے، معاہدے اور رویے عام شہری اور عام آدمی کے لیے امید افزا تھے اور اس کے بعد کے رویے، عمل، ضد، عدم برداشت کچھ ایسے آگے بڑھی کہ نتائج کی بس دعا ہی کی جا سکتی ہے کہ اللہ اس ملک پر رحم کرے۔ ایک دوسرے کے مینڈیٹ کے احترام کے دعوے کرنے والوں نے ایک دوسرے کے مینڈیٹ کا احترام نہیں کیا۔ 107 ممبران سے 207 کیسے ہوئے، کیوں کیے اور آج پھر اصولوں کی بات اور اصولوں پر چلنے کا دعویٰ اور دوسروں کو اصولوں کی پابندی کی تبلیغ، میں سمجھتا ہوں کہ اگر انہی سے سبق حاصل کر لیا جائے تو بہت بہتر ہوگا۔ میں نے floor of the House پر اپنی گزشتہ تقریر میں یہ مطالبہ کیا تھا کہ فی الفور وزیراعظم پاکستان جن پر تمام حلقے اپنے اعتماد کا اظہار کر چکے ہیں ان کا منصب بنتا ہے کہ وہ آل پارٹیز کانفرنس بلائیں اور تمام major issues agenda میں شامل کریں اور تب تک نہ اٹھیں جب تک ان کو resolve نہ کر لیا جائے۔ ہم نے اور ہماری پارٹی نے دونوں جماعتوں کے درمیان صلح جوئی کے لیے اپنا کردار ادا کرنے کی بھی offer کی۔ ہم آج بھی یہ چاہتے ہیں اور مطالبہ کرتے ہیں کہ فی الفور

پنجاب سے گورنر راج اٹھا لیا جائے اور majority کی دعویدار جماعت کو حکومت بنانے کی دعوت دی جائے۔ حوصلے اور تدبر کی ضرورت ہے۔ وقت ہر چیز کو ثابت کرنے کے لیے کافی ہوتا ہے۔ وہ جماعتیں جنھوں نے ہماری جماعت کے وجود کو تسلیم نہیں کیا الحمدللہ آج وہ ہمیں تسلیم کر رہے ہیں لیکن ہم اپنے عمل سے ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ جمہوریت جو آج اس ملک میں موجود ہے، ہم نے اپنے ذمے ایک بدنامی لے کر اس کی بنیاد ڈالی تھی اور ہم اس کو قائم رکھنا چاہتے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ ایک دوسرے کے mandate کا احترام کیا جائے۔ گو کہ اٹھارہ فروری کے بعد جیسا کہ میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ اس ملک کی چار صوبائی حکومتیں ایک مرکز کی allied حکومت اور دونوں بڑی جماعتوں نے ہمارے mandate کو روند ڈالا لیکن ہم آج اس دوراہے پر کھڑے ہو کر یہ دعوت دیتے ہیں کہ ہم اس ملک میں سسٹم کے تسلسل کو چلانا چاہتے ہیں، جمہوری طریقے سے چلانا چاہتے ہیں، آگے بڑھانا چاہتے ہیں اور اس کے لیے ہم یہ چاہتے ہیں کہ وہ تاثر جس کے تحت ہمیں یہ کہا گیا کہ ہم ہمیشہ حکومت کی طرف جاتے ہیں، ہم اس تاثر کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ ہم اپنے وجود سے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ ہم جمہوریت کا تسلسل چاہتے ہیں۔ ہم اس ملک کے عوام کی فلاح چاہتے ہیں۔ ہم اس ملک میں اپنے کردار سے ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ ہم تحمل اور بردباری کے ساتھ چیزوں کو ربط و ضبط کے ساتھ دیکھتے ہوئے-----

(اس موقع پر ایوان میں اذان ظہر سنائی دی)

جناب چیئرمین، میں زیادہ وقت نہیں لوں گا کیونکہ Prime Minister Sahib نے خطاب فرمانا ہے۔ میں عرض کر رہا تھا کہ ہم حقائق کو کھلی آنکھوں سے دیکھتے ہوئے آگے بڑھنا چاہتے ہیں۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ معاملات جو یقیناً سابقہ رویوں کی وجہ سے Point of no return کی طرف چلے گئے ہیں۔ کچھ رویے ایسے ہیں جو معاملات کو سلجھانے کی بجائے الجھاؤ کی طرف لیے جا رہے ہیں لیکن ہم چاہتے ہیں کہ معاملات سدھریں، national consensus ہو، ملک کے اندر ایک نئی روایت قائم ہو اور وہ بے یقینی جو قیادت کے لیے اس ملک کے اندر یقین کی صورت پیدا کر چکی ہے کہ leadership quality نہ ہونے کی بنا پر معاملات point of no return کی طرف جاتے ہیں، ہم چاہتے ہیں کہ اس میں سے ایک راستہ نکلے اور معاملات الجھاؤ کی بجائے سلجھاؤ کی طرف چلے جائیں۔ ہم اس موقع پر قطعی طور پر وہ فیصلے اور وہ تدبر expect کرتے ہیں جو اس سسٹم کے تسلسل کے لیے ضروری ہیں۔ وہ یقینی طور پر صرف اور صرف ایک دوسرے کو برداشت کرنے سے سامنے آسکتا ہے۔ جس کے لیے Prime Minister of Pakistan سے میری یہ درخواست ہو گی کہ وہ آگے بڑھیں اور وہی کردار ادا کریں جس کی ان سے توقع کی جا رہی ہے۔ وہ ایک مسلم لیگی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں اور اس

خاندان سے تعلق رکھتے ہیں جس نے پاکستان کی بنیادیں رکھیں۔ آج اسی تدبر کی ضرورت ہے، اسی حوصلے کی ضرورت ہے اور اس کے لیے میں سمجھتا ہوں کہ یہ آخری موقع ہے۔ اگر ہم نے اس کو گنوا دیا تو شاید ہماری اصلاح ممکن نہیں ہو سکے گی اور اگر آج پھر جموریت کی گاڑی پٹڑی سے اتری تو یقین کریں کہ ہمیشہ کے لیے leadership پر سے عوام کا اعتماد ختم ہو جائے گا۔

جناب چیئرمین، میں آخر میں آپ کا، Senate Secretariat کا، جنہوں نے بڑی مستعدی سے گزشتہ چھ سال جیسا کہ ہم نے دیکھا، کام کیا، دن رات کام کیا، Security staff کا اور بالخصوص اپنے تمام سینیٹرز ساتھیوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ ان کے تعاون سے آج یہ خیر سگالی کا دن ہمیں میسر آیا اور میاں رضا ربانی صاحب کا تعاون، ان کا ساتھ اور ان کی بصیرت میرے لیے خصوصی طور پر اور پروفیسر خورشید صاحب اور دیگر دوستوں کا، بزرگوں کا تعاون اور ان کا کردار میرے لیے مشعل راہ رہا ہے اور رہے گا۔

آخر میں، میں رضا ربانی صاحب کے لیے ایک شعر عرض کرنا چاہتا ہوں کہ

گزر تو جائے گی تیرے بغیر بھی لیکن
بہت اداس بہت بے قرار گزرے گی

شکریہ۔

(ڈیسک بجائے گئے)

Mr. Chairman: Thank you, Prime Minister Sahib.

مخدوم سید یوسف رضا گیلانی (وزیر اعظم پاکستان): چیئرمین صاحب! آج جو fifty percent اراکین سینیٹ retire ہو رہے ہیں میں ان سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ ان گزشتہ سالوں میں ان کی جو performance رہی ہے وہ بہت عمدہ رہی ہے اور انہوں نے قوم کی جو رہنمائی کی ہے اور مختلف issues پر debate کی ہے، committees کا standard improve کیا ہے میں ان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

(ڈیسک بجائے گئے)

چیئرمین صاحب! آپ کو بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ آپ جیسے experienced لوگ جو تمام constitutional posts پر رہ چکے ہیں اور آپ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ آپ پرائم منسٹر بھی رہے، گورنر بھی رہے، Acting President بھی رہے اور چیئرمین سینیٹ بھی آپ رہے اور جس طریقے سے آپ House کو لے کر چلے ہیں، آپ کو ہم خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔

(ڈیسک بجائے گئے)

ڈپٹی چیئرمین سینیٹ نے بھی، آپ کی غیر موجودگی میں اپنا ایک role ادا کیا، میں Leader of the Opposition or Leader of the House جنہوں نے اپنے فرائض منصبی ادا کیے جو unprecedented ہیں، میں دونوں حضرات کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔

(ڈیسک بجائے گئے)

یہاں پر بہت سے issues پر debates ہوئیں اور یہ بھی کہا جاتا رہا کہ ہاؤس کی افادیت نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جیسے آپ نے بلوچستان کے اوپر بحث کی، آپ نے وہ ملازمین جن کو ملازمت سے نکالا گیا تھا ان کے معاملے کو لیا اور اس کے علاوہ مجھے یاد ہے کہ جب last time یہاں آیا تھا تو قادر پور گیس فیلڈ کی privatization کی بات ہو رہی تھی اور آپ کی کمیٹی بھی مجھے ملی اور ہم نے آپ ہی کے احکامات پر اس privatization کو فوری طور پر بند کر دیا۔

(ڈیسک بجائے گئے)

اور ہم نے جو issues of re-instatement تھا inter provincial coordination Federal Minister رضا ربانی صاحب کی سربراہی میں وہ کمیٹی بنائی نہ صرف اس حد تک بلکہ تمام اداروں میں جتنی بھی re-instatements ہونی تھیں، ان کی سربراہی میں بنائی تاکہ فوری طور پر جتنے بھی لوگ ملازمت میں تھے خواہ 97 میں ان کو نکالا گیا یا ان کو 99 میں نکالا گیا یا اس سے پہلے یا بعد میں نکالا گیا ہم نے اس کی study کی اور ان کی re-instatement کے order کیے اور میں آپ کو یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ آپ کی کمیٹی کے جو decisions ہیں اور Federal Minister کی سربراہی میں جو decisions ہوئے ہیں انشاء اللہ ان پر عمل درآمد ہوگا۔ جہاں تک اس House کا تعلق ہے تو it is a symbol of Federation اس ناتے سے آپ کی responsibility اور بھی زیادہ بنتی ہے۔ آپ کا concern confrontation کی بابت بھی میں نے یہاں سنا وہ جائز ہے۔ کیونکہ میں نہیں سمجھتا کہ ایک confrontation کا یہ انداز ہو کہ یہ محسوس ہو کہ punjab vs Sindh. This is a Federation اور اس میں یہ concept نہیں آنا چاہیے اور میں ہاؤس کو assure کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے unanimously مجھے پرائم منسٹر منتخب کیا ہے، vote of confidence دیا ہے تو میری responsibility ہے اور میں آج آپ کو on the floor of the House assure کرنا چاہتا ہوں کہ جب بھی آپ چاہیں unanimously bill move کریں on charter of democracy, 17^th amendment , I will support for this. اس کے لیے ہم چاہتے

ہیں کہ جو بھی institutions ہوں ان کو strong ہونا چاہیے۔ ہم نے عدلیہ کی بحالی کے لیے، Media کی بحالی کے لیے، بہت قربانیاں دیں۔ میں خود lead کرتا رہا۔ افتخار چوہدری صاحب کے لیے جب ہم نے long march لاہور سے شروع کیا، محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ کو house arrest کیا گیا تھا ان کو باہر نہیں آنے دیا گیا تھا تو انہوں نے پھر مجھے کہا کہ آپ lead کریں اور میں بھی سات آٹھ کلومیٹر تک گیا۔ بعد میں مجھے بھی ایک تھانے میں تین دن کے لیے رکھ لیا گیا اور بعد میں میرے house کو declare as sub jail کر دیا گیا اور میرے اوپر دہشت گردی کے کئی cases بھی register کر دیئے گئے but I am not bitter, it is a day to day affair, it is a part of the game of politics یہ معمول کی بات ہے اور ہم نے اس ملک میں جمہوریت کی بحالی کے لیے پانچ سال جیل بھی کاٹی۔ اس کے لیے بھی ہم bitter نہیں ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ وہ ہمارا فرض تھا۔ Politics میں اگر آپ نے آنا ہے، اگر آپ نے کوئلے کا کاروبار کرنا ہے تو ہاتھ تو میلے ہوں گے اس لیے ہمیں اس پر کوئی غصہ ہے اور نہ ہمیں کوئی bitterness ہے۔ میں سمجھتا ہوں میں نے ایک تھوڑی سی contribution کی ہے to bring democracy back to the track اور میں آج آپ سے یہی گزارش کروں گا کہ ہم سب نے role ادا کرنا ہے۔ I recall when Churchil Prime Minister تھے اور war time تھا اور انہوں نے war لڑی اور World War II میں جب ان کو کامیابی ہوئی اور کامیابی کے بعد جب الیکشن میں حصہ لیا تو وہ شکست کھا گئے کیونکہ پھر لوگوں نے کہا He was the War time Prime Minister. Now it is the peace, time we don't want him at the moment. اس لیے یہ musical chair ہے۔ یہ سب کی رہتی ہے آج کی گورنمنٹ کل کی اپوزیشن ہے you have the government in waiting, تو اس لیے ہم کو مل کر institutions کو strong کرنا ہے، institutions کو بنانا ہے۔ میں governor rule کے حق میں نہیں ہوں، میں governor rule کے against ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ governor rule دو مہینے کی بجائے کل ختم ہو جائے۔

(ڈیسک بجائے گئے)

مگر اس کے لیے جہاں تک majority کا تعلق ہے وہ آپ نے show کرنی ہے وہ میں show نہیں کر سکتا کیونکہ آپ کو بھی معلوم ہے کہ .everybody is looking toward PML(Q) ہم مل جائیں یا (PML(N اور PML(Q) مل جائیں تو پھر گورنمنٹ بن سکتی ہے یا جیسے پہلے PPP اور PML (N) تھے اگر ویسے ہی مل جائیں تو گورنمنٹ form ہو سکتی ہے۔ This is the reality

جو آپ سب کو معلوم ہے مگر اس کے باوجود ہم یہ چاہتے ہیں کہ جس کا mandate ہے اس کا احترام ہونا چاہیے اور اس سے institutions strong ہونے چاہیئں اور ہمیں یہ پرواہ نہیں ہونی چاہیے کس صوبے میں کس پارٹی کی حکومت ہے کیونکہ یہ ہمارے لیے نئے تجربے ہیں اس پر ہم میں ابھی tolerance نہیں ہے لیکن ہمیں کچھ tolerance دکھانی چاہیے۔ میں پورے ہاؤس کو assure کرنا چاہتا ہوں کہ میں mind نہیں کروں گا if we don't form the majority , we will sit in the opposition اس پر کوئی دورائے نہیں ہیں کوئی بات نہیں ہے۔

(ڈیسک بجائے گئے)

کیونکہ اپوزیشن اور گورنمنٹ دونوں ہی side by side ہوتے ہیں politics میں ،سارے حکومت میں نہیں ہوتے اور سارے ہی اپوزیشن میں نہیں ہوتے ، یہ کوئی ایسی big deal نہیں ہے۔ جہاں تک long march کا تعلق ہے ،وکلاء کے حقوق کا تعلق ہے، میں نے آپ سے پہلے بھی گزارش کی ،ہمارے پنڈی میں بھی لوگ شہید ہوئے ۔ہمارے کراچی میں بھی لوگ شہید ہوئے۔ ہم نے خود بھی جیلیں کاٹیں ۔ ہم نے ان کے حقوق کے لیے پہلے بھی جنگ لڑی اور آج بھی میں آپ کو صرف یہ یقین دلانا چاہتا ہوں کہ ہم ان کے حق میں ہیں، تحریک چلائیں ،ہم نے خود چلائی تھی ، long march کریں ، ہم نے خود long march کیا تھا۔ ہم نے train march کیا تھا تو ہم کسی اور پر کیسے اعتراض کر سکتے ہیں مگر صرف آپ سے یہ گزارش کرنا چاہ رہا ہوں کہ یہ بتائیں کہ اگر خدا نخواستہ کسی کو کچھ ہوگا تو آپ کہیں گے کہ the protection of the property and life, it is the primary duty of the State. تو میں چاہوں گا کہ آپ اگر قانون کے دائرے میں رہتے ہوئے without disturbing anybody تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے ہم نے last time بھی جب long march ہوا تھا۔ تو stage ہم نے خود set کیا تھا۔ میں نے Minister for water & power کو order کیا تھا کہ اس رات کو load shedding نہیں ہونی چاہیے اور ہم نے interior advisor کو directions دی تھیں کہ میاں صاحب جب تشریف لائیں تو ان کی full security ہونی چاہیے اور پانی یا کھانے کی کمی نہیں ہونی چاہیے ۔ We gave all facilities to the people who went for the long march مگر to the extent کہ وہ peace disturb نہ کریں۔ بچوں کے سکول disturb نہ ہوں اور diplomats یہ feel نہ کریں کہ جو پاکستان کے لیے بہت کچھ کرنے کے لیے تیار ہیں وہ donor country جو پاکستان کے لیے بہت کچھ کرنے کے لیے تیار ہیں۔ وہ ادارے جو پاکستان کے لیے بہت کچھ کرنے کے لیے تیار ہیں۔ یہ آپ کا ملک ہے

اور آپ کے ملک کو انہوں نے مضبوط کرنا ہے۔ آج ہماری حکومت ہے، کل آپ کی حکومت ہو گی۔ آپ کو بھی یہ مسائل ہوں گے۔ اس لیے we are not against anybody and I have the highest regard for Minan Nawaz Sharif Sahib and Mian Shahbaz Sharif Sahib. We have worked together and we want to work together in future as well. انشاء اللہ ہم بہت جلد کوشش کریں گے کہ Governor rule ختم ہو جائے اور ascertainment ہو جائے اور جو حکومت بنانا چاہے، ہمیں اس سے کوئی گلہ شکوہ نہیں ہے۔ جہاں تک minorities کا تعلق ہے، ہم نے اپنے manifesto میں، charter of democracy میں یہ رکھا تھا، میں رات کو ہی وہ دیکھ رہا تھا۔ اس میں تھا کہ ہم in future amendment کریں Constitution میں کہ minorities کو elect کیا جائے سینیٹ کے ہاؤس میں تو ہم نے بغیر amendment کیے، کل بھی جو نئے سینیٹرز منتخب ہوئے ہیں، ان کو بھی from minorities ہم نے ٹکٹ دیا ہے تاکہ representation ہو۔ ہم نے ladies کو ٹکٹ دیا ہے تاکہ ladies کی representation ہو اور ہم چاہتے ہیں کہ اس قسم کی اچھی practices کریں، جس سے یہ ادارہ جو Upper House ہے مزید تقویت حاصل کرے۔ وہاں لندن میں تو یہ ہے کہ جو بھی former speaker یا دیگر automatically House of Lords کے ممبرز بن جاتے ہیں۔ اس لیے ہم تو چاہتے ہیں کہ یہاں بہتر سے بہتر plan آنا چاہیے۔ ٹیکنوکریٹس آنے چاہئیں۔ Minorities سے آنے چاہئیں۔ Ladies سے آنے چاہئیں اور میں آپ تمام سینیٹرز کو یہ بھی assure کرنا چاہتا ہوں کہ جو فنڈز ہیں، ان کے لیے پہلے یہ تھا کہ ایک loud thinking تھی کہ سینیٹرز کو فنڈز نہیں دینے چاہئیں۔ اس لیے کہ وہ تمام ممبرز کے representatives ہوتے ہیں۔ میں نے کہا، نہیں۔ They should get the funds equal to the other members اور پہلی مرتبہ ایسا ہوا ہے کہ تمام سینیٹرز کو ہم نے فنڈز دیئے ہیں اور ہم نے کسی سے یہ نہیں پوچھا کہ آپ نے ہمیں ووٹ دیا ہے یا نہیں دیا۔ Across the board کسی بھی پارٹی سے ہو، ہم نے ان کو فنڈز دیئے ہیں and I assure you Mr. Chairman کہ آئندہ بھی جو ہاؤس ہو گا ہم سب کو فنڈز دیں گے قطع نظر اس کے کہ کون کس جماعت سے ہے، اپوزیشن سے ہے یا گورنمنٹ سے ہے۔ جہاں تک بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام کا تعلق ہے، اس کے لیے بھی بہت سی reservations تھیں کہ خواتین کو نہیں ملنا چاہیے۔ سینیٹرز کو نہیں ملنا چاہیے۔ Minorities کو نہیں ملنا چاہیے۔ مگر اس کے باوجود میں نے پالیسی بنائی تھی کہ اگر بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام کے آٹھ ہزار فارم ہم ایم این اے کو دیں گے تو وہی آٹھ ہزار سینیٹرز کو بھی دیں گے، وہی minorities کو دیں گے، وہی ladies کو دیں گے ۔ یہ ہماری پارٹی کا ایک

decision اور manifesto ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ اس پر تنگ نظری نہیں ہونی چاہیے۔ یہ ہماری کوئی جائیداد نہیں ہے۔ یہ ہمارے فنڈز نہیں ہیں۔ آپ کے ٹیکسوں سے کمائی ہوئی دولت اگر آپ کے اوپر استعمال ہوجائے تو یہ کسی کا احسان نہیں ہے، یہ آپ کا right ہے اور آپ کو right ملنا چاہیے۔ میں، آخر میں فاروق نائیک صاحب Minister for Law and Justice جنہیں پارٹی نے نامزد کیا ہے، الیکشن کے لیے ان کا نام propose کیا ہے۔ میں ان کو پارٹی اور اپنے تمام colleagues کی طرف سے مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

(ڈیسک بجائے گئے)

اور میں رضا ربانی صاحب، جنہوں نے بہت محنت، لگن کے ساتھ as a Leader of the House ہاؤس میں perform کیا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ ان کی خدمات unprecedented ہیں۔ ہمیشہ پاکستان پیپلز پارٹی، ہماری گورنمنٹ اور میرے بھی colleague in the Cabinet رہے ہیں، ہم ان کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ آخر میں ایک مرتبہ پھر جناب چیئرمین صاحب! آپ کا بہت بڑا background ہے۔ آپ کا بہت بڑا سلسلہ ہے اور آپ کی علاقے میں بہت roots ہیں اور آپ نے جس عمدہ طریقے کے ساتھ perform کیا ہے، we are proud of you and we congratulate you اور میں سمجھتا ہوں کہ آپ کی خدمات ملک کے لیے ہمیشہ یادگار رہیں گی اور آپ کے تعاون کی بھی ہمیشہ ہمیں ضرورت رہے گی۔ Thank you very much جناب چیئرمین! ایک بات میں بھول گیا تھا کہ جو ex-Senators ہوں گے I do things according to the rules; I have taken my Defence Minister into confidence ان کے لیے میں CIP کی facilities announce کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ امجد عباس صاحب۔

سینیٹر محمد امجد عباس: Sir, I start by thanking Allah Almighty جنہوں نے مجھے یہ honour دیا، یہ privilege دی that I was here to represent the people of Pakistan and Punjab in this august House. Sir, for the last six years I have learnt a lot and I have tried my level best to deliver my duties. Sir, I am thankful to Chaudhry Shujaat and PML(Q) کہ انہوں نے مجھے اس ہاؤس کے لیے elect کروایا تھا۔ Sir, since 1958, it is very unfortunate کہ کوئی بھی politician پاکستان میں ایسا نہیں ہے جو یہ کہے کہ وہ مارشل لاء کی

پیداوار نہیں ہے whether it be Zulfiqar Ali Bhutto, whether it be Mian Nawaz Sharif, whether it be anyone. اسی طرح میری political life کا آغاز بھی ایک مارشل لاء دور میں، جنرل مشرف صاحب کے دور میں ہوا۔ Sir, it is a history, look into it کہ وہی ذوالفقار علی بھٹو صاحب، جنہوں نے مارشل لاء دور میں ہی اپنے سیاسی کیریئر کا آغاز کیا، جب انہوں نے differ کیا اور اس کے لیے پھر بکے نہیں اور اپنی جان کی قربانی دے دی تو وہ قائد عوام بن گئے۔ Sir, I was among the few who formed the forward block. وہ ہمارا کوئی clash of personalities نہیں تھا I still respect Chaudhry Shujaat from the bottom of my heart. وہ جو ہمارا clash تھا it was on certain ideas and principles جس طرح ابھی کامل علی آغا صاحب نے بھی کہا کہ ہم جمہوریت کو لائن پر لانے کے لیے اس عمل کا حصہ بنے تھے۔ جب ہم نے دیکھا کہ وہ عمل آنے کے باوجود ہم غلط سائیڈ پر جا رہے ہیں تو I differentiated and I stick to my principles. Sir, last four years I had the honour and privilege to be the Chairman Standing Committee for Food, Agriculture and Livestock. Sir, in my opinion it is one of the most important committees. Above 70% of the population belongs to the agriculture sector. More than 24% of the GDP come from agriculture. Sir, it is very unfortunate کہ پنجاب ایگریکلچر میں lead کرنے کے باوجود I was the only member from Punjab اور میرے خیال میں کسی ممبر کی willingness بھی نہیں تھی to join this committee اس کے باوجود I am very thankful to the members who contributed and who worked hard and we did our best for the agriculture sector. آپ اس طرح دیکھیں کہ ہماری کمیٹی میں cotton growing area کے ممبر نہیں تھے۔ ہمارے پاس sugar growing کے نہیں تھے۔ میری کمیٹی میں زیادہ تر خواتین تھیں، جن کا براہ راست تعلق زراعت سے نہیں تھا۔ بلوچستان سے زیادہ ممبر تھے، جہاں زراعت اتنی زیادہ نہیں ہے۔ جناب! پرائم منسٹر صاحب چلے گئے۔ میری request تھی کہ جہاں technocrats ہیں، وہاں agriculture sector کو بھی representation دی جائے۔ There should be agriculture sector members. آپ کی ساری معیشت کا دارومدار ہی زراعت پر ہے۔ And this committee has been neglected so much.

میں وزیر اعظم صاحب سے تو یہ بھی کہنا چاہتا تھا کہ he has some extra pressure on him belonging to the Southern Punjab. If I look back in the کیونکہ ہمارے history of southern Punjab, he has got too many chances وزیر بھی رہے ہیں، گورنر بھی رہے even prime ministers بھی رہے ہیں۔ میرے بھائی جتوئی صاحب یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں، ان کے والد صاحب جب پرائم منسٹر بنے تھے تو he was لیکن جناب والا! بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ elected from our constituency we produced prime ministers, we produced governors but we are still جناب والا! میری وزیر اعظم سے یہ the least developed area of the Punjab. درخواست تھی کہ he has a charge, he has an opportunity and he can leave marks on that area and he will be remembered forever.

جناب والا! if we come to the present days' situation, ہم نے forward block بنایا تھا، اس کا پہلا ایجنڈا تھا restoration of judges. جناب والا! اگر کسی معاشرے میں انصاف نہیں ملتا تو وہ معاشرہ چل نہیں سکتا۔ If we look into the history, we have seen empires اور ان empires کے ڈوبنے کی ایک ہی وجہ ہے کہ there was not justice in the society, there were two set of rules, one for the rulers and other for the people being ruled. Sir, this should be stopped.

جناب والا! جب ایک sitting prime minister نے اپنے اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے ایک آرمی چیف کو ہٹایا تھا جس کو آئینی طور پر وہ sack کر بھی سکتا تھا تو Army as an institution اس کو کیوں واپس لائی۔ Why General Musharraf? Why not somebody else? Another General could be made the Commander in Chief. اس لیے کہ وہ institution کا ایک image دینا چاہتے تھے that he should be restored. وہ image آئے۔ اسی لئے Ch. Iftkhar is need of the hours and he should be restored.

(ڈیسک بجائے گئے)

جناب والا! اب گیند politicians کی court میں ہے۔ Army has stepped a side. Now, our senior democratic leaders are in powers. اور ان کے لیڈر نے واقعی democracy کے لئے قربانی دی ہے لیکن اب بات ان کے shoulders پر ہے کہ یہ اپنے

I think they have to work for the لیڈر کے کہے کو سچ ثابت کریں اور اس کے لئے continuation of the democracy.اور اسے پارٹی لائن سے نکل کر جیسے پرائم منسٹر نے کہا ، ایوزیشن میں بھی بیٹھنا پڑے تو بیٹھیں۔ Not to grab all the powers دیگر لوگوں کے mandate مانیں لیکن بد قسمتی سے وہی ٹانگ کھینچنے والی سیاست ہو رہی ہے۔ There is the mandate and there was the province working fine.ٹھیک ہے کہ اگر سپریم کورٹ نے judgementدے بھی دی تو گورنر راج کیوں لگا؟ اس لئے وہاں کے ہاؤس کو کہہ دیں کہ وہ اپنی majority show کرے اور جو بھی majority show کرے وہ حکومت بنائے لیکن یہ درمیان میں یہ دو مہینے کا گورنر راج کہاں سے آگیا؟

I am thankful to you. I have learned a lot from you. جناب والا! آپ کی شفقت کا ، آپ کی محبت کا میں ہمیشہ شکر گزار رہوں گا۔ I am thankful to the Deputy Chairmen, I mean Commander Khalil and Jan Jamali, both of them sir. Being a new comer in this House جس طرح آپ اور دوسرے سینیئر لیڈروں نے میری راہنمائی کی۔ I have learned a lot and I take good memories with me. But sir, this is not an end. I think, this is another beginning. میری responsibility as a senator کچھ اور تھی and when I leave the House, I still have certain responsibility. This is my country and I will make sure کہ جن principles پر میں نے stand لیا تھا۔ I will stick to them. Stand for the restoration of the Judges and I will work for the continuation of the democracy sir. What I have learned from the previous leaders whether it be Zulfiqar Ali Bhutto, whether it be Mian Nawaz Sharif, Sir, وہی لوگ اس معاشرے میں عزت پا رہے ہیں اور ہمارا معاشرہ بھی یہ چاہتا ہے کہ ٹھیک ہے کہ اگر آپ نے کوئی غلطی کر دی تو اس کی اصلاح کریں اور پھر صحیح چلیں۔ جناب والا! I am thankful to all the senior members here. جن سے میں نے سیکھا ہے ، ان کی debate سے سیکھا ہے۔ Sir, this House is a symbol of federation as the Prime Minister has said. Sir, it might be the last day but it is not the end of the days. میں یہ propose کروں گا کہ ہماری leadership اکٹھی بیٹھے and this House should take a lead today اور

17th لے کر آئے کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ میں بھی unanimously 18th Amendment

and I asked the کے گناہ میں شامل تھا۔ میں اس گناہ کو دھونا چاہتا ہوں Amendment

leadership whether it be from this side of the aisle or that side of

the aisle sir, کہ بیٹھیں we are with them. اگر یہ ہاؤس اس طرح کے عمل نہیں کرے

very unfortunately sir, then we have گا۔ اگر آج کی leadership نہیں کرے گی تو

Sir, I میرے خیال میں ہمارا پاکستان اس چیز کا متحمل نہیں ہوسکتا۔ to take other steps.

am thankful to the Senate Secretariat and its Secretary and my

Secretary Committee who had worked with me for the last six

Food جس طرح میں نے کہا کہ years. And I believe sir, when I came here

I did not get a single committee میں and Agriculture Committee

report from my previous predecessor. I hope, I am leaving

something for the new comer. At least he or she will have

something to look back and start from. I am thankful to each and

every member of my committee. جن میں ایسے لوگ بھی تھے جن کی یہ field بھی نہیں

تھی، جنہوں نے مطالعہ کرکے، معلومات اکٹھی کرکے they contributed to the committee

اس غریب کسان کی بہتری کے لئے کام کیا جس کی آواز یہاں تک پہنچانے والا کوئی نہیں تھا۔

جناب والا! جس طرح رضا محمد رضا نے ذکر کیا the last topic he took on,

was tobacco. Sir, 4 dollar per K.G. is the investor price. میرے خیال میں

if I am correct, Rs.85 per K.G کے حساب سے ہم اپنے farmers سے خرید رہے ہیں۔

and this is good quality of tobacco. Why the industry is taking

advantage of our farmers. ہم نے اپنی کمیٹی میں propose کیا تھا کہ جناب والا! at

least اور کچھ نہیں تو پہلا jump آپ 4 dollar پر لے آئیں۔

(ڈیسک بجائے گئے)

جناب والا! جب تک ہم کسان کو اس کا حق نہیں دیں گے، یہاں پر industrialists بھی بیٹھے ہوئے ہیں، اکثر لوگوں کی agro-based industries ہے۔ جب آپ کاشت کار کو نہیں دیں گے تو وہ crop pattern change کرتا رہے گا۔ میرے بھائی ہارون خان یہاں بیٹھے ہوئے ہیں he will bare me out. دو سال کاشت کاروں کے گنے کے ہوتے ہیں اور دو سال ان کے ہوتے

ہیں۔ وجہ یہی ہے کہ there is no working relationship. جب ہم گنا زیادہ لگا لیتے ہیں اور ان کی ملوں پر لے کر جاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ میں تھاڈے کول کوئی نائی بھیجیا سی کہ گنا لاؤ۔ تو یہ ہوتا ہے اور پھر ہم گنا کاشت کرنا چھوڑ دیتے ہیں۔ اگلے سال جب اس کی support price 80 ہوتی ہے تو they are buying on 120 Rupees. اس کے بجائے ہم ایک equivalent price working relationship develop کر لیں۔ And I have tried my level best. They are good people. I will praise Haroon Khan. He is one of the people who will be willing to do so but there are certain people جو یہ کہتے ہیں کہ نہیں یار، ایک ہی دفعہ کما لو۔ باقی پھر دیکھا جائے گا۔

جناب والا! وزیر اعظم صاحب southern Punjab سے تعلق رکھتے ہیں اور southern Punjab is a cotton growing area, sugarcane growing area. جناب! اس سال rice دیکھ لیں، farmers gave you a bumper crop ہم بات کرتے ہیں کہ ہمارا export revenue اتنا ہو جائے۔ میرا خیال ہے کہ اگر ہم rice price صحیح handle کر لیتے تو farmer has contributed a lot, more than 6 billion کی آپ کی trade ہو جاتی۔ جناب! اس لیے میں کہتا ہوں کہ اس House میں agriculture sector سے بھی بندے آنے چاہییں and I would like to propose that technocrat کی ایک سیٹ normal agriculturists کے لیے ہو تو I think it will improve the working of this august House.

Sir, in the end I would like to thank each and every member. They are like a part of my family. Sir, living with them for the last 6 years, I have developed ties that I will never forget and I think I leave this House as a much grown person mentally than I came here 6 years ago. Thank you.

(Desks thumping)

جناب چیئرمین: رخسانہ زبیری صاحبہ۔ رخسانہ صاحبہ، حاجی عدیل صاحب کچھ کہنا چاہ رہے ہیں۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جناب چیئرمین! میں نہایت احترام سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے کہا یہاں تمام پارٹیاں جو بیٹھی ہیں، وہ مارشل لاء کی پیداوار ہیں۔ عوامی نیشنل پارٹی، نوے

سال پرانی پارٹی ہے- باچا خان، خان عبدالولی خان، ہمارے لیڈران اور میرے والد 1918 میں تین سال کے لیے انڈمان گئے تھے، کالا پانی کی سزا پائی تھی- ہم مارشل لاء کی پیداوار نہیں ہیں- یقیناً یہاں اور بھی ایسی پارٹیاں ہوں گی جو مارشل لاء کی پیداوار نہیں ہیں- میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے جو فرمایا، ان کے لیے بہت احترام ہے، بہت اچھے آدمی ہیں، شاید انہوں نے جذبات میں کہہ دیا ہے، اگر یہ اپنے الفاظ واپس لے لیں تو میں مشکور ہوں گا-

جناب چیئرمین: آپ نے وضاحت کر دی ہے-

سینیٹر محمد امجد عباس: جناب! میں نے پاکستان کی پارٹیوں کے بارے میں کہا تھا، اگر یہ اس بات پر آئیں گے تو یہ تو صرف ایک صوبے تک ہی محدود ہیں-

(مداخلت)

سینیٹر محمد الیاس بلور: ہم ایک صوبے تک محدود ہیں، یہ بات نہیں ہے---

(مداخلت)

جناب چیئرمین: میرا خیال ہے آپ کی وضاحت ریکارڈ پر آگئی ہے- اگر وہ withdraw کرتے ہیں تو---

Senator Muhammad Amjad Abbas: Sir, I named two leaders in the House, Zulfqar Ali Bhutto and Nawaz Sharif.

Senator Abdul Rahim Khan Mandokhail: Mr. Chairman...

جناب چیئرمین: ریکارڈ پر آپ کی وضاحت ہے- میرا خیال ہے رخسانہ صاحبہ کو----

(مداخلت)

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: پیداوار نہیں ہے، ایوب خان کے مارشل لاء میں خان رؤف احمد خان اچکزئی کو چودہ سال جیل کی سزا دی گئی- اس کے بعد مشرف کے مارشل لاء میں کوئٹہ میں ہماری پارٹی کے لوگوں پر گولیاں چلائی گئیں، قتل کیا گیا اور ہم مسلسل مارشل لاء کے خلاف رہے ہیں، آج تک ہیں- ہم آج بھی گورنر راج کے اتنے ہی مخالف ہیں جتنے کہ مارشل لاء کے مخالف تھے- جناب! مہربانی-

جناب چیئرمین: میرا خیال ہے رخسانہ صاحبہ کو بولنے دیں-

(مداخلت)

Senator Muhammad Amjad Abbas: Sir, I have named two leaders and the present two leading parties.

جناب چیئرمین: انہوں نے ایک specific بات کی تھی جو انہوں نے کہا تھا۔

Senator Muhammad Amjad Abbas: Sir, I have named two leading parties, Peoples Party and Pakistan Muslim League sir.

Mr. Chairman: Everybody is on record and Rukhsana Sahiba,

کلثوم پروین صاحبہ کا ایک item lay کرنے والا ہے، اگر یہ lay کرلیں if you allow her. بعد میں کرلیں گی، چلیں ٹھیک ہے۔ Go ahead please.

سینیٹر انجینیئر رخسانہ زبیری: چیئرمین صاحب! بہت شکریہ۔ یہاں پر آپ کے متعلق senior officials, secretary sahib, Leader of the House, Leader of the Opposition ہمارے سینیٹ کے سینئر ممبران، جن سے ہم سب نے سیکھا، یہاں کے سارے سٹاف کے متعلق جو کچھ میرے colleagues نے کہا، میں اس کو fully support کرتی ہوں۔ آپ سب کا شکریہ ادا کرتے ہوئے میں یہ کہوں گی کہ میں رزینہ عالم صاحبہ، مولانا راحت حسین صاحب، ڈاکٹر ساعد سے بہتر الفاظ میں اپنے خیالات کا اظہار نہیں کر سکتی۔ یہ ایک شکریے کا occasion ہے لیکن میں سمجھتی ہوں کہ اس کے ساتھ accountability کا بھی ہے کہ ہم دیکھیں کہ ہم نے چھ سالوں میں کیا کیا۔ میں بڑے ادب سے یہ کہنا چاہتی ہوں کہ اللہ کا بڑا احسان ہے کہ آج چھ سال مکمل ہونے پر میں بہت مطمئن ہوں اور سمجھتی ہوں کہ صوبے کی نمائندگی کا---- Sir, we are having several meetings now.

Mr. Chairman: Let us hear the honourable member. Ismail Buledi Sahib آپ کے ساتھی کہہ رہے ہیں، ذرا ان کی طرف توجہ فرمائیں۔

سینیٹر انجینیئر رخسانہ زبیری: جناب! میں اس بات پر بہت مطمئن ہوں کہ مجھے صوبے کی نمائندگی کا جو فرض سونپا گیا تھا، میں نے اپنی best efforts, best capabilities صرف ایک طرف مرکوز رکھیں I do not know the Islamabad whereabouts, I do not know anything except my work, my lodges and my Parliament. آج بھی یہاں پر politicians, So that was the level of commitment.

parliamentarians نے یہ کہا کہ ہم public money judiciously خرچ نہیں کرتے اور اپنی efforts کا اتنا فائدہ یا return نہیں دے پاتے کیونکہ recommendations وغیرہ پر عمل نہیں ہوتا، میں سمجھتی ہوں کہ Prime Minister Sahib نے جو کہا وہ بہت reassuring ہے and we are very positive that *insh Allah* things will further improve لیکن میں ساتھ یہ کہنا چاہوں گی کہ ہمیں defensive ہونے کی ضرورت نہیں ہے جناب۔ میں نے بھی یہاں پر کئی دفعہ یہ raise کیا کہ ہم بہت پیسہ ضائع کرتے ہیں، ہمیں نہیں کرنا چاہیے۔ Inefficiency ہے I do agree کہ inefficiency ہے لیکن اس کے باوجود جناب! میں نے ایک exercise کی، میں نے سیکرٹری صاحب کو کہا کہ ہم نے چھ سالوں میں اس سینیٹ نے جو ٹوٹل خرچ کیا ہے وہ بتائیں تو انہوں نے مجھے کچھ figures دیے۔ اگر میں ان چھ سالوں کے پوری پارلیمنٹ کے خرچ کو add کروں اور صرف one of the smallest حصہ، اگر میں اپنا contribution دیکھوں، سب کی contribution الگ ہے لیکن میں اگر ایک بندے کا contribution دیکھوں تو تقریباً سو ارب روپے ایک سال کے اس ملک میں واپس آئے جو ہم oil pricing case کے لیے سپریم کورٹ گئے۔

(ڈیسک بجائے گئے)

جس میں جسٹس افتخار چوہدری نے ہمیں relief دیا۔ ہماری demands 6 تھیں، ان میں سے 4 demands پوری ہو گئیں اور یہ سال کے سو ارب روپے سے زیادہ ہوتے اگر ہماری Defence Committee کی رپورٹ پر عمل ہوتا۔ آپ یقین کریں کہ جو آج ہم 100 million dollars سال کے زیادہ pay کر رہے ہیں، جس کی وجہ سے ملک اتنا crunch میں ہے، وہ نہ ہوتا اور مجھے خوشی ہے کہ ہمارے چیئرمین صاحب نے اس بات کو accept کیا اور یہ بڑی بات ہے کہ آپ accept کریں۔ جناب! یہ کامیابی میری یا Oil Pricing Committee کی نہیں ہے، یہ پوری Petroleum Committee کی کامیابی ہے کیونکہ ہم نے unanimously, across the party line کام کیا and we did not do point scoring. I did not go and talk to the press about it جب تک we got relief. جناب! میں یہ بتانا چاہوں گی کہ ابھی بھی یہ کیس سپریم کورٹ میں ہے۔ ابھی دو issues ہیں جن پر ہم بات کر رہے ہیں اور انشاء اللہ ہمیں اس پر relief ملے گا اور جناب چیئرمین! یہ اتنا اہم کیس تھا کہ جسٹس افتخار چوہدری نے اپنی پٹیشن میں جن cases کا ذکر کیا، اس میں Steel Mills privatization case, missing

شامل ہے۔ ابھی پچھلے دنوں میں نے سنا کہ انہوں نے persons case and oil pricing case
مجھے D.I.Khan میں یاد کیا اور کہا کہ I was getting relief and all that, I am very thankful to him.

جناب چیئرمین! میں اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے Co-Chairman, President Asif Ali Zardari کو مبارکباد دینا چاہتی ہوں کہ انہوں نے پارٹی ٹکٹ دیتے وقت grassroot workers کو اہمیت دی۔ ہر صوبے میں جہاں بھی ہماری پارٹی نے ٹکٹ دیے ہیں I am thankful to the party, party leadership انہوں نے grassroot level پر دیے ہیں اور دوسری بات جو ان کو اہم کامیابی ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ پرویز مشرف صاحب کے دور میں دو دفعہ سینیٹ کے الیکشن ہوئے اور اس میں جو بازار گرم ہوئے، الحمدللہ coalition partners کے توسط سے، ان کے ساتھ مل کر co-Chairman of the Party نے اس کو ختم کیا۔ I think that was great, it is a big contribution and I am very proud of it. جناب! مجھے اس بات پر بھی فخر ہے کہ میرا تعلق پاکستان پیپلز پارٹی سے ہے جو committed لوگوں کی پارٹی ہے۔ یہاں پارٹی کے جتنے بھی لوگ بیٹھے ہیں، وہ ہیں جن کی by choice یہ پارٹی ہے، ان کی 2nd and 3rd generation آج پارٹی میں بیٹھی ہے including the Leader of the House. I remember him when he was studying in the college and he was working for the party. So is the Khosa Sahib, Baig Sahib, all the party workers. I think we are very proud of it. مجھے یہ بھی فخر ہے کہ as a teenager, a student of a college میں نے پارٹی join کرنے کا جو فیصلہ کیا تھا it was a smart decision and I am still with the party. This party belongs to me and I belong to this party. So that is the level of commitment and there is no issue, there is no action like resigning from the party and resigning from the Senate and things like that. I am very proud of it that our party stands united in all situations.

جناب، اب میں آئندہ کا agenda دینا چاہوں گی، میں نے آپ کو بتایا تھا کہ میں solar energy پر کام کر رہی ہوں، میرا subject energy تھا، اب میں نے solar energy پر focus کر لیا ہے۔ یہاں پر جتنے بھی parliamentarians آرہے ہیں یا جتنے موجود ہیں، میں ان سے یہ درخواست کروں گی کہ خدارا اپنے پیسے سڑکوں پر ضائع نہ کریں، سڑک بنانے پر اور تار لگانے پر اور گیس کی لائنیں بچھانے پر ضائع نہ کریں کیونکہ گیس ہی نہیں ہے، جہاں جا رہی ہے، وہاں کے لیے نہیں

ہے۔ ہمیں alternate energy پر کام کرنا ہے، وہ اس پر اپنا focus رکھیں کیونکہ ہمارے ملک کی خوشحالی کا جوراز ہے، وہ اس پر ہے کہ ہم اس طرح اس area میں کامیابی حاصل کریں۔ میں یہ بھی کہنا چاہوں گی کہ any assistance, any needs ہم نے Parliamentarians کو کافی دفعہ یہاں پر کہا۔ جو میری دوسری responsibility ہے جس پر میں focus کروں گی وہ Pakistan Engineering Council ہے ہم نے اس پر seminars کئے ہیں، I invite each one of them, they are welcome, we will walk with them on their projects and make sure that those take off. جناب، میں دوسری بات یہ کہنا چاہوں گی my colleagues will be seeing me around here and I will be around here till I am elected next time. Thank you very much.

جناب چیئرمین: شکریہ۔ کلثوم صاحبہ، آپ اپنا item No.2 کرنا چاہیں گی۔

Senator Kalsoom Perveen: Thank you Mr. Chairman. Mr. Chairman. I, Mrs. Kalsoom Perveen beg to present the report of my Standing Committee on Narcotics Control in this august House. جناب، یہ 2007 سے 2008 تک کی report ہے، اس میں میرے colleagues جناب مندوخیل صاحب، جناب سلیم سیف اللہ صاحب، جناب رحمت اللہ کاکڑ صاحب، سردار حسین صاحب اور مولانا گل نصیب صاحب تھے۔ جناب، میں نے اس committee کی چاروں صوبوں میں meetings مختلف issues پر کیں، میں سمجھتی ہوں کہ مجھے اگر تھوڑی بہت کامیابی ہوئی ہے تو جو women منشیات کے کیسوں میں جیلوں میں تھیں۔ وہاں پر اکثر ایسی women تھیں جو جیل میں سات، سات، آٹھ، آٹھ سالوں سے بچوں کے ساتھ تھیں جبکہ وہ سارے بچے بے گناہ تھے۔ جناب، ہم نے کوشش کی ہے کہ وہ بچے release ہوں اور وہ عورتیں جن کے پاس bail out کے لیے پیسے نہیں ہیں، ہم ان کی help کے لیے گئے جس میں ہمارے ساتھ طلحہٰ محمود صاحب نے personally بڑی مدد کی۔ جناب، میں نے کوشش کی کہ جو منشیات کا نوجوانوں میں اور specially میرے صوبہ بلوچستان میں بڑھتا ہوا ratio ہے، کسی طریقے سے وہ control ہو سکے، مگر جناب! مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ بجائے وہ ratio کم ہو، وہ ratio بہت زیادہ high ہو گیا۔ حالت یہ ہے کہ شہر کے بیچ حبیب نالہ ہے جہاں چاروں اطراف میں girls high schools, girls colleges ہیں اور یہ منشیات وہاں پر سرعام بک رہی ہیں۔ جناب، یہی صورت حال سندھ کی تھی اور یہی صورت حال پنجاب کی تھی اور سب سے بدتر صورت حال NWFP صوبہ پختونستان کی تھی۔

میں نے کوشش کی لیکن یہ ایسی lobby ہے، یہ اتنا بڑا scenario تھا جس کو ایک committee شاید نہیں control کر سکتی، اس کو control کرنے کے لیے Government, آپ جیسے لوگوں کی اور NGOs کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ ANF جتنا کام کر رہی ہے، وہ بڑی خوبی سے اپنا کام کر رہی ہے، مگر بہت limited تعداد ہے، بلوچستان کا اتنا بڑا vast area ہے جس کو قابو کرنا ان کے بس کی بات نہیں ہے، میں یہ سمجھتی ہوں کہ نہ صرف ANF کی تعداد بڑھائی جائے بلکہ Motorway Police کی طرح ان کو اچھی تنخواہیں بھی دی جائیں۔ منشیات کا مطلب ہے اپنی جان کا نذرانہ دینا، یہ کوئی ایسی چیز نہیں ہے کہ آپ ان لوگوں سے deal کر سکیں۔

جناب، میں committee کے علاوہ چند الفاظ آپ کے لیے، اس august House کے لیے کہنا چاہوں گی۔ گزشتہ میرے جو 6 سال گزرے ہیں، میرا وہ سیکھنے کا عمل تھا، میں آپ لوگوں سے، ان قابل لوگوں سے، ان تمام بہنوں بھائیوں سے سیکھتی رہی ہوں اور میں نے کوشش کی کہ میں learn کروں۔ جناب، as Chairperson میں ذاتی طور پر کہتی ہوں کہ آپ نے اسے as Chairman تو ضرور نبھایا اور بڑا positive role رہا، مگر اس کے علاوہ آپ نے انسان ہونے کے ناتے ایک بھائی ہونے کے ناتے، ایک چیئرمین ہونے کے ناتے ہمارے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا۔ ہم ملک سے باہر گئے، آپ کا سلوک ایک بھائی کی طرح کا تھا۔

(اس موقع پر desks بجائے گئے)

مجھے even یاد ہے کہ ہم Russia گئے اور مجھ پر تھوڑا سا گرم پانی گر گیا اور میں جل گئی، آپ نے personally میرا ایسا خیال کیا جیسے کوئی بھائی کسی بہن کے لیے کرتا ہے۔ جناب، بہت سے اور chairmen آئیں گے بہت سے لوگ ہمارے بعد بھی آئیں گے، ہم سے بڑا اچھا role play کریں گے، مگر جو لوگ جا رہے ہیں، یہ بڑے قابل، بڑے confident اور بڑے قابل احترام تھے۔ جناب، میں یہ سمجھتی ہوں کہ Secretariat کا جتنا staff راجہ امین صاحب اور ان کے ساتھ جتنے باقی لوگ ہیں، انہوں نے 6 سال بڑی مستعدی سے، بڑی چابکدستی سے اور بڑی efficiency سے اس کام کو نبھایا ہے اور کوشش کی ہے۔ ان پر اتنے بڑے pressures آتے رہے، مگر انہوں نے ان pressures کو چھوڑ کر honesty سے جو کام ہو سکتا تھا، وہ کام کیا۔ جناب، ہو سکتا ہے کہ ان 6 سالوں میں، میں نے بہت سی خطائیں کی ہوں، بہت سے لوگوں کے دل دکھائے ہوں، مجھ سے کوئی غلط الفاظ ادا ہو گئے ہوں جس کے لیے میں تمام august House سے دست بستہ معافی مانگنے کے لیے تیار ہوں۔

جناب، میں یہ سمجھتی ہوں کہ یہ میری کامیابی ہے کہ جس لگن سے میں نے کام کیا اور جہاں میں نے سیکھا، یہ مجھے وہاں کامیاب کرنے کے لیے کافی تھا۔ جناب، اس House میں یہ قابل لوگ ہیں، یہ ملک کا سرمایہ ہیں، یہ یہاں پر asset ہیں جو چلے گئے ہیں یا رہ گئے ہیں، ان سے مجھے مزید بہت کچھ سیکھنا ہے، اگر زندگی رہی تو انشاء اللہ تعالیٰ مجھے امید ہے کہ ان لوگوں سے میں نے بہت کچھ سیکھا، آگے بھی سیکھوں گی۔ کہیں کسی staff سے، کہیں کسی ملنے والے سے، کہیں کسی رہنے والے سے، کہیں کسی writer سے، کہیں کسی صحافی سے اگر کہیں میری کوئی غلط بات ہوئی ہے، میں اس کے لیے معافی کی خواستگار ہوں۔ جناب، specially آپ سے، میں آپ کے پاس ہمیشہ ایسے آتی رہی جیسے کوئی بہن بھائی کے پاس آتی ہے کہ جناب! یہ کام کریں، پتا نہیں آپ کے بس میں ہوگا یا نہیں ہوگا، مگر میں آپ کو مختلف وقتوں میں pressurize کرتی رہی جس کے لیے میں آپ سے special معافی کی خواستگار ہوں۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ میں House سے تھوڑی رہنمائی لوں گا کہ اس وقت میرے پانچ پاس ساتھیوں کے نام اور ہیں تو دوپہر کو پھر ملنا چاہیں گے یا ابھی ختم کرتے ہیں۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب، House Business Committee میں آپ نہیں تھے، اس میں یہ طے ہوا تھا کہ پہلے جو out going members ہیں، وہ تقریر کر لیں اور اس کے بعد جو پارلیمانی لیڈرز ہیں ان کو بھی پانچ، پانچ منٹ دے دیں گو کہ ان میں سے شاید کچھ نہ جا رہے ہوں لیکن obviously, they have to thank you, they have to thank the other members تو اس لیے آج کے لیے 2 session رکھیں because then the House will be adjourning today and کل ربیع الاول ہے تو ویسے ہی چھٹی ہے اور 11 تاریخ کو Senate Secretariat کو House چاہیے تھا۔ So, effectively this is last sitting that we will have after lunch تو اس میں شاید یہ ہے کہ تین بجے Finance Committee کی meeting ہے، چار بجے photograph ہے تو میرا خیال ہے کہ اگر آپ پانچ بجے کے لیے adjourn کر لیں تو آپ کا بھی lunch ہو جائے گا پھر we have session then my dinner is there, from here we can go straight for the dinner.

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ We will adjourn now.

سینیٹر میاں رضا ربانی: جی جناب۔

Mr. Chairman: We will adjourn now.-جی بیگ صاحب

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب، وہ میں ابھی بات کرتا ہوں۔

Senator Muhammad Enver Baig: Sir, I would appreciate, if the House may kindly refer this privilege motion to the Privileges Committee sir, because Senator Haroon and Senator Zafar Iqbal Chaudry and Senator Rehana Baloch sahiba, we have all signed it, I would appreciate, if you kindly have it sent to the Privileges Committee sir.

Mr. Chairman: We will after some comments on it, it is not yet commented; it's up to the House, if you want to pass it on. آغا صاحب ہیں۔

سینیٹر محمد انور بیگ: جناب، آپ اس کو Privileges Committee کو pass کر دیں تو

I will be grateful sir. Sir, O.K I will express the background, sir, the privilege motion is against the Chairman of the Pakistan Cricket Board, I mean who made remarks in the press against the Standing Committee and the Senate of Pakistan that he exactly said that the Senate of Pakistan can say whatever they want to and I am not responsible to them and these words reported in all the leading newspapers of the country. Sir, we have to ensure that the Parliament is supreme and this is what we would like to ensure that if this matter goes to the Privileges Committee and the Chairman of the Cricket Board needs to be called and he should come in and express his position why he passed such remarks against the Upper House of Pakistan.

Mr. Chairman: That's you have written to check, if he passed such remarks but if the House so feels.

Senator Muhammad Enver Baig: Yes, sir.

Senator Haji Muhammad Adeel: Sir, the matter should be referred to the Privilege Committee.

Mr. Chairman: Ok, then we refer it to the Privilege Committee.

Senator Muhammad Enver Baig: Ok, thank you very much sir.

سینیٹر ظفر اقبال چوہدری: جناب! میں رپورٹ پیش کرنا چاہ رہا تھا۔

جناب چیئرمین: جی ظفر اقبال صاحب پیش کر دیں۔

Item No. 6 Senator Zafar Iqbal Chaudhary.

Senator Zafar Iqbal Chaudhary: Thank you sir. I beg to lay the report of the Standing Committee on Culture, Sports, Tourism and Youth Affairs, report No 4 of the Committee for the period January to March 2009.

Mr. Chairman: The report stands presented and we thank you and your colleagues.

سینیٹر ظفر اقبال چوہدری: جناب! میں اس موقع پر کچھ کہنا چاہ رہا تھا۔

جناب چیئرمین: میرا خیال ہے پھر باقی بعد میں کر لیں، جب پانچ بجے کے بعد آئیں تو کر لیں۔

سینیٹر ظفر اقبال چوہدری: ٹھیک ہے جناب۔

Mr. Chairman: Now, I will adjourn now to meet again at 5.00 p.m. and in case I am not here at that time, I would like to take this opportunity to thank the House, each of the members here for their continued support, guidance, it has been very educative for me, all our parliamentary leaders, Raza sahib yourself in both of your capacities, Agha sahib, Mr. Jan Jamali and Commander Khalil, Secretary Senate, the secretariat, the entire staff. Some of the things we were discussing about the benefits of the staff, the welfare of the staff has always been at the core of this entire

Senate as they have supported me, in the Finance Committee and also in the Advisory Committee. So, we have some funds available and we will be giving them some benefits. *Inshallah* that will be announced later.

(*Thumping of desks*)

We adjourn now to meet again *Inshallah* at 5.00 p.m. Thank you again.

(*The House was then adjourned for lunch break*)

(وقفے کے بعد اجلاس کی کارروائی زیر صدارت جناب چیئرمین، جناب محمد میاں سومرو دوبارہ شروع ہوئی)

جناب چیئرمین: انیسہ زیب صاحبہ! نہیں ہیں۔ ظفر اقبال صاحب بھی نہیں ہیں۔ امین دادا بھائی صاحب۔

سینیٹر محمد امین دادا بھائی: شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔ سب سے پہلے تو چیئرمین صاحب میں آپ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ آخری 6سال میں مجھ پر اور پورے House پر خصوصاً آپ کی جو مہربانی رہی ہے، شفقت رہی ہے اور جس طرح سے آپ نے اس House کو افہام و تفہیم سے چلایا ہے۔ No doubt about it that you deserve all the praise.اس کے علاوہ جناب شروع کے تین سال کے tenure میں I want to place on record کہ جو ہمارے ڈپٹی چیئرمین صاحب، کمانڈر خلیل صاحب تھے تو آپ کی absence میں جب بھی انہوں نے Chair کیا تو I would like to place on record my appreciation for him and to the current Deputy Chairman, Mr. Jan Muhammad Khan Jamali sahib also.میں نے ان 6سالوں میں اس House میں اپنے seniors سے بہت کچھ سیکھا، میں ان seniors کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہوں گا جن کے تجربے سے مجھے بہت کچھ سیکھنے کو ملا۔ میں یہاں پر سینیٹ کی Standing Committees کا بھی ممبر رہا ہوں اور ان کمیٹیز کے بھی جو چیئرمین ہیں ان سے بھی بہت کچھ سیکھنے کو ملا ہے، inputs ملے ہیں جو اس ملک کی بہتری کے لئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس House میں جتنے ممبرز ہیں ان سب نے قانون سازی میں بھی اور ویسے بھی جب بھی مسائل آئے ان کو حل کرنے کی پوری کوششیں کیں۔

چیئرمین صاحب! میں جب 6سال پہلے اس Houseمیں آیا تھا تو بڑا optimistic تھا۔ پروفیسر صاحب نے کہا کہ اب میں pessimisticہو گیا ہوں۔ میں pessimistic تو نہیں کہوں گا butمیں کہوں گا کہ میں realisticہو گیا ہوں۔ تو جب اس Houseمیں آیا تھا تو بہت ساری خواہشیں تھیں اور خواب تھے اس ملک کی بہتری کے لئے کہ یہ بھی ہوگا اور یہ بھی کریں گے۔ کافی چیزیں ہوتی بھی دیکھیں butزیادہ تر جو امیدیں لگا کر آئے تھے وہ پوری نہ ہوئیں۔ اس لئے میں realisticallyکہتا ہوں کہ اب جاتے جاتے یہ سمجھ ضرور آگئی کہ جو انسان کا خواب ہو اس کے لئے جدوجہد تو ضرور کریں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ میں مایوس ہوں یا جدوجہد نہیں کروں گا، اپنی capacityمیں جو ملک کے لئے ہو سکتا ہے وہ ضرور کروں گا۔ But realisticallyجب ground realitiesدیکھیں تو اس سے یہ اندازہ کیا کہ one should be realistic. اتنی ساری چیزیں اور یہ نہ سوچ لیں کہ وہ ہر چیز بدل سکیں گے۔

جناب والا! یہاں پر میں کامل علی آغا صاحب اور قائد ایوان رضا ربانی صاحب کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہوں گا کہ دونوں کی طرف سے خصوصاً مجھے بڑی شفقت، عزت، حوصلہ افزائی اور پیار ملا اور اپنے تمام colleagues بہت سارے colleagues جو یہاں ہیں، ان سے personal دوستیاں بھی ہوئی ہیں اور اس House سے جو کچھ سیکھا اور سمجھا وہ میں اپنے ساتھ لے کر جا رہا ہوں اور ساتھ ہی وہ دوست بنا کر جا رہا ہوں جو عمر بھر انشاء اللہ ساتھ رہیں گے۔ اس کے ساتھ ہی جناب چیئرمین! میں اپنے سارے colleagues کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جب جب میں نے اس House میں جو بھی بات کی، تقاریر کیں، تو ان سب نے اس کو سراہا اور حوصلہ افزائی کی۔

آخر میں جناب چیئرمین! سیکرٹری سینیٹ صاحب، جتنے سینیٹ سیکرٹریٹ کے لوگ ہیں جو یہاں کام کرتے ہیں میں ان سب کا مشکور ہوں کہ ان سب نے اپنے سے بڑھ کر میرا ساتھ دیا اور مدد کی۔ اس کے ساتھ چیئرمین صاحب! میں آپ کا پھر سے ایک مرتبہ شکریہ ادا کرتا ہوں اور اپنے تمام colleagues کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور اس دعا کے ساتھ کہ انشاء اللہ آنے والے جو نئے سینیٹر صاحبان ہوں گے وہ اس ملک کی بہتری کے لیے، ترقی کے لیے، بقاء کے لیے مل جل کر کام کریں گے اور انشاءاللہ ہمارا پاکستان دن دگنی رات چوگنی ترقی کرے گا۔ بہت شکریہ چیئرمین صاحب۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ عبدالرازق صاحب۔ انیسہ زیب طاہر خیلی صاحبہ۔ ظفر اقبال چوہدری صاحب۔ بی بی یاسمین صاحبہ۔

سینیٹر بی بی یاسمین شاہ: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بہت شکریہ جناب چیئرمین۔ آج کا جو session ہے وہ اس بات پر مشتمل ہے کہ جو 50% ہمارے سینیٹر صاحبان retire ہو رہے ہیں

وہ اپنی اپنی رائے یا جو بھی ان کا وقت یہاں پر گزرا ہے اس کے متعلق بات کریں۔ میں صرف اتنا کہنا ضروری سمجھتی ہوں کہ آج تک اس floor پر جتنے بھی issues میں نے raise کیے ہیں، اس حوالے سے اس میں، میں کتنی کامیاب ہوئی ہوں اور کتنی میں کامیاب نہیں رہی ہوں یہ میں ان لوگوں پر چھوڑتی ہوں جن کے لیے میں نے آواز اٹھائی تھی۔ جناب والا! میرا ضمیر مطمئن ہے، میں نے چھ سال عزت، پیار اور محبت کے ساتھ اس House میں complete کیے ہیں اور وہ آپ کے تعاون کے ساتھ کیے ہیں۔ آپ کا بہت تعاون رہا ہے۔ آپ کا پیار اور خلوص اس میں شامل ہے۔ اس کے ساتھ ہمارے سیکرٹری، راجہ امین صاحب، پورا اسٹاف، پورا سیکرٹریٹ، سارے لوگ، میں سب کی بہت شکر گزار ہوں جنھوں نے بہت تعاون کیا میرے ساتھ اور جناب والا! specially اس House میں جو میرے seniors ہیں خاص طور پر بھنڈر صاحب، ظفر صاحب، انہوں نے مجھے بہت guide کیا۔ کافی سارے ایسے issues جن پر میں ان سے قدم بہ قدم پوچھتی رہی ہوں اور میں سمجھتی ہوں کہ انسان پوری زندگی مرتے دم تک کچھ نہ کچھ سیکھ ہی رہا ہوتا ہے۔ کوئی بھی یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں perfect ہوں اور میں سیکھ چکا ہوں۔ میں سمجھتی ہوں کہ مجھے ابھی اور بہت کچھ سیکھنا ہے اور میں سیکھوں گی اور جب جب مجھے موقع ملا جس جس floor پر، جہاں بھی، جس وقت بھی، میں اس وقت اپنی نمائندگی یا جو بھی میری efforts ہیں وہ میں ضرور وہاں پر استعمال کروں گی اور ان لوگوں کے لیے آواز اٹھاؤں گی جو ہماری اس آواز کے مستحق ہیں، جو ہمارے غریب عوام ہیں کیونکہ میں ان لوگوں میں سے ہی ہوں، میرا تعلق Interior Sindh سے ہے جناب! اور آپ کو بھی پتا ہے کیونکہ وہاں سے آپ کا بھی تعلق ہے، آپ بھی سندھ سے تعلق رکھتے ہیں۔ وہاں پر بے شمار مسائل ہیں۔ مسائل تو پورے پاکستان میں ہیں لیکن میں سمجھتی ہوں کہ جس صوبے میں آپ رہتے ہیں، اس صوبے کی آپ نمائندگی کرتے ہیں، اس صوبے کا آپ کو زیادہ پتا ہوتا ہے، ان لوگوں کا آپ کو زیادہ پتا ہوتا ہے۔ اس حوالے سے جتنے issues میں نے raise کیے یا جتنے مسائل میرے سامنے آئے وہ میں نے اپنی پوری ایمانداری سے اس House کے سامنے رکھے اور ان میں مجھے کافی حد تک کامیابی بھی ہوئی لیکن کچھ میں کامیابی نہیں بھی ہوئی۔ میں سمجھتی ہوں کہ سارے کام اس دنیا میں پورے نہیں ہوتے لیکن کم سے کم بندہ یہ ضرور کہہ سکتا ہے کہ ٹھیک ہے جس منصب پر یا جس کرسی پر یا جس عہدے پر خدا تعالیٰ نے مجھے عزت عطا فرمائی اور میں اس House میں چھ سال رہی تو کم سے کم یہ تسلی ضرور ہے کہ ان کے لیے ہم نے آواز اٹھائی اور issues raise کیے۔ میں امید کرتی ہوں کہ جو ہمارے نئے ممبران آئیں گے انشاء اللہ وہ بھی اپنی ایمانداری کے ساتھ اور اپنے خلوص کے ساتھ اس House میں ان غریب لوگوں کے لیے آواز

اٹھاتے رہیں گے اور پیار محبت کے ساتھ رہیں گے۔ یہاں مجھے بہت پیار ملا، بہت خلوص ملا اور بہت تجربہ بھی ہوا کیونکہ میں ایک housewife تھی اور politics سے میرا اتنا تعلق نہیں تھا، میرے husband کا تعلق ضرور تھا، میرا نہیں تھا لیکن اس House میں آکر مجھے لوگوں کی نمائندگی کرنے کا جو direct موقع ملا اس کے لیے میں بہت شکر گزار ہوں ان لوگوں کی بھی، آپ کی بھی، اس House کی بھی اور جب بھی مجھے موقع ملا انشاء اللہ میں پھر ان کی خدمت ضرور کروں گی۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: ڈاکٹر محمد علی بروہی۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد علی بروہی: شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔ چیئرمین صاحب! میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو سینیٹر صاحبان retire ہو رہے ہیں، ہم سب اللہ تعالیٰ کے سامنے سرخرو ہیں کہ ہم نے تقریباً چھ سال جو یہاں پر اس ایوان بالا میں گزارے ہیں، غریبوں کے جتنے بھی مسائل ہیں ان کے حوالے سے جتنی بھی ہم سینیٹر صاحبان نے آواز اٹھائی ہے وہ قابل ستائش ہے۔ میں اپنے لیڈر محترم قائد تحریک الطاف حسین بھائی کا بھی شکریہ ادا کروں گا کہ انہوں نے ایک غریب، متوسط طبقے سے تعلق رکھنے والے ایک retired پروفیسر کے بیٹے کو ایوان بالا کا ممبر بنایا۔ میں اپنے لیڈر اور اپنی پارٹی کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گا۔ چیئرمین صاحب میں آپ کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہوں گا کہ آپ نے اتنی خوش اسلوبی سے، ایک گھر کے ماحول کی طرح اجلاس چلایا۔ آپ نے شفقت اور محبت بھرا رویہ رکھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان پانچ چھ سالوں میں ہم نے بہت کچھ سیکھا ہے۔ یہاں پر ہمارے senior colleagues بیٹھے ہوئے ہیں ان سے ہم نے کافی سیکھا ہے۔ میں اپنے ان تمام دوستوں کا اور colleagues کا بھی شکریہ ادا کروں گا جن سے میری محبت بھری یادیں وابستہ ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ یہ آئندہ بھی رہیں گی اور ساری زندگی تک ساتھ رہیں گی۔ جیسا کہ ہماری بہن بی بی یاسمین شاہ بتا رہی تھیں اور ہمارے امین دادا بھائی بھی بات کر رہے تھے، یہ ایک ایسی nursery ہے جہاں پر بہت کچھ سیکھنے کے لیے ملتا ہے۔ چیئرمین صاحب! میں نے یہ کوشش کی ہے کہ یہاں ایک student کی حیثیت سے رہوں۔ یہاں میرے تمام محترم بزرگ اور senior سینیٹر صاحبان بیٹھے ہیں میں نے ان سے بہت کچھ سیکھا ہے۔ جناب چیئرمین! میں آپ کا اور ڈپٹی چیئرمین صاحب جناب جان جمالی صاحب کا بھی شکریہ ادا کروں گا اور میں تمام معزز ممبران کا بھی شکریہ ادا کروں گا اور انشاء اللہ تعالیٰ ہماری دعا ہے کہ ایوان بالا کی عزت میں اضافہ ہو اور یہاں پر جتنے بھی ممبران آئیں گے وہ اس ملک کی بہتری کے لیے کام کریں گے۔ میں آخر میں ایک مرتبہ پھر اپنی پارٹی متحدہ قومی موومنٹ اور قائد تحریک الطاف حسین بھائی کا شکریہ ادا کروں گا اور دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس ملک میں بہتری لائے۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: ڈاکٹر کوثر فردوس۔

سینیٹر ڈاکٹر کوثر فردوس: بہت شکریہ جناب۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب آج سے چھ سال پہلے بارہ مارچ2003 کو جب میں سینیٹ کی ممبر بنی تو وہ پہلا دن مجھے یاد ہے، جب ہم آئے تو ایک سبز رنگ کا بیگ اور سبز رنگ کی فائل اور ایک سبز رنگ کی کتاب ہمیں دی گئی۔ جناب اس کتاب کی تمہید میں یہ لکھا ہوا ہے اور اس کتاب کا نام اسلامی جمہوریہ پاکستان کا دستور تھا، تمہید میں یہ تھا چونکہ اللہ تبارک تعالیٰ ہی پوری کائنات کا بلاشرکت غیرے حاکم مطلق ہے اور پاکستان کے جمہور کو جو اختیار اور اقتدار اس کی مقرر کردہ حدود کے اندر استعمال کرنا ہوگا وہ ایک مقدس امانت ہے۔ جناب میں نے اس کو پڑھا، اس دستور کا جو کچھ بھی مجھے سمجھ آیا اور میرا دل چاہتا تھا کہ کوئی ایسی صورت ہو کہ سینیٹ کی طرف سے یا ہمارے سینیئر ممبران ہمیں اپنے ساتھ بٹھا کر جو قانون سازی اور ان چیزوں کا تجربہ رکھتے ہیں ہمیں یہ سمجھا دیں کہ ہم ذرا بہتر طریقے سے یہ ذمہ داری ادا کر سکیں۔

جناب والا! اس کے بعد سینیٹ کا حلف ہوا اور ہم نے دستخط بھی کئے۔ حلف ہم سب نے اکٹھے پڑھا اور اس حلف میں تھا کہ میں صدق دل سے یہ حلف اٹھاتی ہوں کہ خلوص نیت سے پاکستان کی حامی اور وفادار رہوں گی اور اسلامی نظریہ کو برقرار رکھنے کے لیے کوشاں رہوں گی۔ جناب یہ بھی تھا کہ دستور کو برقرار رکھوں گی اور اس کا تحفظ اور دفاع کرتی رہوں گی اور فرائض منصبی امانت داری سے اور انتہائی صلاحیت کے ساتھ سرانجام دوں گی۔

جناب والا! پھر اس مجلس شوریٰ جس کو پارلیمنٹ عام طور پر کہتے ہیں حالانکہ اس کے لیے لفظ مجلس شوریٰ ہے اور میری درخواست ہے کہ زیادہ اس کو مجلس شوریٰ ہی کہا جایا کرے کیونکہ ہماری اپنی terms ہیں انہی کو ہمارے درمیان زیادہ رواج پانا چاہیے اور قرآن پاک کی سورۃ ہے (عربی) اس کے معاملات باہم مشورے سے طے ہوتے ہوں اسی کے مصداق بنی ہوئی ہے۔ جناب والا! میں نے اس ہاؤس میں رہتے ہوئے کئی بار اپنے اکابرین سے سمجھنے کی کوشش بھی کی کہ یہ دو میں کیوں تقسیم ہوتی ہے۔ آدھے لوگ ادھر کیوں ہوتے ہیں اور آدھے ادھر کیوں ہوتے ہیں، آدھے کچھ پالیسیوں کا دفاع کرنے پر کیوں مجبور ہوتے ہیں اور آدھے کیوں اس کی نفی کرنے میں مجبور ہیں۔ جیسے میں نے پہلے ایک دفعہ کہا کہ کچھ قصیدہ خواں کیوں ہیں، کچھ نوحہ خواں کیوں ہیں۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہم سب، جو حلف ہم نے اٹھایا ہے اس کی روشنی میں پارٹی politics سے بالاتر ہو کر کچھ چیزیں جو ہمارے ملکی مفاد میں ہیں ان کے لیے built consensus کریں اور پھر جو بھی پالیسی بنے، کوئی بھی حکومت ہو، میری اتنی چھوٹی سی عقل میں یہ آیا کہ حکومتیں کیسے راتوں رات جاتی ہیں اور کیسے جن کا سوچا بھی نہیں ہوتا وہ کہاں

سے اٹھتے ہیں اور کہاں جا بیٹھتے ہیں۔ جو پالیسیاں بنیں وہ consensus سے بنیں تاکہ ان کا تسلسل برقرار رہے۔ ایسا نہ ہو کہ جو پارٹی آئے، جو حکومت آئے وہ ہر روز نئے منصوبے اور نئے فیصلے کرے اور اس میں ملکی وسائل کا زیاں ہو۔

جناب والا! دفعہ 63 and 62 میں جو مجلس شوریٰ کی رکنیت کے لیے اہلیت ہے اس کے اندر بھی یہ لکھا ہوا تھا کہ وہ اسلامی تعلیمات کا خاطر خواہ علم رکھتا ہو اور اسلام کے مقرر کردہ فرائض کا پابند اور کبیرہ گناہوں سے مجتنب ہو۔ جناب والا! میری درخواست ہے کہ کچھ اس ذیل کا ناگزیر علم بھی ممبران تک پہنچانے کا اہتمام ہو جانا چاہیے۔ سینیٹ میں نمائندگی میرا پہلا تجربہ تھا اور ہے۔ اس میں، میں یہ بھی کہنا چاہوں گی کہ میری خواہش اور میری کوشش قطعاً شامل نہیں تھی۔ میں جماعت اسلامی سے تعلق رکھتی ہوں ہمارے ہاں اس کا طریقہ کار یہ ہے کہ شوریٰ افراد کے لیے فیصلہ کرتی ہے اور ان کو نامزد کرتی ہے۔ اگر کچھ لوگوں کے بارے میں ان کے کسی عمل سے یہ ظاہر ہو جائے کہ وہ اس منصب کے لیے کوشاں ہیں تو وہ اس منصب کے لیے نااہل قرار پاتے ہیں۔ یہ نامزدگی اس فورم پر ہوئی اور میں یہاں پر پہنچی لیکن میں سمجھتی ہوں کہ میں نے یہاں پر جتنا عرصہ گزارا اس تجربے سے میں نے بہت سیکھا۔ میں کہنا چاہوں گی کہ میں نے سوچنا سیکھا، analyze کرنا سیکھا، بولنا سیکھا اور اس کے ساتھ یہ بھی کہ بہت ساری کڑوی کسیلی باتیں سننا اور برداشت کرنا بھی سیکھا۔ جناب والا! خواتین نمائندگان کے ناتے اکثر میڈیا یا talk shows میں جب بات کرنے کا موقع ملتا یا کوئی سیمینار وغیرہ ہوتے تو اس میں وہ ہم سے زیادہ یہی سوال کرتے تھے کہ آپ خواتین نمائندگان ہیں آپ نے پاکستانی خواتین کے لیے کیا کیا۔ PILDAT میں ایک لیکچر کا بھی انہوں نے مجھے وقت دیا تھا کہ خواتین کی ایک سال کی کارکردگی کیا ہے اور میں نے اس میں سینیٹ سے پورا ڈیٹا نکلوایا تھا کہ ہماری خواتین نے کیا کام کیا ہے۔ کارکردگی ماشاء اللہ بہت اچھی تھی اور اس کے اندر جو debate تھی اہم بات میں یہ بتانا چاہ رہی ہوں کہ انہوں نے خواتین کے particular موضوعات کو ہی نہیں لیا ہوا تھا بلکہ جتنے بھی issues پر debate ہوئی تھی ان سب میں انہوں نے حصہ لیا تھا۔ حالانکہ خارجہ پالیسی اور سوات کے معاملات اور قبائل کے معالات شاید اس طرح کے ہیں جن کی ہمیں اتنی سمجھ نہیں مگر اس میں بھی سب نے کوشش کر کے، دیکھ کر، پڑھ کر، سن کر ان موضوعات میں حصہ لیا ہوا تھا۔

جناب والا! اس کے ساتھ ساتھ میں یہاں پر یہ بھی کہنا چاہوں گی اور پارٹی لیڈران کو اس کا ادراک بھی ہوگا اور احساس بھی ہوگا کہ خواتین نے ان کی حاضری کا کورم برقرار رکھنے میں بڑا اہم کردار ادا

کیا ہے۔ وقت کی پابندی کے لحاظ سے بھی اور وقت دینے کے لحاظ سے بھی۔ میرا خیال ہے اس کو ہمارے بھائی اور بہنیں acknowledge کریں گی کہ خواتین نے اس میں اپنا رول ادا کیا ہے۔

جناب والا! اس کے ساتھ ساتھ سوالات، تحریک، قرارداد، بل اور سب سے زیادہ میرا خیال ہے پوائنٹ آف آرڈر پر خواتین نے زیادہ بات کی ہے۔ ان سب میں ایک حوصلہ دینا اور راہنمائی دینا۔۔۔ یہاں پر ہمارے جو سینیئر پارلیمنٹرین ہیں، میں خاص طور پر پروفیسر خورشید صاحب کا ذکر کرنا چاہوں گی، نعیم حسین چٹھہ صاحب کا، ایس ایم ظفر صاحب کا کہ انہوں نے بہت زیادہ حوصلہ افزائی کی، راہنمائی بھی کی۔ باقی جو ہمارے سینیٹرز ہیں ان کا بھی بڑا اچھا طرز عمل رہا۔ جناب میں یہ بھی کہتی ہوں کہ ایک مجموعی مخلوط ماحول میں بیٹھنے کا جو خدشہ تھا اس لحاظ سے بھی تسلی رہی کہ مجموعی ماحول ہماری عزت اور تکریم کا رہا۔ بڑے اچھے طریقے سے ہمارے ساتھ معاملہ کیا گیا۔ یہ جو الگ نشستیں ملیں میں سمجھتی ہوں کہ یہ بھی ہماری تہذیب کے ساتھ میل کھاتی تھیں۔ میرا خیال ہے کہ اس کی جو نفی کرتا ہے وہ بھی خواتین کے درمیان بڑا relax ہو کر بیٹھتا ہے اور زیادہ اچھے طریقے سے بات چیت اور تبادلہ خیال کر لیتا ہے۔

جناب والا! ایوان کا تقدس بھی برقرار رہا اور مجموعی طور پر کوئی ایسی گفتگو نہیں ہوئی بلکہ جیسے ہم بالکل اپنے محترم بھائیوں کے درمیان بیٹھے ہوئے ہیں، ہمیں اسی طرح کا احساس رہا۔ کبھی کبھار ایک آدھ جملہ کوئی ایسا آجاتا تھا جس سے ذرا سی خجالت محسوس ہوتی تھی اور لگتا تھا کہ اگر ہماری موجودگی میں اس طرح کی کوئی چیز نہ آتی تو بہتر تھا۔ لیکن مجموعی طور پر الحمدللہ بہت تسلی رہی اور بہت اچھی طرح سے پورے کا پورا ایوان چلا اور ہم نے بھی اس میں حصہ ڈالا۔ چیئرمین سینیٹ اور آپ کے لحاظ سے بھی جب بھی یہاں پر بات کرنے کا موقع بنا آپ نے بہت اچھی طرح سے وقت بھی دیا اور حوصلہ بھی دیا کبھی آپ کے چیمبر میں جا کر بات کرنے کا موقع ملا تو اس میں بھی الحمدللہ ہمیں لگا کہ بہت اچھی طرح سے ہماری بات سنی گئی اور جو بھی معاملہ تھا، جہاں پر ہمیں راہنمائی کی ضرورت تھی وہ ہمیں دی گئی۔

جناب والا! میں ایک دو باتوں کے ذیل میں مشورہ دینا چاہتی ہوں کہ جتنے بھی نئے سینیٹرز اب آئیں گے یا شاید کچھ پرانے بھی اس کو join کرنا چاہیں۔ ہم نے جو training حاصل کی بہت زیادہ، بہت سی ورکشاپس جو مختلف گروپوں کی طرف سے arrange کی جاتی تھیں وہ PILDAT ہے یا کوئی اور ہے میرا دل چاہتا تھا کہ کیوں ایسا نہیں ہے کہ ہماری سینیٹ کی باڈی خود اس کو arrange کرے۔ کوئی اتنی مشکل بات نہیں ہے۔ جو کام ہمیں کرنے ہیں اس کا ایک نصاب یا curriculum یا وہ topic طے ہو جائے۔ ہال موجود ہیں اور اساتذہ بھی موجود ہیں لیکن یہ راہنمائی اگر مل جائے تو مجھے لگتا

ہے کہ جو بھی ممبران ہیں ان کی کارکردگی بہت بہتر ہو سکتی ہے۔ پھر working committees کے لحاظ سے بھی مجھے لگا کہ اگر تھوڑا سا ہمیں اس کا بتا دیا جائے یا تھوڑی سی ایک briefing ہو جائے اور مجھے تو بعض چیئرمین اور چیئرپرسن کے حوالے سے بھی لگا کہ اگر ان کو تھوڑی سی guide line ہوتی تو شاید ہم ان کمیٹیوں کا زیادہ فائدہ اٹھا سکتے۔

جناب والا! یہ جو ہاؤس چلنے کے ضابطے تھے۔ جیسے میں مڑ کر دیکھ رہی تھی تو مجھے لگا کہ میں نے تو یہ بھی بات اٹھانی چاہی، ایجنڈے پر بھی آگئی لیکن اس کا کچھ ہوا نہیں۔ میرے دوسرے ساتھیوں نے بھی بات کی ہے کہ جو ہاؤس کے ضابطے بنے ہوئے ہیں اگر ہاؤس اس طریقے سے چلے تو اس کے اندر اس کی کارکردگی زیادہ بہتر ہو سکتی ہے اور اور لوگ جو چیزیں اٹھانا چاہتے ہیں وہ ایک طے شدہ ایجنڈے کے مطابق زیادہ اچھی چل سکتی ہیں۔ یہ درست ہے کہ بہت سی چیزیں فوری آجاتی ہیں لیکن اس کا اگر تھوڑا زیادہ اہتمام کیا جائے کہ جو چیزیں باقاعدہ طریقے سے آتی ہیں، قراردادیں ہیں یا تحریکیں ہیں، ان پر اگر بحث ہو جائے تو زیادہ بہتر ہے۔

جناب والا! بل کے حوالے سے بھی پتا نہیں یہ کہنا چاہیے یا نہیں کہنا چاہیے کہ private members کے بل کبھی منظور نہیں ہوتے۔ پھر ادراک یہ ہونا چاہیے جو ہم جیسوں کو نہیں تھا کہ اس میں وقت ضائع کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ ہم کچھ اور چیزیں کر لیتے تو زیادہ بہتر تھا۔ اس کے ساتھ میری درخواست یہ ہے کہ میرا تو اب کوئی interest or role نہیں ہوگا لیکن جیسے تمام ممبران ہیں ،ان کو موقع تو ملا لیکن تھوڑی تھوڑی گفتگو ہوتی رہی کہ کچھ کو بہت زیادہ موقع ملا اور کچھ کو بہت کم ملا۔ اس میں تھوڑی اور بہتری ہو تو زیادہ اچھا ہے۔

جناب، میں اپنے نئے آنے والے یا جو میرے یہاں موجود لوگ ہیں، نئے لوگ تو نہیں ہیں، جو چیزیں ہم نہیں کر سکے یا ہمیں لگتا ہے کہ یہ ہونی چاہییں ان کے حوالے سے میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ یہ ایوان بالا ہے، یہ پالیسی ساز فورم ہے اور جو policies مروج ہیں ان پر نظر اور ان کا تجزیہ اور آنے والے وقت کے بارے میں سوچنا اور policies کی جہاں ضرورت ہو تبدیلی کے لیے کوشش کرنا بھی میں سمجھتی ہوں کہ اس ایوان اور یہاں بیٹھے ہوئے لوگوں کی ذمہ داری ہے۔ میں صرف ایک issue کی طرف توجہ دلانا چاہوں گی کہ ہم سب عورت کی تعلیم کے حامی ہیں اور اتنے ہی جتنے کہ لڑکے کی تعلیم کے لیکن آج کے scenario پر آپ کی نظر ہو گی۔ جناب! راولپنڈی میں کل تیرہ گرلز کالجز ہیں، تین بوائز کالجز ہیں۔ ابھی ہماری health committee نے پنجاب یونیورسٹی کا دورہ کیا تو وہاں sciences کے head of the department نے کہا کہ 90% ہمارے پاس girls ہیں۔

یونیورسٹی میں مجموعی طور پر بھی کوئی 65% and 60 لڑکیاں ہیں۔ Medical colleges میں بھی 75 to 80% اس وقت لڑکیاں ہیں۔ جناب! میں سمجھتی ہوں کہ اس پر اس ایوان کو توجہ دینی چاہیے کہ عورتوں کے لیے افراط اور تفریط دونوں ہی رویے مناسب نہیں ہیں۔ یہ اگر پچاس فیصد یعنی آدھا ان کے لیے اور آدھا ان کے لیے ہوجاتا ہے تو آئندہ کی جو تصویر بننے جارہی ہے شاید اس کے اندر ایک بہتر پیش رفت ہوسکتی ہے۔ اس کے ساتھ میں یہ بات بھی کہتی رہی ہوں کہ doctors خاص طور پر lady doctors اور جو اتنی لڑکیاں آپ کی پڑھتی جارہی ہیں، یہ آپ کا human resource ہے جس پر government invest کرتی ہے لیکن ان کی service کا ڈھانچہ اس طرح ہے کہ میرے جیسے کئی ایم بی بی ایس کرکے گھروں میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ اگر working hours flexible ہوجائیں تو آپ بہت سے اپنے resources کو دوبارہ mobilize بھی کرسکتے ہیں اور utilize بھی کرسکتے ہیں۔ جناب، خواتین پر تشدد کے حوالے سے بھی-----

جناب چیئرمین: وقت کا خیال رکھیے۔

سینیٹر ڈاکٹر کوثر فردوس: بس جی میں تھوڑی سی بات اور کروں گی۔ بل بھی آرہا ہے اور وہ بل میں نے دیکھا بھی ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ جو ممبر ہمارے بعد کام کریں گے، ایک دو باتوں کے حوالے سے کہ خواتین کے لیے اگر کوئی dress code ہو تو وہ بھی اس تشدد سے ان کو بچانے والا ہوگا۔ سچی بات تو یہ ہے-----

(اس مرحلے پر ایوان میں اذانِ مغرب سنائی دی)

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر: جناب، میں صرف دو منٹ لینا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: یہ ختم کرلیں، کہہ رہی ہیں ایک منٹ اور لیں گی۔ اس کے بعد میں آپ کو موقع دیتا ہوں۔

سینیٹر ڈاکٹر کوثر فردوس: جناب، میں یہ بات کررہی تھی کہ خواتین پر تشدد کے سلسلے میں اگر خواتین کا کوئی dress code ہو تو وہ بھی اس کو بچانے والا ہے۔ دوسری بات میں یہ کہہ رہی تھی کہ جہاں اختلاط ضروری ہے وہاں تو ہو لیکن جو غیر ضروری خواتین اور مردوں کا اختلاط ہے وہ بھی اس چیز کا باعث بنتا ہے۔ اس پر بھی نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔

جناب، میں ایک پیغام دینا چاہتی ہوں اپنے زعماء کو اور یہاں بیٹھے ہوئے لوگوں کو کہ policies سب کی discussions سے بنتی ہیں اور ہمیں confident اور پر اعتماد ہونا چاہیے کہ ہم جو

بھی کام ان تعلیمات کی روشنی میں کریں گے اور اپنے ملک کے لیے کریں گے وہی بہتر ہوگا۔ اس میں مجھے یہ لگتا ہے کہ بادی النظر میں پاکستان کے بارے میں جب ہم بات کرتے ہیں یا ہمیں جو یہاں انتشار سا نظر آتا ہے اور ہم خود بھی اپنی گفتگو میں یہ کہتے ہیں کہ اب کچھ نہیں ہوسکتا، اب ہے ہی یہی کچھ تو اگر غور کیا جائے تو کئی خوبیاں اور قوتیں بھی ہیں جو ہمارے پاس ہیں اور ہمیں ان کا بھی ادراک ہونا چاہیے۔ ان میں سے ایک ہماری قوت ایمانی ہے۔ مسلمان نام نہاد سہی، موروثی سہی لیکن دین کے نام پر وہ مجتمع ہیں اور جب بھی اس کے نام پر کوئی call آتی ہے تو مسلمان اکٹھے ہوتے ہیں۔

دوسری بات جناب، عالمی بیداری کی لہر ہے اور 9/11 کے بعد جب اسلام کے بارے میں بہت سے سوالات عالمی میڈیا میں اٹھائے گئے تو اسلام کی طرف لوگوں کا رجوع بھی بڑھا ہے۔ یہ بھی ایک fact ہے اور اس کا record data موجود ہے۔ پھر اس کے ساتھ میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ جوہری استعداد اور nuclear قوت ہونا بھی آپ کی بہت بڑی achievement ہے اور آپ کے پاس یہ ایک قوت موجود ہے۔ پھر وسائل اور جو آپ کے پاس material resources ہیں، وہ بھی موجود ہیں۔ پھر human resource بھی آپ کے پاس ہے اور اس کی بڑی اہمیت ہے جس سے شاید ہم خود آگاہ نہیں ہیں۔ بہت سارے منصوبے اس لیے ہیں کہ ہماری آبادی کسی طرح limited رکھی جائے اور اس کے ساتھ جو دوسری بات ہے وہ ہماری کمزوریاں بھی ہیں اور ان کمزوریوں میں جو علاقائی، نسلی اور لسانی تقسیم ہے اسی کمزوری کے سبب ہم غیروں کے آلہء کار بنے ہوئے ہیں۔ اختلاف رائے تو ضرور ہوسکتا ہے اور میں سمجھتی ہوں parties بھی ہوسکتی ہیں لیکن اگر ہم سب اپنے اپنے دائرہ کار میں رہتے ہوئے اور دوسرے کا احترام کرتے ہوئے چلتے ہیں تو اس کے اندر تنوع یا فکر یا مشوروں کا ایک وسیع دائرہ سامنے آتا ہے لیکن ایک دوسرے کو let down کرنے والی بات مناسب نہیں ہے۔ دوسری بات مجھے لگتا ہے ہماری کمزوریوں سے ایک استحصالی معاشی قوتوں پر انحصار ہے کہ آئی ایم ایف سے قرضہ لیں گے تو جیئں گے ویسے شاید ہم نہیں جی سکتے۔

تیسری بات یہ ہے کہ عسکری قوت کے لیے بھی غیروں پر انحصار ہے کہ سارے پرزے وہاں سے آئیں گے۔ جو بھی قوت ہے اس کا بھی اتنا فائدہ نہیں۔ بڑی اہم بات جو مجھے لگتی ہے وہ ہمارے حکمرانوں کی ذہنی غلامی ہے کہ جو بھی برسراقتدار طبقہ ہے اس کا فطری طور پر مغربی طاقتوں کی فکری برتری پر جیسے ایمان ہے اور ان کا خیال ہے کہ جو ان کی روش سے اختلاف کرتا ہے وہ دنیا کا باشندہ نہیں ہے۔ مجھے لگتا ہے کہ اس کو بھی بدلنے کی ضرورت ہے۔ پھر ایک جو مفاد پرست طبقے کا تسلط ہے کہ ووٹ پیسوں سے خریدا جائے اور جو پارٹی بدلنے کا کلچر ہے میں سمجھتی ہوں یہ بھی ہمارے سسٹم کو کمزور

کرنے والا ہے۔ تعلیمی پسماندگی ہے اور اس کی وجہ ایک سرکاری تعلیمی نظام اور ایک مذہبی تعلیمی نظام اور ایک private تعلیمی نظام اور اس کے ساتھ اداروں کا زوال بھی ہے لیکن میں کہتی ہوں کہ مستقبل کے امکانات روشن اور مواقع موجود ہیں۔ عالمی معاشی منظر نامہ ہے اس وقت اسلام کے معاشی نظام کو لوگ آزما رہے ہیں اور اس طرف آرہے ہیں اور اس کی demand ہے کہ ہم خود اس کے اوپر اعتماد کریں اور اس کو پڑھیں، آگے بڑھیں اور دنیا کو یہ بتائیں کہ ٹیکنالوجی میں ترقی-----

جناب چیئرمین: وقت کا خیال رکھیے۔ آپ نے بہت وقت لے لیا ہے، بہت سے ساتھی رہتے ہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر کوثر فردوس: جی بس میں ختم کر رہی ہوں۔ جناب! جو کام ہو سکے اس میں ایک کام پر بہت ہی زیادہ مجھے خوشی ہے کہ یہ ہمارے جو نائب قاصد تھے ان کے لیے ہم نے آپ لوگوں سے بات کی اور ان کے بیٹھنے کا انتظام ہو گیا۔ جناب پارٹی کے اندر ہم نے اپنے فنڈز اکٹھے کیے کوئی 2/3rd اور fifty per cent ہم نے pool کرکے اپنا system بھی بنایا اور خواتین کے لیے فلاحی مرکز بھی بنائے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ ہمارے لیے ایک بڑی achievement ہے۔ بس آخری ایک بات کہ ملکی پالیسی اپنی تہذیب اور ملکی مفاد کو سامنے رکھ کر بنائی جائے اور policies party politics سے بالاتر ہوں، consensus سے ہوں اور ان میں تسلسل ہو، عدلیہ بالادست ہو، فوج اور انتظامیہ اپنے اپنے دائرہ آئین کے مطابق جو وضع کردہ ہے اس میں رہتے ہوئے کام کریں۔ آخر میں، میں پھر ایک بار آپ کا اور سیکرٹیریٹ کے پورے عملے کا اور میڈیا والے بھائیوں کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں اور اپنے Leader of the House اور Leader of the opposition جو پہلے ادھر تھے اب ادھر ہیں ان کے لیے بھی اور آپ کے لیے بھی دعا گو ہوں کہ اللہ تعالی آپ سب کو بہترین طور پر اس ملک کی خدمت کرنے کی توفیق دے اور یہ خدمت آئندہ جو ہماری اصلی زندگی ہے وہاں ہمارے لیے اثاثہ بنے۔ بہت شکریہ جناب۔

جناب چیئرمین: جی بھنڈر صاحب۔

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر: چیئرمین صاحب! میں آپ کی اجازت سے اور اس سارے ہاؤس کی اجازت سے صرف دو منٹ لوں گا۔ میں آپ سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے ایک library committee nominate کی تھی جس میں مجھے بحیثیت چیئرمین nominate کیا گیا تھا۔ جناب مندوخیل صاحب، سیمیں صدیقی اور سواتی صاحب تھے اور یہ چار آدمیوں کی کمیٹی تھی۔ ہم نے جو اور activities کیں ان کے متعلق میں پہلے عرض کر چکا ہوں لیکن جناب ایک کام جو اس

کمیٹی نے کیا جو سوا سال پر محیط ہے۔وہ یہ ہے کہ ہم سمجھتے ہیں کہ سینیٹ کی library repository of laws ہے۔ پاکستان میں اتنے laws ہیں جو کم از کم یہاں ملنے چاہیئں اور ہم نے اس کے لیے ایک catalogue تیار کروایا ہے اور یہ catalogue 1847 سے لے کر 2008 تک کے لیے تیار کیا گیا ہے جس میں جناب، ہر سال کے تمام Acts تمام ordinances ان کی date of enforcement تمام regulations تمام orders اور تمام rules کا index تیار کیا گیا ہے تاکہ پہلے جو لوگ PLD کو دیکھتے تھے جو Pakistan Code کو دیکھتے تھے اب اس کتاب میں سے جو اس وقت پاکستان میں رائج الوقت قوانین ہیں ان کے تمام references مل سکیں گے اور میں یہ بات بھی کہنے میں فخر محسوس کر رہا ہوں کہ اس کتاب کی طرح کی کوئی کتاب پاکستان میں اس وقت موجود نہیں ہے۔

(ڈیسک بجائے گئے)

آپ کی کمیٹی نے یہ تیار کی ہے۔ Library committee کو اس کا credit جاتا ہے میں جناب مندوخیل صاحب، سواتی صاحب، سیمیں صدیقی صاحبہ کا مشکور ہوں اور اس عملے کا مشکور ہوں جس میں جناب آپ کے research officer جو تھے انہوں نے کام کیا اور دوسروں نے کام کیا اور یہ کتاب تیار ہوئی اور میں یہ سعادت حاصل کر رہا ہوں کہ میں بحیثیت چیئرمین library committee یہ کتاب آپ کے پاس پیش کروں اور library committee کی طرف سے کتاب کی پانچ سو کاپیاں ہم نے چھپوائی ہیں اور وہ under print ہیں۔ تمام ممبران کو ایک ایک کاپی مہیا کی جائے گی اور ہائیکورٹوں میں، سپریم کورٹ میں اور دوسری جگہ بھی بھجوائی جائیں گی تاکہ یہ معلوم ہو کہ پاکستان کی سینیٹ نے کوئی کام کیا ہے اور اس کا ایک نمونہ سارے ملک میں تقسیم کیا جائے گا۔ thank you very much

Mr. Chairman: Thank you. Now we will adjourn for the Maghrib prayers and then we will reconvene at 6:45 p.m. sharp, Inshallah!

(The House was then adjourned to meet again at 6.45 P.M. the same evening.)

(اجلاس جناب چیئرمین (محمد میاں سومرو) کی زیرِ صدارت نمازِ مغرب کے وقفہ کے بعد دوبارہ شروع ہوا)

جناب چیئرمین: انیسہ زیب صاحبہ، آپ بولنا چاہیں گی؟

سینیٹر انیسہ زیب طاہر خیلی: شکریہ جناب چیئرمین۔ جناب چیئرمین! میں سب سے پہلے آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا اور میں بنیادی طور پر شکر گزار ہوں اور میں سمجھتی ہوں کہ آپ نے گزشتہ 6 سالوں میں جس متوازن طریقے سے ایک کرشمے کے طور پر اس House کو مشکل حالات میں balance کیا۔ There were difficult times جن کا ہمیں اس ہاؤس میں سامنا کرنا پڑا اور ہمارا زیادہ تر پہلا half تو Treasury Benches میں گزرا۔ اس وقت آپ نے اس وقت کی Opposition کو اور حکومتی ممبران کو متوازن کرنے کے لیے اپنے ذاتی کردار کے ذریعے اپنے منصب کے ساتھ پورا انصاف کرتے ہوئے جس طرح اس House کو چلایا، وہ یقیناً ہمیشہ تاریخ کا ایک حصہ رہے گا اور ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ میں ذاتی طور پر یہی سمجھتی ہوں کہ جتنے میرے ممبران ہیں، انہوں نے اس پر بات چیت کی اور یقیناً وہ ایسی باتیں ہیں جن کو repeat کئے بغیر endorse کرنا زیادہ بہتر ہے جو آپ کی ذات کے متعلق ہیں۔ اس تمام عرصے میں جتنے Deputy Chairmen گزرے ہیں، ابھی جان جمالی صاحب ہیں اور ان سے پہلے کمانڈر خلیل صاحب کے ساتھ بھی ہم نے کچھ عرصہ گزارا۔ پچھلے 2006 سے پہلے کے ممبران جو یہاں سے چلے گئے اور جو 2006 میں نئے ممبران آئے، ان کے ساتھ جتنا بھی وقت گزرا جناب چیئرمین، آپ یقین کریں، اس میں کوئی اختراع نہیں ہے لیکن ہر ممبر چاہے وہ جس background, جس area اور جس صوبے سے آیا، ہم نے کسی نہ کسی طور پر کچھ نہ کچھ سیکھا ہے۔ It was definitely great experience for me اور اس وقت ملک میں political turmoil زیادہ ہے اور مجھے اس بات سے قطعاً کوئی تسلی نہیں ہے کہ جس طرح کے حالات ہمارے سامنے آرہے ہیں۔ اس بات پر دل یقیناً انتہائی رنجیدہ بھی ہے اور پریشان بھی ہے کیونکہ پاکستانی قوم کے حالات کو بدلنے کے لیے خاص طور پر 18 فروری 2008 کے بعد ایک ایسی فضا قائم ہو چکی تھی۔ جس میں یہ نچوڑ سامنے آیا کہ موجودہ set up کو مکمل طور پر ایک support ملی اور سیاسی طور پر ان کو عوامی حلقوں سے بھی Assembly اور Assembly کے باہر سے مکمل طور پر unanimous support ملی جس کا استعمال اگر بہتر انداز سے ہوتا تو ہم یقیناً ملک کو ان مسائل سے نکالنے میں آسانی محسوس کرتے۔ جس طرح حالات آرہے ہیں، ان میں مجھے یقین ہے کہ جو نئے آنے والے ہمارے ممبران ہیں، وہ اس کا ادراک رکھیں گے۔ میں آپ کی ذات اور Deputy Chairman کے حوالے کے ساتھ ساتھ Leader of the House جناب رضا ربانی صاحب کو خراج تحسین پیش کرنا چاہتی ہوں۔ میں نے ان کو ان گزشتہ 6 سالوں میں بطور

اور ایک بہت منجھے ہوئے، پائے کے Opposition Leader, Leader of the House سیاستدان کے طور پر دیکھا۔ ان سے بہت کچھ سیکھا اور امید یہ ہے کہ وہ انشاء اللہ تعالیٰ اپنا role جمہوریت کو مضبوط کرنے کے لیے ادا کریں گے اور مجھے ان کی پارٹی سے بھی امید ہے۔ اس وقت دل تو یہی چاہ رہا تھا کہ انہیں اس مسند پر دیکھیں جہاں آپ بیٹھے ہیں لیکن یہ سیاست ہے اور سیاست میں کسی بھی طرح کے حالات ہوتے ہیں اور پھر پارٹی کا جو اجتماعی فیصلہ ہوتا ہے، اس کے سامنے سر تسلیم خم کرنا پڑتا ہے۔ یہ ان کی اپنی پارٹی کا internal matter بھی ہے لیکن یہ ہماری خواہش تھی اور اس سے ہمیں کوئی منع نہیں کر سکتا، I wish him good luck. میں ان تمام out- going Senators کی خاص طور پر شکر گزار ہوں اور مجھے یقین ہے کہ وہ اپنا role ادا کرتے رہیں گے جو انہوں نے یہاں Senate سے سیکھا اور جس بات کو وہ یہاں Senate کے floor سے اٹھاتے رہے۔ وہ تمام باتیں ایوان سے باہر جا کر بھی وہ یقیناً کریں گے اور انہی کے ساتھ آگے continue کریں گے اور ایوان اور عوام کے درمیان ایک bridge بنیں گے۔ میں Leader of the Opposition جناب کامل آغا صاحب کو بھی خراج تحسین پیش کرنا چاہتی ہوں، انہوں نے گزشتہ ایک سال میں بہت مشکل حالات میں ایک Leader of the Opposition کے طور پر کافی اہم role ادا کیا اور مجھے یقین ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ سیاست میں ان کا ایک کردار رہے گا۔

جناب چیئرمین! میں یہاں پر record پر ضرور لانا چاہوں گی کہ اس وقت جو حالات سامنے بن رہے ہیں، ان کو avoid کرنے لیے کچھ طریقہ ہونا چاہیے۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس وقت ضد اور انا کا وقت نہیں ہے، یہاں پر صحیح معنوں میں سیاسی کردار کی اور عوام کی جو سوچ ہے اس پر عملدرآمد کرنے کا وقت آگیا ہے، confrontation, تصادم کو کسی طور پر بھی نہیں رہنا چاہیے۔ مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ جتنے بھی صوبے ہیں اور تمام مراکز میں جتنے ایوان ہیں ماسوائے پنجاب کے وہ صحیح طریقے سے چل رہے ہیں۔ پنجاب ایک ایسا صوبہ ہے جو پاکستان کی جان ہے، سب سے بڑی اکائی ہے اور اس کی ایک اپنی ساکھ ہے اور سب سے ضروری بات یہ ہے کہ وہاں کا جو mandate اسے تسلیم کرنا ہو گا۔ اس وقت جتنے بھی آئینی اور قانونی ماہرین جو بھی کہیں لیکن میں سمجھتی ہوں کہ Article 234 کو invoke کرنا ان حالات میں قطعاً ضروری نہیں تھا۔ عدالت عظمیٰ نے جو فیصلہ کیا تھا اس فیصلے کی روشنی میں اگر کچھ مسئلہ آ بھی گیا تھا اور disqualification ہو بھی گئی تھی تو اس وقت 234 کو invoke کرنے کی ضرورت نہیں تھی کیونکہ میاں شہباز شریف کے عدالتی فیصلے کے تحت اپنے منصب سے ہٹنے کے بعد there was no government اور Article 234 normally deals

with a government of a province. So, unless that is the government so, آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ صحیح constitutional provisions کے تحت چل رہی ہے یا نہیں، that was I think a wrong to do اور گورنر صاحب کو پہلا اجلاس بلا کر یہ کوشش کرنی چاہیے تھی کہ وہ Leader of the House کا انتخاب کریں اور وہاں جو بھی majority ہے اسے موقع دیا جاتا۔

جناب چیئرمین! اب وہ دور نہیں ہے کہ لوگ چیزوں کو نہیں سمجھتے، پہلے بھی لوگوں میں شعور بہت بیدار ہوا ہے لیکن اب میڈیا کی آزادی کے بعد لوگ minute to minute ہر activity کو دیکھ رہے ہیں۔ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ جمہوریت کے لیے ایک پارٹی تمام جگہوں پر مکمل طور پر بہتری لا سکتی ہے تو میں سمجھتی ہوں کہ اس سے زیادہ ضرورت اس بات کی ہے کہ آپ جمہوریت کو پنپنے کے لیے ہر ایک کے mandate کے مطابق اس کو share دیں تو جمہوریت کی اس سے بڑی خدمت نہیں ہو سکتی۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اس وقت جو صاحبان اقتدار ہیں وہ اس مسئلے کی نزاکت کو سمجھیں گے، اس کو اپنی ضد اور انا کا مسئلہ نہیں بنائیں گے۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے ہم نے مشیر داخلہ صاحب کی پریس کانفرنس سنی، وہ کسی اچھی صورتحال کا پیش خیمہ ثابت نہیں ہورہی کیونکہ جس طرح وہ کہہ رہے ہیں اس سے تو یقیناً ملک میں ایک بہت ہی گھمبیر قسم کے تصادم کا خدشہ ہے جسے اس وقت کسی طور پر ملک برداشت نہیں کر سکتا۔ ہم سوات، قبائلی علاقہ جات، صوبہ سرحد اور بلوچستان کے جو مسائل ہیں ان سے ابھی تک صحیح طور پر نبرد آزما نہیں ہو پا رہے تو ہم اس تصادم کو کس طریقے سے afford کر سکتے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ چاہے یہ غلط فہمیوں کی بنیاد پر ہے، چاہے یہ بدگمانیوں کی بنیاد کی وجہ سے ہے لیکن سامنے یہ بات تو ہے کہ وعدے ہوئے اور وعدوں کو توڑا گیا۔ اگر ایسا تھا تو سیاسی دور اندیشی کا تقاضا تو یہ تھا کہ اگر آپ کو اپنے مسائل کہیں نظر آرہے تھے تو اس طرح کے وعدے یا pledges نہیں کرنی چاہیے تھیں جبکہ اس سے تو یہ لگتا ہے کہ آپ نے نہ صرف ٹائم لیا بلکہ عوام کی جو ایک سوچ ہے اس کا سیاسی طور پر فائدہ لینے کے لیے ایک دوسرے پر scoring کو بہت اہم سمجھا بجائے اس کے کہ اس وقت جو ملک کی اقتصادی اور سلامتی کی صورتحال ہے اس کو بہتر کیا جائے۔ ان تمام چیزوں کے ہوتے ہوئے میں دکھ کے ساتھ اس ہاؤس سے جا رہی ہوں لیکن مجھے یقین ہے کہ ہمارے جو نئے Senators آئیں گے اور وہ political parties جن کی کہ یہاں پر اب نمائندگی ہو گی وہ سب مل کر اس چیز کو سوچیں گے اور ان issues کو حل کریں گے، مجھے پورا یقین ہے۔ میں نے اپنے تمام ممبران کو جو انفرادی طور

پرمجھے ملے ان سے یہی کہا کہ ہمارے جانے سے کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ ہاؤس میں کوئی indispensable نہیں ہوتا ہے، لوگ آتے ہیں اور جاتے ہیں۔ جس طرح شاعر نے کہا ہے کہ

کل اور آئیں گے نغموں کی کھلتی کلیاں چننے والے

مجھ سے بہتر کہنے والے، تم سے بہتر سننے والے

اس لحاظ سے میں سمجھتی ہوں کہ یقیناً ہم ہاؤس سے باہر رہ کر وہ لوگ جن کے ہاتھوں میں اب اہم ذمہ داریاں ہیں ان کا ساتھ دے سکیں گے اور field میں ان کی جو سوچ اور نقطہ نظر ہے اس سے عوام کو ضرور convince کرنے کی کوشش کریں گے۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس وقت ملک تصادم کا متحمل نہیں ہوسکتا کہ وہ کسی بھی confrontational situation میں جائے۔

میں اس موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے کہ پاکستان پیپلز پارٹی نے چیئرمین کے لیے فاروق نائیک صاحب کا انتخاب کیا ہے، انہیں بھی مبارکباد پیش کرتی ہوں، مجھے یقین ہے کہ ہاؤس کی روایات اور اہمیت کو سمجھتے ہوئے وہ اس ہاؤس کو ایک بڑے متوازن طریقے سے چلائیں گے لیکن میری ان سے اور باقی بھی جو ہمارے پیپلز پارٹی کے بہن بھائی ہیں ان سے استدعا ہے کہ میاں رضا ربانی صاحب جو کہ ایک asset ہیں ان کو قطعاً ضائع نہ ہونے دیں اور یہ میں ریکارڈ پر لارہی ہوں کہ ان کو کسی طور پر کابینہ سے دستبردار نہیں ہونے دینا چاہیے اور ان کا استعفیٰ منظور نہیں کرنا چاہیے کیونکہ اس وقت ہمیں ان کی ضرورت ہے، ہم سمجھتے ہیں کہ ان کے بغیر ہاؤس میں بہت بڑا خلاء پیدا ہوگا، وہ ہاؤس میں تو رہیں گے لیکن ان کا ایک زیرک اور دانشمندانہ طریقہ کار ہے اور جس طریقے سے ان کو ہاؤس کا تجربہ ہے تو مجھے یقین ہے کہ اس وقت وہ ایک ایسی شخصیت ہوں گے کہ جو یہ balance برقرار رکھ سکتے ہیں۔ میں اپوزیشن اور گورنمنٹ کی تمام سیاسی پارٹیاں جنہوں نے ہمارا ساتھ دیا اور یہاں پر رہے اور جن کے ساتھ ہمارے اختلافات بھی رہے ان سب کا بھی شکریہ ادا کرتی ہوں۔ انشاء اللہ تعالیٰ یہ سیاسی سفر جاری رہے گا اور اسی سیاسی سفر میں کسی موڑ پر ہم لوگ پھر اکٹھے ہوں گے۔

جناب چیئرمین! خدا تعالیٰ آپ پر اپنا فضل و کرم رکھے، آپ کی ذات یقیناً ہمارے لیے مشعل راہ رہے گی کہ آپ نے اتنے پیار اور احسن طریقے سے اس ہاؤس کو چلایا اور کسی ممبر کو یہ احساس تک نہیں ہونے دیا کہ آپ چیئرمین ہیں اور باقی لوگ members ہیں، آپ نے ہمیشہ ان کو ہم پلہ سمجھا اور ان کے برابر جا کر out of the way نہ صرف یہ کہ اپنی سرکاری ذمہ داریوں کے حوالے سے بلکہ ذاتی سطح پر جا کر ہر ممبر کا خیال رکھا، اس کی فکر کی اور کوشش کی کہ آپ کے فیصلے میں توازن برقرار رہے۔ میں سیکریٹری صاحب اور ان کے سیکریٹریٹ کی خاص طور پر شکر گزار ہوں کہ انہوں نے

بھرپور محنت کے ساتھ اپنا ایک کردار ادا کیا اور کبھی ایسا محسوس نہیں ہوا کہ Senators کو کسی چیز کی ضرورت ہو اور وہ نہ فراہم کر سکے ہوں۔ میں ان سب کا شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں اور آپ کا ایک مرتبہ پھر شکریہ ادا کرتی ہوں۔ بہت شکریہ۔

(Thumping of desks)

جناب چیئرمین: شکریہ۔ ظفر اقبال چوہدری صاحب۔

سینیٹر ظفر اقبال چوہدری: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ چیئرمین صاحب، میرے خیال میں آپ نے مجھے بھی سب سے آخر میں بولنے کا موقع دیا۔

جناب چیئرمین: نہیں، نہیں آپ کے بعد اور بھی ہیں۔

سینیٹر ظفر اقبال چوہدری: تمام نہیں میرا نہیں خیال۔

جناب چیئرمین: نہیں، نہیں، آپ کے بعد بھی ہیں اور آپ اس سے پہلے موجود بھی نہیں تھے۔

سینیٹر ظفر اقبال چوہدری: چیئرمین صاحب! آپ کے ساتھ پیار اور محبت کا تعلق رہا۔ ہم اکثر دوست جب آپس میں بیٹھتے تھے تو کہتے تھے کہ کس طریقے سے چیئرمین صاحب اتنے خوبصورت انداز سے تمام ہاؤس کو ساتھ لے کر چلے، خواہ وہ اپوزیشن ہو یا اقتدار کے لوگ ہوں سب کو بہت پیار و محبت کے ساتھ لے کر چلے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک مثال ہو گی اور آنے والے چیئرمین کے لیے بھی آپ نے ایک line draw کی کہ جس پر چل کر وہ بھی اپنے منصب کو بہتر طریقے سے نبھانے میں کامیاب ہو سکیں گے۔

جناب چیئرمین! یہاں پر بہت سی سیاسی باتیں بھی ہوئی ہیں اور سب نے اپنا سیاسی نقطہ نظر بھی پیش کیا ہے لیکن میں صرف اس پر focus کروں گا کہ اس دوران ہاؤس نے جو کچھ contribute کیا۔ یہاں اکثر یہ بات سننے میں آئی کہ ہاؤس کی یہ افادیت نہیں تھی جس کا کہ وہ اپنے ذہن میں concept لے کر آئے ہوئے تھے اور جس طریقے سے چاہ رہے تھے کہ ہم ہاؤس میں پہنچ کر یہ یہ contribute کر سکیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک political process ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ہماری دعا ہے کہ ملک میں حالات و واقعات ٹھیک رہیں، law and order کی situation ٹھیک رہے اور سب سے important چیز یہ ہے کہ تمام parties آپس میں مل بیٹھیں جس کی کہ اس وقت شدت سے کمی محسوس کی جا رہی ہے اور خاص طور پر جو بڑی parties ہیں ان کو آپس میں

اختلافات کو اس نہج پر لیجانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس وقت پبلک بہت بے چینی کا شکار ہے اور لوگوں میں اسی قسم کی سوچ develop ہورہی ہے کہ آیا یہ leadership اس ملک کو کس طرف لیجانا چاہتی ہے۔ کیوں اس ملک کے ساتھ یہ بد قسمتی ہے کہ جب بھی political process شروع ہوتا ہے تو اس کے ساتھ ہی آپس میں اتنی polarization ہو جاتی ہے اور آپس میں اتنی ٹکراؤ کی پوزیشن اختیار کرلیتے ہیں کہ ایک دوسرے کی بات سننا بھی ہم گوارا نہیں کرتے۔ قوم اس وقت اس چیز کی متحمل نہیں ہو پارہی، اس وقت حالات بہت نازک مراحل پر ہیں۔ اس سے پہلے جو غلطیاں سرزد ہوئی ہیں ان کے نتائج بہت بھیانک صورتحال کی طرف جارہے ہیں۔ اس وقت political wisdom یہی ہے کہ پورے ملک کو، تمام پارٹیوں کو ساتھ لے کر چلنا چاہیے۔ اس میں no doubt کہ سب سے زیادہ اہم کردار حکومت کا اپنا ہی ہے اور اس میں حکومت کو چاہیے کہ وہ تمام فورسز کو جو کہ matter کرتی ہیں اور اس political process میں ہیں خواہ وہ ایوان کے اندر ہیں یا ایوان سے باہر ہیں ان تمام فورسز کو حکومت ساتھ لے کر چلے اور ملک میں ایک اچھی فضاء کو فروغ دے۔ اس وقت اقتدار کی نہیں، ہیں سمجھتا ہوں اس وقت اقتدار کی نہیں بلکہ ایک راہنما کی ضرورت ہے اور راہنمائی کے لیے اقتدار معنی نہیں رکھتا لیکن بد قسمتی یہ ہے کہ کچھ عناصر شاید اقتدار کو ہی راہنمائی سمجھتے ہیں اور اقتدار کے حصول کے لیے جو کچھ ہورہا ہے وہ بھی بہت افسوسناک ہے۔ پنجاب میں اس وقت گورنر راج ہے اس کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں تھی اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کی وجہ سے اس وقت جو tension create ہوئی ہوئی ہے وہ صرف اسی کی وجہ سے ہوئی ہے اور اس کو فوری طور پر ختم ہونا چاہیے تاکہ ملک میں جو فضاء ہے وہ بہتر ہو۔ No doubt کہ پنجاب ایک بہت بڑا صوبہ ہے اور اس کو بھی چاہیے کہ باقی تمام صوبوں کو ساتھ لے کر چلے اور باقی صوبوں کی سوچ کو وہ بھی اپنے ذہن میں رکھے کہ وہ بھی ملک کا ایک حصہ ہیں اور ان لوگوں نے بھی اس ملک میں contribute کیا ہوا ہے اور ان کی بھی قربانیاں موجود ہیں۔ اس حوالے سے میں یہ کہوں گا کہ اس وقت سب سے اہم یہ ہے کہ ہمیں مل بیٹھ کر اپنے مسائل کو حل کرنے کی طرف جانا چاہیے۔

دوسری بات یہ ہے کہ ان چھ سالوں کے دوران ہم نے اپنے seniors سے بہت کچھ سیکھا اور حاصل کیا۔ سیاسی حوالے سے بہت کچھ سمجھ اور سوچ ان سے لے کر جارہے ہیں۔ ان میں خاص طور پر ہمارے اس وقت کے قائد ایوان جناب وسیم سجاد صاحب تھے یا رضا ربانی صاحب تھے، صفدر بھائی تھے، پروفیسر خورشید احمد صاحب تھے اور ادھر ایس ایم ظفر صاحب تھے، جناب انور بھنڈر صاحب تھے۔ ان لوگوں کی یقین کریں ایوان میں بہت productive محنت تھی اور سینیٹ کو جس sense میں ہونا

چاہیے تھا اس حوالے سے انہوں نے ایوان کے لیے بہت کام کیا ہے اور آنے والے وقت میں بھی میں سمجھتا ہوں کہ اگر ان کے steps follow کیے گئے تو بہت ہی contribute ہوگا اور میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے اس سے پہلے ڈپٹی چیئرمین صاحب کمانڈر خلیل صاحب اور جان جمالی صاحب، یہ دونوں صاحبان ہاؤس میں کسی وقت بھی خواہ کتنی ہی tense situation ہوتی تھی وہ اپنی گفتگو سے ایوان کو زعفران بنا دیتے تھے، اس معاملے کو بڑی خوش اسلوبی سے handle کرلیتے تھے۔ پیپلز پارٹی نے فاروق نائیک صاحب کو چیئرمین نامزد کیا ہے میں ان کو بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں اور یہ بھی ایوان کو اچھا ہی چلائیں گے، یہی امید کی جانی چاہیے اور آپس کی جو ریشہ دوانیاں ہیں ان کو ختم کرکے ایوان کو ایک سمت میں لے کر چلنے کی کوشش کریں گے۔

جناب چیئرمین! میں اپنی کمیٹی کا تھوڑا سا ذکر کروں گا۔ میرے پاس Sports, Culture, Tourism and Youth Affairs کی کمیٹی تھی، اس کی بات کروں گا۔ جس وقت کمیٹیوں کی تقسیم ہورہی تھی تو مجھے کچھ دوستوں نے کہا کہ آپ کا نام Sports, Tourism کے لیے آیا ہے تو میں نے کہا کہ پتا نہیں اس میں کوئی charm ہوگا یا نہیں کیوں کہ اس سے پہلے میں نے اس کی جو proceedings دیکھی تھیں ان میں مجھے کوئی خاص بات نہیں لگی تھی لیکن ہمارے ساتھیوں نے بہت contribute کیا، اس میں انور بیگ صاحب، ہارون صاحب کی بہت contribution ہے، مندوخیل صاحب نے اس میں بہت contribute کیا ہے، اس میں ڈاکٹر کوثر فردوس نے بہت contribute کیا ہے۔ انور بیگ صاحب نے تو بہت ہی زیادہ contribute کیا ہے۔ بیگ صاحب اور ہارون نے بہت خوبصورت انداز میں contribute کیا۔ رزینہ عالم صاحبہ اس وقت موجود نہیں ہیں انہوں نے بہت اچھے طریقے سے کیا۔ یحیٰی بلوچ صاحبہ نے بڑے خوبصورت انداز میں participate کیا ہے۔ حالانکہ میری اس کمیٹی میں خواتین کی تعداد بہت زیادہ تھی اور خواتین کی کھیلوں پر اتنی command ہوتی تھی کہ جب ایک ایک میچ کے بارے میں بحث ہورہی ہوتی تھی تو ایک ایک میچ اور ایک ایک بال کے بارے میں ان کی observations یا ان کے remarks آتے تھے کہ اس پر ایسے ہونا چاہیے تھا اور اس پر ایسے ہونا چاہیے تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کمیٹی کے حوالے سے ہم نے ان پانچ سالوں میں اپنی رپورٹس کے حوالے سے بھی کافی کام کرنے کی کوشش کی ہے۔

سینیٹ کے عملے نے بہت تعاون کیا ہمیں جب بھی کسی چیز کی ضرورت محسوس ہوئی یا جب ان سے کسی معاملے میں request کی تو اس میں سیکرٹری صاحب کی بہت بڑی contribution تھی۔ سیکرٹری صاحب نے ہمیشہ تمام سینیٹرز کو اور خاص طور پر میں سمجھتا ہوں کہ ہم دوستوں کو بہت

accommodate کیا اس کے لیے بھی ان کا شکر گزار ہوں۔ آغا صاحب اس وقت موجود نہیں ہیں وہ میرے خیال میں بڑی اہم میٹنگ میں گئے ہوئے ہیں۔ آغا صاحب نے بھی ہمارے as a Chief Whip بہت contribute کیا اور ان کے ساتھ ہمارا بھائیوں کی طرح تعلق رہا ہے۔ ان الفاظ کے ساتھ ہی میں پھر آپ دوستوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ خدا حافظ۔

(ڈیسک بجائے گئے)

جناب چیئرمین: شکریہ۔ پری گل آغا صاحبہ۔

سینیٹر آغا پری گل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سب سے پہلے میں جناب چیئرمین آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا۔ آج میں سب سے پہلے اپنے پاکستان کے لیے کچھ دعا کرتی جاؤں کہ جس پاکستان کی وجہ سے آج میں یہاں پر سینیٹر ہوں اور اپنے خیالات کا اظہار کر رہی ہوں۔ جناب چیئرمین صاحب! میں یہ دعا کرتی ہوں کہ اے اللہ میرے پاکستان کو سلامت رکھنا، پاکستانی عوام کو سلامت رکھنا۔ جو اس وقت پاکستان کے حالات ہیں اللہ تعالیٰ ان حالات سے پاکستان کو بچائے کیونکہ اس وقت پاکستان کا بچہ بچہ اتنا زیادہ ڈپریشن اور پریشانیوں میں ہے کہ صبح گھر سے نکلتے ہیں تو سوچتے ہیں کہ شام کو ہم واپس بھی جا سکیں گے یا نہیں۔

جناب چیئرمین! اللہ تعالیٰ میرے پاکستان کو سلامت رکھے اور پاکستانی عوام کو سلامت رکھے اور میری دعا ہے کہ اللہ ان کو بہت زیادہ خوشیاں دے اور میری دعا ان کے ساتھ ہے۔ سب سے پہلے میں اپنی پارٹی کے صدر جناب چوہدری شجاعت حسین صاحب کا شکریہ ادا کرتی ہوں اور اپنے بلوچستان کے صوبائی ممبران کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ انہوں نے مجھے ووٹ دیے اور پارٹی نے مجھے ٹکٹ دیا اور مجھے یہاں تک پہنچایا اپنے ملک اور قوم کی خدمت کے لیے۔ میں نے بھی ان کے ساتھ وفاداری کی ہے۔ اپنے بلوچستان کے عوام کے لیے یہاں آواز اٹھائی، پاکستانی عوام کے لیے آواز اٹھائی۔ میں نے کبھی بھی اپنی پارٹی کے ساتھ غداری نہیں کی اور نہ کبھی میں نے اپنی پارٹی کو تبدیل کیا۔ جہاں سے میں آئی تھی وہیں میں اپنی پارٹی کے پاس دوبارہ جاؤں گی اور میں سرخرو ہوں کہ میں نے کبھی بھی اپنے مفاد کے لیے اور لالچ کے لیے اور کچھ چیزیں حاصل کرنے کے لیے اور سیٹ حاصل کرنے کے لیے پارٹی کا سودا نہیں کیا۔ یہ نہ کبھی میرے خاندان میں کسی نے کیا اور نہ ہی میں نے کیا اور نہ آئندہ کروں گی۔

جناب چیئرمین! میں تو یہ کہتی ہوں کہ پارٹی ہمیں یہاں بھیجتی کس لیے ہے؟ پارٹی ہمیں اس لیے نہیں بھیجتی ہے کہ ہم یہاں آکر سوداگری کریں۔ پارٹی ہمیں یہاں بھیجتی ہے کہ جا کر اپنے

ملک، قوم اور صوبے کی خدمت کرو۔ میں آپ سے ایک درخواست کروں گی کہ یہ system ختم ہونا چاہیے۔

(ڈیسک بجائے گئے)

جس پارٹی سے بندہ elect ہو کر آتا ہے، مرتے دم تک اسی پارٹی میں رہے تا کہ وہ کبھی بھی نہ بکے کیونکہ یہ بہت غلط بات ہے۔ ابھی اگر اقتدار میں ہیں تو پارٹی کے ساتھ ہیں، اقتدار نہیں ہوا تو پارٹی کو چھوڑ کر دوسری طرف بھاگ گئے۔ جناب! ہم نے عوام کے پاس جانا ہے، ہم کیا جواب دیں گے؟ انسان کی اپنی عزت ہے۔ اس عزت کو بندے کو برقرار رکھنا چاہیے تا کہ پاکستانی عوام بھی بھروسا کریں اور پارٹی بھی بھروسا کرے۔ ہم نے بھی یہاں پر بڑی بڑی چیزیں دیکھیں، میں نے چھ سال سینیٹ کی خدمت کی اور آپ کے سامنے، سینیٹرز کے سامنے اور پاکستانی عوام کے سامنے جو میرا role تھا، یہ سب کو پتا ہے۔ میں چھ سال بلوچستان کے لیے اور پاکستان کے لیے بولتی رہی مگر کبھی بھی میرے دل میں یہ لالچ پیدا نہیں ہوئی کہ انہوں نے مجھے کچھ نہیں بنایا، minister نہیں بنایا تو میں یہاں سے بھاگ کر دوسری پارٹی میں چلی جاؤں۔ جناب چیئرمین صاحب! انسان کی اپنی ایک عزت ہوتی ہے، اپنا ایک وقار ہوتا ہے۔ آپ یقین کریں کہ میں سکون سے واپس جارہی ہوں کیونکہ میں نے یہاں سینیٹ میں کبھی بھی سوداگری نہیں کی اور یہ ایوانِ بالا ہے اور انسان کو اپنی سوچ بالا رکھنی چاہیے تا کہ دوبارہ اس پر عوام اور MPA بھروسا کر کے اسے بھیجیں۔ چونکہ میری پارٹی نے مجھ پر بھروسا کیا اور میں نے وہی بھروسا قائم رکھا اور اپنی پارٹی کی عزت رکھی کیونکہ پارٹی نے مجھے عزت دی ہے۔ آج میں اس فلور پر کھڑی ہوں اور سینیٹر ہوں۔ اگر پارٹی مجھے ٹکٹ نہ دیتی تو میں کبھی سینیٹر بنتی، یہاں ایوانِ بالا میں آتی؟ کبھی نہیں، ناممکن ہے۔ جناب چیئرمین صاحب! آپ کا role چھ سال میں اتنا اچھا تھا اور آپ نے سینیٹ میں اتنا اچھا role ادا کیا کہ شاید ہی کوئی آپ جیسا role دوبارہ ادا کر سکے۔

(ڈیسک بجائے گئے)

آپ نے اِس طرف کے لوگوں اور اُس طرف کے لوگوں کی کبھی بھی سوچ بھی نہیں رکھی۔ آپ نے ان لوگوں کو اور ان لوگوں کو ایک ہی سوچ سے برابر رکھا۔ کبھی آپ نے یہ نہیں سمجھا کہ یہ اپوزیشن ہے، یہ گورنمنٹ ہے، آپ نے سب کو ایک برابر عزت دی اور سب کی ایک برابر عزت کی۔ آپ کے لیے پورا سینیٹ برابر تھا۔ آپ کے کردار کے متعلق میں سمجھتی ہوں کہ اتنا اچھا کردار شاید ہی کوئی ادا کر سکے۔ سینیٹ کو چلانا بہت مشکل ہے۔ اتنے مشکل حالات میں، ہم نے بھی دیکھا ڈیسک بجائے گئے، کیا کچھ نہیں ہوا، مگر آفرین ہے آپ کی ہمت کو، حتیٰ کہ آپ پر بھی حملہ ہوا، یہاں پر بیٹھے کچھ لوگوں نے کیا

مگر آپ وہیں بیٹھے رہے اور آپ نے اتنی جرأت کا مظاہرہ کیا کہ آپ نے پھر بھی کسی کو کچھ نہیں کہا۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ آپ بہت بڑے دل کے مالک ہیں۔ کوئی بات نہیں، یہ سیٹیں آنی جانی ہیں۔ شاید اللہ تعالیٰ آپ کو اس سے اور اونچی سیٹ دے، ہم سب کی دعائیں آپ کے ساتھ ہیں۔

میں ڈپٹی چیئرمین کا بھی شکریہ ادا کرتی ہوں کیونکہ انہوں نے بہت اچھا role ادا کیا اور انہوں نے اس سینیٹ کو بہت اچھے طریقے سے چلایا۔ اس میں رضا ربانی صاحب بھی شامل ہیں۔ وہ جب حزبِ اختلاف میں تھے تو ان کا role بہت اچھا تھا۔ اب حزبِ اقتدار میں ہیں، تو اب بھی ان کا role بہت اچھا ہے۔

(ڈیسک بجائے گئے)

آپ یقین کریں کہ اتنے اچھے طریقے سے انہوں نے House چلایا اور ----- یہ انیسہ کہتی ہے کہ ان کو چیئرمین بننا چاہیے تھا-----

جناب چیئرمین: کیوں نہیں-----

سینیٹر آغا پری گل: زور سے پھر ڈیسک بجائیں-----

(ڈیسک بجائے گئے)

جناب چیئرمین صاحب! رضا ربانی صاحب ایک اچھی ماں کے بیٹے ہیں اور اچھے بھائیوں والا role انہوں نے سینیٹ میں بہنوں کے لیے اور بھائیوں کے لیے ادا کیا ہے۔ جب یہ ادھر تھے تب بھی ہماری بہت زیادہ عزت کرتے تھے، اب ادھر ہیں تب بھی ہماری بہت زیادہ عزت کرتے ہیں۔ By God ہم اپنوں سے زیادہ اس کے پاس جاتے ہیں اور اپنے دل کی بات بتاتے ہیں کہ ہمارے ساتھ یہ ہوا، یہ ہوا، یہ ہوا۔ تو بھروسے کی بات ہے۔ میں ان کے لیے بھی دعا کروں گی کہ اللہ تعالیٰ انہیں سلامت رکھے، زندگی دے۔ کامل علی آغا کا role بہت اچھا رہا، انہوں نے اپنی پارٹی کی عزت رکھی ہے اور پارٹی کے لیے انہوں نے جو role ادا کیا ہے، یہ بہت کم لوگ ادا کرتے ہیں۔ میں ان کو بھی مبارکباد دیتی ہوں۔ تمام سینیٹرز نے جو role ادا کیا اپنے پاکستان کے لیے، ان کو بھی میں مبارکباد دیتی ہوں۔

ہمارے سینیٹ کے سیکرٹری راجہ صاحب اور دونوں ڈپٹی سیکرٹری جو بیٹھے ہوئے ہیں اور ان کے عملے نے بہت اچھا role ادا کیا۔ چھ سال کے دوران میں نے ان کو دیکھا، انہوں نے بہت خدمت کی آدھی آدھی رات تک۔ میں ان کو بھی خراجِ تحسین پیش کرتی ہوں کہ ان کا بھی role وہی رہا ہے جو آپ کا، اپوزیشن کا اور گورنمنٹ کا ہمارے ساتھ رہا ہے۔ انہوں نے بھی ہمیں بہت عزت دی

ہے۔ جب بھی ہم ان کے کمرے میں گئے، انہوں نے بہنوں کی طرح اور ہمارے جو بھائی حضرات ہیں، ان کو اپنے بھائیوں سے زیادہ عزت دی۔

جناب چیئرمین صاحب! باقی جو ہمارا سینیٹ کا عملہ ہے، آنے والے چیئرمین سے میں یہ کہتی ہوں کہ ان کا بہت خیال رکھے۔ یہ غریب اور معصوم لوگ ہیں، رات تک یہ ہماری خدمت کرتے ہیں اور کبھی بھی انہوں نے اف تک نہیں کی چاہے اس میں سپاہی ہے، سینیٹ کا عملہ ہے، ہماری lifts کا عملہ ہے، باہر سیکیورٹی والے لوگ ہیں، جو ہمارے peons ہیں، جو سیکشن والے ہیں، گاڑیاں چلانے والے drivers ہیں سب نے بہت اچھا role ادا کیا۔ میں آپ سے ایک درخواست کروں گی کہ آپ جاتے جاتے ان کے لیے کچھ ایسا announce کریں کہ ان کی زندگی بدل جائے۔

(ڈیسک بجائے گئے)

کیونکہ ان غریبوں کا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی نہیں ہے۔ ان کا خیال رکھنے والا بھی کوئی نہیں ہے۔ لوگ آتے ہیں، نعرے لگا کر چلے جاتے ہیں، اپنے نمبر بڑھا کر، تصویر لگا کر چلے جاتے ہیں۔ میں اپنے پریس اور ٹیلی وژن کے بھائیوں اور بہنوں کا بھی شکریہ ادا کرتی ہوں کہ انہوں نے سینیٹ کے لیے اتنا اچھا role ادا کیا اور بہت اچھے طریقے سے انہوں نے اس سینیٹ کی عزت رکھی اور coverage کی۔ میں آپ سے درخواست کرتی ہوں کہ آپ سینیٹ کے عملے کے لیے کالونی کا اعلان کریں، پریس اور ٹی وی کو بھی آپ اس میں ضرور شامل کریں، گورنمنٹ سے اس سلسلے میں درخواست کریں کیونکہ اب تو جمہوریت ہے۔ جمہوریت میں تو لوگ بڑے نعرے لگاتے ہیں روٹی، کپڑا اور مکان کے۔ ارے مکان تو دیتے جاؤ۔ کم از کم آپ لوگ ان کے سر پر سایہ تو کریں کیونکہ ایک سال ہو گیا ہے، ایک سال میں ہم لوگ لڑتے جھگڑتے رہے۔ آپ یقین کریں کہ پوری پاکستانی عوام کو بہت دکھ ہے، وہ کہتے ہیں کہ اسمبلیوں کے اندر کیا ہو رہا ہے؟ پریشانیاں ہی پریشانیاں ہیں۔ میں ان سے درخواست کرتی ہوں کہ اب لڑائیاں اور جھگڑے ختم کریں، سیٹوں کی لڑائیاں ختم کریں، کم از کم اپنے پاکستان کا سوچیں۔ اگر آپ لوگ آپس میں لڑتے رہے، اس وقت ہمارے ملک کے چاروں borders پر ہمارے دشمن بیٹھے ہوئے ہیں اور وہ انتظار میں ہیں کہ یہ کب ایک دوسرے کو ماریں تاکہ ہم پاکستان پر حملہ کریں۔ میں اپنے ان لوگوں سے، اپنے سیاستدانوں سے درخواست کرتی ہوں کہ خدا کے لیے، اپنی سیٹیں بچانے کے لیے پاکستان کو داؤ پر نہ لگائیں کیونکہ اگر پاکستان ہے تو آپ لوگ ہیں ورنہ اگر خدا نہ کرے، خدا نہ کرے پاکستان کو کچھ ہو گیا تو آپ کدھر جائیں گے، آپ لوگ بھی نہیں رہیں گے، نہ سینیٹ رہے گا، نہ قومی اسمبلی رہے گی اور نہ ہی صوبائی اسمبلیاں رہیں گی۔ میں تو کہتی ہوں کہ اے اللہ میاں میرے پاکستان اور تمام پاکستانیوں کو سلامت رکھ۔ اللہ

تعالیٰ تمام پاکستانیوں کو اپنی امان میں رکھے اور ان کو کوئی بھی دکھ نہ ہو۔ اللہ انہیں خوشیاں دے۔ پاکستان زندہ باد۔

جناب چیئرمین: شکریہ، عبدالغفور حیدری صاحب۔

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! میں آپ کا انتہائی مشکور ہوں۔ اگرچہ میں بھی ریٹائر ہونے والے سینیٹروں میں شامل ہوں لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم، اپنی پارٹی اور اپنے اتحادی دوستوں کی کوششوں سے میں دوبارہ سینیٹر منتخب ہو گیا ہوں لیکن میں اس بات کا احساس رکھتا ہوں اور اس کو محسوس کر رہا ہوں کہ آج مجھے اپنے انتخاب پر اتنی خوشی نہیں ہے جتنی کہ مجھے اپنے ان دوستوں کے ریٹائر ہونے کا صدمہ اور غم ہے۔ جناب چیئرمین! آپ سمیت جن دوستوں نے چھ سال مسلسل یہاں ملک و قوم کے لیے کام کیا، بڑی اچھی تجاویز دیں، حب الوطنی کے جذبے کے تحت کام کیا، آج وہ ہمارے دوست یوں سمجھ لیجیے کہ داغ مفارقت دے رہے ہیں۔ آپ اور ہم سب دیکھ رہے ہیں کہ صبح سے یہ ایوان اداس لگ رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ قائداعظم کی تصویر بھی بہ زبان حال اداسی اور افسردگی کا اظہار کر رہی ہے۔ وہ لوگ جنہوں نے چھ سال مسلسل کام کیا آج اس ایوان سے رخصت ہو رہے ہیں۔ جناب چیئرمین! ریٹائر ہونے والے دوستوں کی جگہ اور دوست آرہے ہیں ان کو بھی میں خوش آمدید کہوں گا، مگر کہتے ہیں کہ ہر گل را رنگ بوئے دیگر است۔ ہر پھول کی اپنی خوشبو ہوتی ہے، ہر پھول کا اپنا حسن ہوتا ہے۔ ہمارے جانے والے دوستوں نے بڑی اچھی کارکردگی کا مظاہرہ کیا اور خاص طور پر آپ کا کردار بڑا مثالی اور تاریخی رہا ہے اور یہاں بیٹھے تمام ممبران کو آپ سے محبت بھی رہی، قربت بھی رہی۔ آپ کی شفقت بھی حاصل رہی۔ یقیناً آپ کے جانے کا اور یہاں پر تمام دوست جو پچاس کے قریب ریٹائر رہے ہیں بہرحال ان کا ذاتی طور پر مجھے بھی اور اس پورے ایوان کو افسوس اور صدمہ ہے۔ آپ میری بدقسمتی کہیں کہ میرے اردگرد جو دوست ہیں ان میں سے اکثر ریٹائر ہو رہے ہیں۔ میرے ساتھ بیٹھے ہوئے سید اکبر شاہ صاحب اور ساتھ میں ملک محفوظ صاحب اور اس لائن میں اگر دیکھیں تو آگے پیچھے کافی سارے دوست ہیں، کم از کم ایک سال سے یہاں پر ہوں، ہم نے اچھا وقت گزارا اور مل کر کام بھی کیا۔ بہرکیف سیاسی زندگی میں یہ حالات آتے رہتے ہیں اور مجھے اپنے جانے والے ممبران خواتین و حضرات سے یہ توقع ہے اور انشاء اللہ واپسی بھی ممکن ہے کوئی ناممکن نہیں ہے لیکن بہرحال اس ایوان سے ریٹائر ہونے کا مطلب یہ نہیں کہ ان کے ملک و قوم کے لیے جو فرائض ہیں ان سے بھی وہ سبکدوش ہو رہے ہیں، نہیں، بلکہ وہ اس توقع کے ساتھ جائیں گے کہ اس ملک کے لیے، اس قوم کے لیے اور اس وطن کے لیے اپنی خدمات جاری رکھیں گے۔

جناب چیئرمین! آج ہمارا ملک جن حالات سے دوچار ہے، ہر شہری ان حالات سے پریشان ہے، پارلیمنٹ کا ہر ممبر ان حالات سے پریشان ہے اور پاکستان کے مستقبل کے لیے فکر مند ہے۔ میرے خیال میں یہ کسی اور کا کیا دھرا نہیں ہے بلکہ اگر ہم اپنے گریبانوں میں جھانکیں، قیام پاکستان سے لے کر اب تک جو بھی ہمارے ملک میں ہوتا رہا، کسی نہ کسی حوالے سے ہم اس کا حصہ بنے رہے۔ اب ان حالات سے جو اس وقت ہمارے ملک کے ہیں ہم میں سے کوئی بھی بری الذمہ نہیں ہو سکتا۔ جس طرح محترمہ آغا پری گل صاحبہ نے ملک کے لیے دعائیں کیں یقیناً میں بھی دعا گو ہوں کیونکہ ملک ہے، وطن ہے تو ہم سب ہیں لیکن خدانخواستہ اس ملک کو اگر کوئی نقصان پہنچتا ہے تو پھر جو کچھ ہمیں اس ملک کی وجہ سے ملا ہے وہ بھی سارے کا سارا خاک میں مل سکتا ہے۔ بہر کیف میں سمجھتا ہوں کہ ان حالات میں بھی ہمیں مایوسی کی بجائے آگے بڑھ کر ان حالات کا مقابلہ کرنا چاہیے اور ان حالات کو درست کرنے کے لیے اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔ ظاہر ہے کہ جو بھی جماعتیں اس ایوان میں، قومی اسمبلی میں اور صوبائی اسمبلیوں میں موجود ہیں ان ہی جماعتوں کی ذمہ داری بنتی ہے۔ اٹھارہ فروری کو قوم نے ایک mandate دیا تھا۔ اب یہ ہماری ذمہ داری بنتی تھی کہ اس mandate کا لحاظ رکھتے ہوئے قوم نے جو اعتماد ہم پر کیا اس کو لے کر ہمیں مل جل کر آگے بڑھنا چاہیے۔ جناب چیئرمین! آپ اس کو بد قسمتی کہیے کہ یہ یکجہتی، یہ اتفاق، یہ اتحاد، یہ قربت زیادہ دیر تک قائم نہیں رہ سکی اس کا بھی ہم میں سے ہر ایک کو افسوس اور صدمہ ہے اور جن حالات سے آج ہم گزر رہے ہیں ان حالات میں بھی دیکھیں کہ کوئی بھی سیاسی جماعت، سیاسی شخصیت، کوئی بھی فرد اپنے ماضی کی طرف جھانکتا ہے، دیکھتا ہے، اس سے کچھ سیکھتا ہے پھر اس کی روشنی میں وہ آئندہ کے لیے لائحہ عمل تیار کرتا ہے، حکمت عملی تیار کرتا ہے اور جا کر ایک صحیح راستے پر چل نکلتا ہے لیکن بد قسمتی سے شاید ہم اپنے ماضی سے سیکھنے کی کوشش نہیں کرتے اور اگر کرتے تو شاید یہ حالات ہمیں درپیش نہ ہوتے۔ ہمارے ملک میں بار بار مارشل لاء لگا، فوجی مداخلت رہی ہے، فوج نے حکومت کی ہے، اس کی بنیادی وجوہات کو اگر ہم تلاش کریں گے تو شاید ان وجوہات میں ہماری کارکردگی اور ہمارے عمل اور کردار کا بھی کسی نہ کسی حوالے سے حصہ رہا ہے۔ بہر کیف آج جو حالات ہمیں درپیش ہیں وہ اچھے نہیں ہیں۔ ہم سب کو مل کر ان حالات کو درست کرنے کے لیے اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔

جناب چیئرمین! میں آپ کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے اپنی بات ختم کرتا ہوں اور ہمارے ممبران، خواتین و حضرات جو retire ہو رہے ہیں، ان سب کا پانچ، چھ سال ایک کردار رہا ہے یقیناً ان کے اس کردار کو بھی تاریخی حوالے سے سنہری الفاظ میں لکھا جائے گا۔ مجھے یقین ہے کہ جو آنے

والے حضرات ہیں، وہ بھی احسن طریقے سے ملک کے لیے، قومی یکجہتی کے لیے اور قومی وحدت کے لیے اپنا کردار ادا کریں گے۔ بہت بہت شکریہ جناب والا۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ امجد عباس صاحب۔

سینیٹر محمد امجد عباس: مولانا صاحب نے فرمایا ہے کہ قائداعظم کی تصویر بہ زبان حال اداسی اور افسردگی کا اظہار کر رہی ہے شاید یہ ہمارے جانے کے بعد قائداعظم کی تصویر کی اداسی اتار سکیں اور حالات سنوار سکیں۔

جناب چیئرمین: مولانا صاحب اس کی ذرا وضاحت کر دیں۔

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: جناب والا! جو جانے والے ہمارے دوست ہیں، وہ اداس نہیں ہیں، ہم ان کے لیے اداس ہیں کیونکہ وہ ہمیں داغ مفارقت دے کر جا رہے ہیں۔ وہ تو ظاہر ہے کہ اپنی فیلڈ میں جائیں گے اور انشا اللہ کام کریں گے تو ہم ان کے لیے فکرمند ہیں کہ ہم مل کر کام کر رہے تھے اور ہمیں وہ چھوڑ کر جا رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: عبدالخالق پیرزادہ۔

سینیٹر عبدالخالق پیرزادہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ والعاقبت اللمتقین۔ جناب چیئرمین صاحب! میرا دل تڑپ رہا تھا کہ میں اپنی امانت ادا کر دوں اور حضرت محمد الرسول اللہ ﷺ کے اس قول پر عمل کر لوں جو کہ آپ نے اس دنیا کے تعلقات، دوستیوں، محبتوں اور زمانے اور وقت گزارنے کے بارے میں کہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا----(عربی)----جو لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ اللہ کا شکر گزار بھی نہیں گنا جاتا۔ لہٰذا ہم یہ چاہتے ہیں کہ آپ ہمیں پندرہ بیس گھنٹے دے دیں تاکہ جن جن لوگوں نے ہمارے اوپر احسانات کیے ہیں ہم ان سب کا بالتفصیل شکریہ ادا کر دیں اور اپنا حق ادا کر دیں۔ اگر کہیں تو مختصراً دو، چار منٹ میں ختم کر دیتے ہیں۔

جناب چیئرمین: مختصر کر دیں تو بہتر ہو گا۔

سینیٹر عبدالخالق پیرزادہ: جناب چیئرمین صاحب! ہمارے پچاس ممبر جا رہے ہیں اور آپ میرے خیال میں پچاسویں ہیں۔ آپ اس سینیٹ کے دو terms میں دولہا میاں رہے ہیں۔ ہم نے ایک ٹرم میں آپ کو دیکھا، ہم نے ایک ٹرم میں آپ کو بحیثیت بھائی دیکھا، بحیثیت دوست دیکھا، بحیثیت رئیس مجلس شیوخ، رئیس مجلس شوریٰ، بحیثیت چیئرمین ایوان بالا دیکھا، بحیثیت قائم مقام صدر پاکستان دیکھا، بحیثیت قائم مقام وزیراعظم دیکھا اور ہم نے کیا خوب دیکھا، ان تین سالوں سے پہلے

کم ہی لوگ ایسے تھے کہ جیسے تم کو دیکھا اور دل کر رہا تھا کہ دیکھتے ہی رہیں لیکن اب اگر داغ مفارقت دے کر جا ہی رہے ہو تو پھر آپ کے لیے ہم ایک شعر کہتے ہیں کیونکہ ہم بھی انسان ہیں اور جانور سے انسان بنے ہیں تو شاعر نے بہت پہلے یہ کہا تھا کہ

یہ چمن یوں ہی رہے گا اور ہزاروں جانور

اپنی اپنی بولیاں سب بول کر اڑ جائیں گے

دعا کرتے جانا ہمارے لیے کہ ہم بھی جو باقی وقت ہے اس کو صحیح گزاریں۔ ہم آپ کے لیے دعا کرتے ہیں کہ آپ جہاں بھی جائیں، آپ کا قدم مبارک ہو اور اللہ تعالیٰ آپ کا اقبال بلند کرے۔ ہمارے جو باقی ساتھی یہاں تھے، کچھ ہیں اور اکثر اپنا بوریا بستر لپیٹ کر چلے بھی گئے اور کئی کہہ رہے تھے کہ پارلیمنٹ لاجز والے کہہ رہے تھے کہ جلدی جلدی سامان اٹھاؤ، جاؤ بھائی تمہارا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔ ان لوگوں کو اور آپ کو، آپ کی تربیت میں اس ایوان کو جنہوں نے چلایا، ہم آپ کو یہی کہہ سکتے ہیں کہ جانے والے تیرے قدموں کے نشاں باقی ہیں۔ تیرے قدم، تیرا اخلاق، تیرا پیار، تیری محبت جس کے ہم اتنے حقدار نہیں تھے جتنا کہ آپ نے دیا ہے، ہم اس کو سلام تعظیم پیش کرتے ہیں۔ ہمارے ساتھ جانے والے لوگوں میں، یہ بڑی بڑی شریف بیبیاں بیٹھی ہوئی ہیں اور ویسے میں یہ سمجھتا ہوں کہ پری گل آغا چلی گئیں تو آدھا ہاؤس یتیم ہو جائے گا۔ میں تو شور مچانے لگا تھا کہ اس کو کیوں نہیں لائے، یہ تو بہت بڑا ظلم ہے بھیا کہ پری گل آغا جو کہ یہاں کی پری تھی اور یہاں کی ایک روشن دماغ ممبر، جس سے یہ پورا ہاؤس روشن تھا، وہ بیچاری جا رہی ہے، میں کس کی منت کروں کہ اس کو لے آؤ بھائی۔ اس کو تو ووٹ ہی نہیں دکھائے اس بیچاری کے۔ جو جانے والے ہیں ان کے ساتھ بڑے بڑے ظلم ہوئے، یہ کہانیاں بعد میں کھلیں گی صاحب۔ بعد میں کھلیں گی کہ جانے والے تیرے قدموں کے نشاں باقی ہیں، کیا کیا ظلم ہوئے ترے اور کیا کیا ہم نے سہے اور برداشت کیے۔ کتنے طمطراق سے ہم آئے تھے اور کیسے تم نے مایوس ہو کر ہمیں جانے پر مجبور کر دیا ہے۔ اس کے آنسو کون پونچھے گا، ہماری بہن ہے۔ کچھ یہ لوگ جا رہے ہیں بڑی خوشی سے اپنا وقت پورا کر کے-----

(مداخلت)

سینیٹر عبدالخالق پیرزادہ: بہر کیف ہم نے جامعۃ الازہر سے ڈگری لینے کے بعد، دنیا کی سب سے بڑی یونیورسٹیوں میں پڑھانے کے بعد ہم یہ سوچتے تھے کہ ہم نے سب کچھ سیکھ لیا ہے بڑی بڑی ڈگریاں لے لیں لیکن واللہ میں نے تحمل کا سبق اور صبر کا سبق آپ سے سیکھا ہے۔ آپ کے صبر کو سلام پیش کرتے ہیں۔ کبھی ہم بے صبر ہو گئے اور کہا کہ جانے دو اتنا صبر مت کرو یار۔ آپ سے ہم نے

صبر کا سبق سیکھا ہے۔ آپ کو اللہ تعالی اس کی جزا عطا فرمائے اور جو حضرات جا رہے ہیں، ان کی جو کارکردگی ہے اس کے بارے میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ایک قول بھی میں بتا دوں جانے والوں کے لیے بھی، آنے والوں کے لیے بھی اور موجود رہنے والوں کے لیے بھی کیونکہ یہ قوم کی امانت کا وہ مرکز ہے کہ اس سے بڑا مرکز کسی قوم کے پاس نہیں ہوتا لہٰذا خداوند قدوس فرماتے ہیں ----عربی-----ہر نفس جو کہتا ہے، جو کرتا ہے، جو لفظ نکالتا ہے اس کا ذمہ دار ہے۔ آج بھی ہے، قیامت کے دن بھی ہے۔ بعض ایسے لفظ ہیں کہ ایک ام المومنین کے منہ سے صرف اتنا نکلا تھا کہ یہ جو دوسری میری سوکن ہے اس کا پھڈا سا قد ہے، حضور ﷺ نے فرمایا کہ ام سلمہ تم جانتی ہو کہ تمہارے اس لفظ کا خدا کے نزدیک کتنا تعفن ہے اگر خدا اس کی بدبو کو دنیا میں پھیلا دے تو ساتوں سمندر بدبودار اور متعفن ہو جائیں اور دنیا مر جائے۔ لہٰذا یہاں بولا جانے والا ہر لفظ، یہاں بولا جانے والا ہر کلمہ، یہاں بولی جانے والی ہر بات، پارٹی لیڈر تو اس کا امتحان بعد میں لے گا یا جواب طلبی لے گا یا نہیں لے گا، یہ کراماً کاتبین لکھ رہے ہیں اور ہر بات کا قوم کی امانت کے طور پر قیامت کے دن میں بھی حساب ہوگا اور یہاں بھی حساب ہوگا۔ چیئرمین صاحب! آپ کو پتا ہے کہ مجھے وہ روایتی تقریریں کرنی نہیں آتیں کہ 'تسی بڑے چنگے سو، تسی بڑے سوہنے سو، تسی بڑے یاد آؤ گے، تہاڈے ورگا ماں نے جمیا ای کوئی نئیں' یہ سارے الفاظ کتابوں میں لکھے ہوئے ہیں اور وہی repeat ہوتے ہیں لیکن میں بحیثیت ایک technocrat عالم دین، میں موجودہ حضرات کو یہ بتانا چاہتا ہوں، پارٹیوں کی جتنی وفاداری کرنی ہے، کرلیں، اپنے پیٹ کی جتنی وفاداری کرنی ہے کرلیں۔ اپنے نفس کی جتنی حفاظت کرنی ہے کرلیں لیکن اس ایوان بالا میں ایک ایک بولا ہوا لفظ، ایک ایک بولا ہوا حرف آپ کے حساب اور رجسٹر میں لکھا جاتا ہے۔ یہاں بھی لکھا جاتا ہے، وہاں بھی لکھا جاتا ہے----عربی----اللہ تعالیٰ بہت جلدی حساب کرنے والا ہے لہٰذا، میں دعا کرتا ہوں کہ جانے والوں سے اگر بولنے میں کوئی غلطی یا خطا ہوئی ہے تو اللہ ان کو معاف کرے۔ اگر ہم سے کوئی خطا ہوئی ہے اللہ ہمیں معاف کرے اور اللہ اس ایوان میں ہر آنے والے انسان کو ہدایت کاملہ نصیب فرمائے کہ وہ قوم، ملک، ملت، اسلام، دین، قرآن اور حدیث کے حق میں بات کرے اور اگر اپنے نفس کی عبادت کرے گا تو وہ اس دنیا میں بھی ذلیل وخوار ہوگا اور آخرت میں تو ذلت ہے ہی۔ آخر میں صرف اتنی بات کہتا ہوں۔ بڑے بڑے لوگوں سے ہم نے بہت کچھ سیکھا ہے۔ پہلے دن بھی کہا تھا اور آج بھی کہہ رہا ہوں۔ جب تک زندہ رہوں گا میں کہوں گا انشاء اللہ کہ ہم نے سیکھا ہے ان سے لیکن ایک بات میں آپ کو بتاؤں کہ جس شخص نے جو بھی بولا، جس شخص نے جب بھی بولا وہ سوائے اس کے کچھ نہیں تھا کہ اس کو بھیجنے والے کے قائد کی فکر اور اس کے بڑے فن کی اور اس کی عظمت کی عکاسی کرتا تھا۔ جس

ممبر نے اچھا بولا۔ جو ممبر یہاں اچھی طرح یہاں زندگی گزار گیا۔ جس ممبر نے قوم، ملک، دین، قرآن اور سنت کا حق ادا کیا وہ اس کی غمازی تو اس کی شخصیت کی غمازی تو کرتا ہے لیکن اصل میں اس کی شرافت، اصل میں اس کی بات چیت، اصل میں اس کے خطبات، اصل میں اس کی تقاریر اور اصل میں اس کے suggestions جو کچھ بھی ہیں اس کے پارٹی لیڈر کی عظمت کی غماز ہیں۔ ہمارے بھی تین بھائی جارہے ہیں۔

جناب چیئرمین: وقت کا خیال رکھیں۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالخالق پیر زادہ: وقت تو ہو گیا ہے۔ بس گل بکی جھگڑا پاک۔ گل تو سن لو، ساڈھی تو گل سن لو۔ ہمارے بھی تین ساتھی جارہے ہیں۔ ایک محمد علی بروہی صاحب جارہے ہیں۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ بہت شریف منڈے تھے۔ ہمارے علامہ عباس کمیلی صاحب تشریف لے جارہے ہیں۔ ان کے اخلاق، تقریر، کلمات، بیانات اور suggestions بھی آپ کے سامنے ہیں۔ ہمارے بابر غوری صاحب جاکر آبھی گئے۔ آپ نے ان کی قابلیت کو دیکھا۔ ان تینوں آدمیوں کا کردار گزشتہ تین سال رہا ہے اور الحمد للہ بے داغ رہا ہے۔ یہ قائد تحریک الطاف حسین کی فکر اور ان کی پسند کی غمازی کرتا ہے۔ ایسے جن لیڈروں نے اور جن ممبروں نے یہاں عظمت کے نشانات لکھے ہیں وہ ان کے لیڈر کی عظمت کی غمازی کرتے ہیں۔ یہ حاجی عدیل صاحب بیٹھے ہوئے ہیں تھوڑے سے دن ہوئے ان کو آئے ہوئے، اس آدمی نے ہم کو اپنا مرید کر لیا۔ کیا بات ہے؟ اس کے لیڈر کی عظمت کی غمازی کرتا ہے کہ اس نے اپنی پارٹی کے ہزاروں اور کروڑوں لوگوں میں سے اس آدمی کو پسند کرتے ہوئے بھیجا ہے۔ کیا اس نے اپنے بہنوئی کو بھیجا ہے؟ کیا آپ نے اپنے سالے کو بھیجا ہے؟ کیا آپ نے اپنے ماموں کو بھیجا ہے؟ یا پارٹی میں سے قابل ترین آدمی اور شریف ترین آدمی کو چن کر بھیجا ہے۔ میں ایسے پارٹی لیڈران کی عظمت کو سلام کرتا ہوں جنہوں نے بغیر کسی رشتہ داری، بغیر کسی رشوت، بغیر کسی لالچ اور بغیر کسی طمع کے ان ممبروں کو بھیجا ہے جو اخلاق میں، علم میں اور بولنے میں اپنا مقام رکھتے تھے۔ (عربی)

جناب چیئرمین: شکریہ۔ عبدالرحیم خان مندوخیل صاحب۔ باقی پارٹی لیڈرز جو ہیں وہ وقت کا ذرا خیال رکھیں۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین صاحب! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے ہمارے ساتھی جو ریٹائر ہو رہے ہیں ان کی farewell کے حوالے سے یہ اجلاس منعقد کیا۔ جناب چیئرمین! میں اس حوالے سے سب سے پہلے ان تمام ممبران کو جو ریٹائر ہو رہے ہیں خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اپنا وقت یہاں پارلیمنٹ میں، سینیٹ میں بہت

اچھی طرح گزارا۔ مجموعی طور پر ہمارا کام اپنے ملک کے عوام کی نمائندگی، جمہوریت کے لئے جدوجہد ہے، معاشی اور سماجی مسائل کے حوالے سے جو کچھ ہم سے ہو سکا ہے ہم نے کیا ہے۔ تو ہمارے یہ ساتھی جو ریٹائر ہو رہے ہیں وہ political parties کے ممبرز ہیں اور انہوں نے اپنی ایک ideology کے مطابق کام کیا ہے اور آج جب وہ واپس جا رہے ہیں، ریٹائر ہو رہے ہیں تو بھی وہ اپنے field میں اپنا کام کریں گے اور اپنی ذمہ داریاں پوری کریں گے اور ان کے لئے ہم کامیابی کی دعا کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین! لیکن اس وقت ہمارے ملک کے لئے آج جو ہم ہیں، آج کے دن ہمارے ملک میں ایک transitory stage ہے۔ ہم ایک دوراہے پر کھڑے ہیں۔ ہمارے ملک میں 60 سال میں struggle آمریت اور جمہوریت کے درمیان جو بھی ہوئی ہے، مارشل لاء لگے ہیں اور کبھی سول پارلیمنٹری منتخب حکومتیں بنی ہیں، اس میں آج تک ہم اپنے ملک کے سیاسی اور آئینی نظام کو صحیح طور پر federal parliamentary راستے پر ڈال نہ سکے۔ جو کچھ بھی تھا آخری مرحلے میں 1999ء میں مارشل لاء لگا اور 2008ء تک باقاعدہ اقتدار رہا آمریت کا۔ اس دوران جناب والا! ہم نے یہاں سینیٹ میں، ہماری پارٹیوں نے مجموعی طور پر ملک میں یا دوسرے اداروں میں یا عوامی سٹیج پر struggle کی اور اس کا نتیجہ یہ ہے جناب والا! آج ہم جس دوراہے پر کھڑے ہیں اس میں جناب والا! جو کچھ ہم کر چکے ہیں جمہوریت کے حوالے سے، مارشل لاء کے اقتدار کا خاتمہ ہم لوگوں نے کیا۔ ایک واضح بات ہے۔ جنرل مشرف صاحب، میں بڑے احترام سے بات کرتا ہوں لیکن سیاسی حقیقت ہے کہ وہ آسانی سے صدر ہاؤس سے نہیں جا رہے تھے۔ ہمارے عوام کی جدوجہد کی نتیجے میں ایک سٹیج آئی 9 مارچ 2007 اور پھر 3 نومبر 2007 والی۔ اس میں جناب والا! جو سلوک عدلیہ کے ساتھ ہوا، ایمرجنسی مسلط کی گئی اور وہ ایمرجنسی دراصل مارشل لاء تھا۔ اس میں جو ہمارا چھوٹا موٹا سسٹم تھا اس کو ختم کیا گیا اور اس کے رد عمل میں عوام کی تحریک کو catalyst ملا اور وہ تھی عدلیہ۔ عدلیہ ایک انجن کی حیثیت سے عوام کی اس تحریک کو آگے لے گئی۔ آج جو بھی سیاسی situation ہے، جو لیڈرشپ اپنا دعویٰ کرے کہ ہم نے یہ جمہوریت قائم کی ہے اور ہم لے آئے ہیں، یہ ہماری achievements ہیں، ایسا نہیں ہے۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ ہماری پارٹیوں نے تحریک چلائی، اس کا عمل تھا، catalyst ملا اور catalyst عدلیہ کی جب ایمرجنسی ہوئی تو اس ایمرجنسی کے نتیجے میں عوام نے رد عمل ظاہر کیا اور عدلیہ انجن بنی اور ایک سٹیج آئی جناب والا! 18 فروری کے الیکشن سے بہت پہلے ہم نے آل پارٹیز کانفرنس کی تھی۔ APDM بنایا تھا اور اس جگہ پر ہماری پارٹیوں نے بالخصوص APDM نے یہ پروگرام دیا کہ ہم بائیکاٹ کریں گے۔ جب تک اس ایمرجنسی کو آپ undo نہیں کریں گے۔ اس مارشل لاء کو آپ undo نہیں

کریں گے۔ ہم الیکشن نہیں لڑیں گے کیونکہ ہمارے آئینی نظام میں خامی ہو گی۔ لیکن ہمارے کچھ دوست تھے انہوں نے نہیں مانا اور وہ الیکشن لڑے۔ وہ اپنی جگہ ٹھیک ہے لیکن عوام نے پھر ووٹ دیا جمہوریت کے حق میں اور آمریت کے خلاف اور جمہوریت کے حق میں جو ووٹ دیا اس کا تقاضا تھا کہ ہمارے جو بھی مسائل تھے

مثلاً 58(2)(b), 17th Amendment, یہ مارشل لائی اقدامات ہیں اوران کا خاتمہ ضروری ہے، یہ ہمارے لیے ضروری ہے، ہمارے ملک کے لیے ضروری ہے، سینیٹ کے لیے ضروری ہے کہ ہم یہ عمل کریں اور تمام آمریت کے اقدامات کو undo کریں اور judiciary کو بحال کریں۔ Judiciary جس کی وجہ سے emergency کا نفاذ ہوا تھا۔ یہ ہمارے لیے ضروری تھا، پارٹیوں کے لیے ضروری تھا، منتخب پارٹیوں کے لیے بھی یہ ضروری تھا اور ایک ایسی stage آئی کہ منتخب پارٹیوں نے باہمی طور پر ایک دوسرے سے alliance کیا، ایک قسم کا cooperation کیا اور آپ نے دیکھا کہ ایک مشترکہ حکومت بن گئی اور آپ نے دیکھا کہ وہ صدر جو کہا کرتے تھے کہ محترمہ بے نظیر بھٹو پاکستان نہیں آسکیں گی، نواز شریف پاکستان نہیں آسکیں گے، عوام کی تحریک نے اس صدر کو صدارت سے ہٹایا اور محترم نواز شریف اور محترمہ بے نظیر بھٹو پاکستان آئے، نہ صرف آئے بلکہ انتخابات میں ان کی بڑی جیت ہوئی۔ یہ تقاضا تھا عوام کی تحریک کا۔ ایسے دوراہے پر ہم آگئے ہیں لیکن بد قسمتی ہے، آپ اندازہ لگائیں کہ ابھی کیا ہوا۔

جناب والا! نواز شریف صاحب اور شہباز شریف صاحب کو نااہل قرار دیا گیا۔ جب NRO ہو سکتا ہے تو کیا نواز شریف اور شہباز شریف کو political relief نہیں مل سکتا کہ ان پر جو الزامات ہیں ان کے حوالے سے انہیں relief ملے۔ لیکن یہ نہیں ہوا اور انہیں relief نہ دے کر ساتھ ہی گورنر راج لگایا گیا۔ جناب والا! یہ تو وہ پرانے تجربے ہیں کہ اگر میری پارٹی طاقتور ہے تو میں دوسری پارٹیوں کو اقتدار سے محروم کروں گا۔ یعنی abuse of the Constitution. Article 234 کا جو یہاں اطلاق ہوا ہے، گورنر راج ہے آئین میں لیکن اس کا abuse نہیں ہونا چاہیے لیکن یہاں پر abuse ہوا ہے۔ ایک بڑے صوبے کے عوام نے ووٹ دیا ہے اور ان کی وہاں پر majority ہے لیکن آپ نے اس کو گورنر راج میں تبدیل کیا۔ اب یہ حالات ہیں۔ یعنی ہونا کیا چاہیے تھا، عوام نے ہمیں کیا mandate دیا تھا؟ عوام نے ہمیں mandate دیا تھا 17th Amendment اور دوسرے آمرانہ اقدامات کو reject کرنے کا، ان کو undo کرنے کا لیکن عمل ہمارا یہ ہے کہ ہم نے عوام کے mandate کے خلاف گورنر راج جیسے اقدامات کیے۔ یہ جو ہمارے دوست یہاں کہتے ہیں کہ ہم

اداس ہیں اور ہم optimist تھے اور pessimist ہوگئے، وہ اس وجہ سے ہوگئے۔ ایسا بہترین موقع جو ہمارے ملک کو ملا ہے، اس موقعے کو استعمال کرنا چاہیے۔ یہاں وزیراعظم صاحب نے الفاظ استعمال کیے اور وہ میں اخبارات میں بھی پڑھتا ہوں، وہ فرماتے ہیں کہ 17th Amendment کے خاتمے کے لیے آپ اتفاق کریں، ہم sign کریں گے۔ سوال یہ ہے کہ آپ majority party ہیں، آپ کا ایک alliance ہے، آپ کی ذمہ داری ہے کہ 17th Amendment کو آپ undo کریں۔ اس سلسلے میں آپ دوسری پارٹیوں سے بات کریں وہ بھی آپ کو support کریں گی۔ یہ الفاظ جو آپ کہتے ہیں یہ آپ عوام کی consolation کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ عوام نہیں سمجھ رہے ہیں، سیاسی لوگ باتیں نہیں سمجھ رہے ہیں، ہم بالکل سمجھ رہے ہیں۔

ایسے حالات میں جناب والا! اب جو position ہے ہمارے ملک کی، اب confrontation کی stage آگئی ہے۔ وکیلوں کا اپنا احتجاج ہے۔ ہم یہ واضح طور پر کہتے ہیں کہ یہ جو اقدامات ہوئے ہیں مثلاً گورنر راج اور جو دوسرے غیر جمہوری اقدامات ہیں، ہو سکتا ہے کہ قانون میں اس کی کوئی گنجائش ہو یا کوئی ماہر وکیل شریف الدین پیرزادہ کی طرح اس کو جائز قرار دے دے لیکن یہ democracy کا عمل نہیں ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اب عوام کا احتجاج ہوگا اور جو اعلان ہوا ہے وکیلوں کا اور دوسری پارٹیوں کا اس کے بارے میں بھی ہم یہ کہتے ہیں کہ آپ اس وقت ایسا اقدام نہ کریں کہ confrontation بڑھ جائے اور آپ اس stage پر پہنچیں جو point of no return ہو۔ ایسے حالات نہیں بنانے چاہییں۔

جناب والا! یہ position ہے آج ہمارے ملک میں۔ ہم یہ کہتے ہیں، particularly میں اپنی پارٹی کے حوالے سے بات کروں گا اس سلسلے میں ------

جناب چیئرمین: وقت کا خیال رکھیے۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: ہم تمام پارٹیاں مجموعی طور پر اس بات پر متفق ہیں کہ provincial autonomy ہونی چاہیے۔ Provincial autonomy کے لیے ایک Bill لانا چاہیے اور اس پر اتفاق ہونا چاہیے۔ ہم particularly پشتون خواہ ملی عوامی پارٹی کی حیثیت سے جس کو عوام کی حمایت حاصل ہے، یہ پوچھتے ہیں جناب والا! کیا اقتدار میں پشتون کا ایک بھی component, part ہے؟ کیا آپ نے ہمیں اقتدار میں حصہ دیا ہے؟ صدر صاحب کہاں کے ہیں، وزیراعظم صاحب کہاں کے ہیں، سپیکر صاحبہ کہاں کی ہیں، اب چیئرمین بنا رہے ہیں وہ کہاں کے ہیں،

ہم پشتونوں کی اقتدار میں شراکت کی کیا نشانی ہے؟ آپ اپنی پارٹی سے لے آئیں۔ ہمارا یہ اعتراض نہیں ہے کہ کس پارٹی کا ہے، لیکن آپ اپنی پارٹیوں سے لے آئیں۔ کیا آپ کو اپنی پارٹی میں کوئی پشتون نہیں مل رہا ہے؟ ہمیں چیئرمین کی post نہیں دے رہے ہیں، وزیراعظم کی post نہیں دے رہے ہیں تو سپیکر کی post دے دیں۔۔۔۔۔

ایک معزز رکن: ڈپٹی سپیکر کی post لے لیں۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: نہیں۔ ڈپٹی سپیکر کیوں۔ ابھی بات یہ ہو رہی ہے کہ تم لوگ ڈپٹی سپیکر لے لو۔ پشتو میں یہ مثال ہے جناب والا! کہ ایک جگہ شکار کے لیے گئے اور جب وہاں بانٹ رہے تھے تو بانٹتے ہوئے ایک نے کہا کہ یہ حصہ میرا ہے، یہ حصہ میرے بندوں کا ہے۔ اس نے کہا تیسرا جو ہے وہ تمہارا باپ بھی نہیں لے جاسکتا۔ بے ادبی کی معافی چاہتا ہوں۔ ایسا بالکل نہیں چاہتا۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ قانون میں الفاظ ہوں۔ کیا آئین میں precedents نہیں ہوتے؟ کیا آئین میں روایات نہیں ہوتیں؟ ان روایات میں آپ کیوں ہمیں نظر انداز کر رہے ہیں؟ صوبہ بلوچستان میں ہم باقاعدہ برابر حقدار ہیں، ہماری اپنی سرزمین ہے ہزاروں سال سے لیکن آپ دیکھیں کہ وہاں گورنر کون ہے؟ وزیراعلیٰ کون ہے؟ پشتو میں کہتے ہیں 'ربلیدل'۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے عزیزوں کو وہ عہدہ ملے لیکن ہمیں بھی ملے۔ یعنی ہمیں آپ مسلسل کیسے ignore کر رہے ہیں۔

جناب والا! یہ تمام مسائل ہیں۔ آج جس دوراہے پر ہم کھڑے ہیں، ان مسائل کو حل کرنا ہے۔ یہ ہے اصل چیز۔ ان مسائل کو حل کرنا ہے۔ لیکن جو عمل ہو رہا ہے وہ ان مسائل کو الجھا رہا ہے۔ ہماری پارٹی کے چیئرمین محمود خان اچکزئی نے بھی Press میں یہ الفاظ استعمال کیے ہیں کہ یہ اقدامات مارشل لائی ہیں اور گورنر راج بالکل ناجائز ہے جمہوریت کے حساب سے حتیٰ کہ قانون کے حساب سے بھی یہ صحیح نہیں ہے لیکن اس کے ساتھ عرض ہے کہ یہ جو ابھی long march ہوگا ہم اسے wrong march نہیں کہتے۔ یہ احتجاج ہے، یہ کرنا چاہتے ہیں تو ٹھیک ہے، صحیح ہے، تمام پارٹیاں احتجاج کر سکتی ہیں لیکن اس حد تک کہ اس سے مسائل کا الجھاؤ نہ ہو۔ یہ جو ابھی آج وزیر داخلہ نے press conference کی ہے کہ یہ مقدمہ ہوگا، پھر یہ مقدمہ ہوگا۔

جناب چیئرمین: وقت کا خیال رکھیے۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: ایسی باتیں نہیں ہونی چاہیئیں۔ برسراقتدار پارٹیاں ایک جگہ بیٹھ کر ملک کی دوسری پارٹیوں کے ساتھ، دوسرے سیاسی لوگوں کے ساتھ، intellectual کے ساتھ بات چیت کر کے اس مسئلے کا سیاسی حل نکالیں اور اگر نہیں نکالیں گے تو فارسی میں ہے کہ

'ایں راہ بہ ترکستان است'، یہ راستہ جس پر آپ چل رہے ہیں، ہمیں نظر آرہا ہے کہ یہ ترکستان جا رہا ہے، یہ مکہ مدینہ نہیں جا رہا ہے۔ بس یہی میری عرض ہے جناب والا۔ ہم آپ کے مشکور ہیں۔ آپ نے بہت اچھی طرح ادارے کو چلایا۔ ہمارے دوست رضا ربانی اور دوسرے محترم دوست جو Opposition میں ہیں، انہوں نے بھی بہت اچھا ادارے کو چلایا۔ اسی طرح ہمارے دوسرے بزرگ لوگ اور وہ جو retire ہو رہے ہیں ان کے اپنے اپنے اقدامات ہیں لیکن یہ دورانیہ ہے اور یہ اس پر کھڑے ہیں۔ شکریہ مہربانی جناب۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ ڈاکٹر عبدالمالک۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک: جناب چیئرمین شکریہ۔ میں اپنی تقریر اس فقرے سے شروع کرتا ہوں کہ کسی بھی ریاست کی مضبوطی کے لیے ضروری ہوتا ہے کہ اس کے ادارے مضبوط ہوں۔ بد قسمتی سے جو ہمارے political institutions ہیں اور خاص طور پر political parties میں، لگتا یہ ہے کہ بہت کم پارٹیاں رہ گئی ہیں جن میں ایک عام آدمی کا گزر بسر ہو۔ آج جو پاکستان کا scenario پیش ہو رہا ہے اس میں ماسوائے ایک elite class کے، جس کے پاس پیسے ہوں، جس کے پاس دولت ہو، اس کے علاوہ ہم جیسے یہاں ہال میں بیٹھے ہوئے بہت سے ایسے سیاسی کارکنوں کو پیچھے کیا جا رہا ہے، جو کسی زمانے میں ساحر نے کہا تھا کہ

قصرِ شاہی میں غریبوں کا بسر کیا معنی

مجھے لگتا ہے کہ جو پاکستان کے سیاسی ادارے ہیں ان میں elite روز بروز سرایت کر رہا ہے اور عام آدمی، عام سیاسی کارکن روز بروز پیچھے جا رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان حالات میں جن پارٹیوں میں collective leadership, collective decisions, criticism کی روایت نہ ہو تو وہ پارٹیاں elite بن جاتی ہیں اور پاکستان میں یہ رجحانات روز بروز بڑھ رہے ہیں اور میں اس رجحان کو عوام کی empowerment کے لیے سب سے بڑا خطرہ سمجھتا ہوں۔ جب تک political parties اس ملک میں فعال نہیں ہوں گی میں نہیں سمجھتا کہ یہ ملک کسی صحیح ڈگر پر چلے گا۔ جناب چیئرمین! میں یہ سمجھتا ہوں کہ دنیا میں ایسے institutions نہیں چلتے آج جو ہم یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس ملک میں جمہوریت کے لیے دامے درمے سخنے ہر ایک کا حصہ رہا ہے۔ ہم مل کر آمریت کے خلاف لڑے ہیں لیکن بد قسمتی سے ملک کے common لوگ کہتے ہیں کہ French revolution تو فرانس کے عام تھرڈے والے لائے لیکن اس کے مزے نپولین نے اٹھائے۔ میگنا کارٹا کے لیے سر غریبوں کے کٹے لیکن وہاں پر feudal بھر کر آگئے۔ آج ہم جو جدوجہد کر رہے ہیں تو ہم اسی لئے کر رہے تھے کہ اس ملک میں جمہوری

قوتیں آئیں گی۔ یہاں پر سترہویں ترمیم کا خاتمہ ہو گا۔ بلوچستان میں آج بھی فوج کشی جاری ہے، اس کا خاتمہ ہو گا۔ چیئرمین صاحب! میں آپ کی وساطت سے یہ بتانا چاہوں گا کہ پچھلے دنوں بلوچستان میں ایک ایسا اہم واقعہ رونما ہوا کہ بلوچ دانشور، سب سے بڑے دانشور، ایک صحافی ایک bureaucrat جان محمد دشتی کو سرِعام گولی ماری گئی جو آج بھی آغا خان ہسپتال میں بے ہوش پڑا ہوا ہے اور کسی نے آج تک نہیں پوچھا۔

جناب چیئرمین! ہم تو یہ سمجھ رہے تھے کہ ہم جو کچھ کر رہے ہیں، ہم اس لیے کر رہے ہیں کہ اس کیک سے عام آدمی کو بھی حصہ ملے گا۔ یہاں پر قومی برابری کی باتیں ہوں decentralization of power ہو لیکن بد قسمتی سے ہوا کیا؟ ہوا وہی جو آمروں کی حکمت عملی ہے کہ جی نواز شریف کو disqualify کر لو، گورنر راج لگاؤ۔ اس کو مارو، اس کو جیل میں ڈالو تو اس کا رزلٹ کیا نکلے گا۔ جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ آج کے حالات تقاضا کر رہے ہیں کہ ہم ایک ایسے pro people attitude کو اختیار کریں جہاں عام آدمی کو فائدہ ہو۔ اگر ہم اس چکر میں پڑے کہ جی یہاں پر ہمیں کسی کی ضرورت نہیں ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ آپ کے ادارے روز بروز بد تر ہوں گے۔ آج میں پھر quote کروں گا کہ آج ان کی theory یہ ہے کہ آج دنیا کو سب سے زیادہ خطرہ failed states سے ہے۔ جہاں غربت ہو گی، جہاں کرپشن ہو گی وہاں جو نئی theory آئی ہے جس پر بہت سے دانشوروں نے کتابیں لکھی ہیں کہ اگر اس وقت terrorism سے لوگوں کو خطرہ ہے تو دوسری جانب جو failed states ہیں، failed state کی definition یہ ہے کہ اس کے institutions درست نہیں ہیں، اس سے بھی دنیا کو خطرہ ہے۔ میں گزارش کرتا ہوں کہ جو ہمارے حکمران ہیں آپ بیٹھیں، سنجیدگی سے جن لوگوں نے آپ کے ساتھ ان آمروں کو ہٹانے میں تھوڑا بہت contribute کیا، آپ خدارا ان کو دیوار سے نہ لگائیں، اس کے نتائج بھیانک ہوں گے۔ اس آگ میں ہم جل جائیں گے پھر کوئی زور آور آئے گا، پھر کوئی ڈکٹیٹر آئے گا اور پھر ہم لگے رہیں گے کہ آؤ! جدوجہد کرتے ہیں۔ آؤ! اس کو ہٹاتے ہیں، باسٹھ سال گزر گئے۔ انہی گزارشات کے ساتھ میں آپ کا مشکور ہوں۔ اگر شاید اس دوران مجھ سے کبھی کبھار کوئی غلطی ہوئی ہو تو میں بحیثیت سینیئر آپ سے معذرت چاہوں گا۔ دوسرے دوست جو جا رہے ہیں ہم یہ سمجھتے ہیں اور میری ان سے گزارش ہے کہ وہ جا کر عوام کو منظم کریں کیونکہ ہم جیسے عام آدمی کے لیے عوام کو منظم کئے بغیر کوئی راستہ نہیں ہے۔ ہم عوام کو منظم کریں گے تب ہی ہم اپنی خواہشات کو عملی جامہ پہنا سکتے ہیں ورنہ یہ ظالم، یہ جابر، یہ upper class کے لوگ اس ملک پر حکومت کرتے رہیں گے اور ہم دیکھتے رہیں گے۔ شکریہ۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جناب چیئرمین! میں آپ کا مشکور ہوں۔ میں کوئی ایسی بات نہیں کروں گا کہ جس کے لیے مجھے اجازت ملی ہے وہ اس سے ہٹ کر ہو۔ ملک کے بہت مسائل ہیں، ہم آئندہ اجلاسوں میں اس پر بات کریں گے۔ آج چونکہ آپ بھی ہم سے جدا ہو رہے ہیں اور ہمارے بہت سے تقریباً چالیس ساتھی ہم سے جدا ہو رہے ہیں۔ میں اس حوالے سے بات کروں گا۔ اس سینیٹ میں میرا زیادہ عرصہ نہیں ہوا اور میرا تجربہ بھی شاید جانے والے ساتھیوں سے کم ہے لیکن جس طریقے سے میں نے دیکھا کہ آپ نے سینیٹ کے اجلاسوں کو conduct کیا ہے، جس محبت سے آپ نے نئے آنے والے اور پرانے ساتھیوں کے ساتھ محبت کا رویہ اختیار کیا ہے، اس میں شفقت، محبت اور اچھائیاں سب شامل تھیں میں آپ سے متاثر ہوا ہوں۔ شروع میں ایک آدھ موقعے پر میں نے آپ کے rules کی خلاف ورزی بھی کی پھر بھی آپ نے اس کو ignore کیا ہے۔ شاید میری ناواقفیت تھی یا میرا تجربہ صوبائی اسمبلی کا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ کی عدم موجودگی میں، شروع شروع میں یقیناً ہمیں یہ سینیٹ خالی نظر آئے گا۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے بڑی عزت دی ہے۔ پاکستان کے جتنے بھی بڑے عہدے ہیں آپ کو اللہ تعالیٰ نے موقع دیا اور اب آپ سے استدعا ہے کہ ہمارے پاکستان میں جس چیز کی کمی ہے ان غیر جانبدار بزرگوں کی کمی ہے کہ پاکستان کے سیاستدان اگر آپس میں لڑ پڑیں تو کچھ شخصیات ایسی ہونی چاہییں جن کی دیانتداری اور غیر جانبداری پر قوم اعتماد کرے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ بقیہ ایام زندگی میں آپ کو اور زیادہ عزت دے، صحت دے، خوشیاں دے۔ میرے جو ساتھی ہم سے، سینیٹ سے جدا ہو رہے ہیں ان کے لیے بھی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو بھی خوشیاں دے، صحت دے اور ہمت دے کہ وہ اپنی قوم ملک اور وطن کی خدمت کریں۔

جناب چیئرمین! میں مختصراً یہ کہوں گا کہ میرا تھوڑا سا تجربہ اس ایوان کے، اس ہاؤس کے متعلق یہ ہے کہ یہ ہاؤس قوموں کی برابری کی نمائندگی کا ایوان ہے۔ میرا خیال تھا کہ یہ بڑا باوقار ہے، یقیناً باوقار ہے لیکن جو چیز میں نے محسوس کی ہے وہ یہ ہے کہ یہ بے اختیار ایوان ہے۔ اس ایوان میں Money Bill پیش نہیں ہو سکتا۔ Charter of Democracy میں اس ایوان کے متعلق ہم پارٹیوں نے بھی اپنے انتخابی الیکشن میں اس ایوان کے حوالے سے قوم سے کچھ وعدے کیے ہیں کہ ہم اس ایوان کو اتنا بااختیار بنائیں گے کہ یہاں money bill پیش ہو سکے۔ بجٹ میں یہاں صرف debate ہوتی ہے اور بس نشستند، گفتند اور برخواستند۔ اگر مالی تجاویز کو قومی اسمبلی مان لے تو فبہا نہ مانے تو کچھ نہیں۔ ہم بہت سارے فیصلے کرتے ہیں، بہت ساری اچھی قرار دادیں یہاں پاس کرتے

ہیں۔ بہت سارے اچھے بل یہاں سے initiate ہوتے ہیں لیکن جب وہ دوسرے ایوان میں جاتے ہیں یا کہیں اور جاتے ہیں تو ان کا کچھ پتا نہیں چلتا۔

ہماری standing committees کی کافی کاوشیں ہیں لیکن ان سے ہم نتائج حاصل نہیں کر سکے۔ میری خواہش ہے کہ خدا وہ دن لائے کہ ہم اپنے آئین میں وہ ترامیم کریں اور اس باوقار ایوان کو بااختیار ایوان بنائیں تاکہ اس ایوان کے نمائندے جو چھ سال قوم کی خدمت کرنے آئیں وہ کچھ کر سکیں جو یقیناً وہ لوگ ہوتے ہیں جنہیں سیاست میں کافی عرصہ گزرنے کے بعد پارٹیاں یہاں بھیجتی ہیں۔ میں یہ ایک بات محسوس کرتا ہوں کہ اس میں باوقار اور قوموں کی برابری کی نمائندگیاں ہوں اور ساتھ ساتھ اس ایوان کو بااختیار بھی ہونا چاہیے جو کہ یہ نہیں ہے۔

جناب چیئرمین! میں آپ کے سٹاف ، سیکریٹری صاحب بیٹھے ہیں، ان کا سٹاف ہے، میں یہاں کے junior staff سے سب سے زیادہ متاثر ہوں۔ یہاں میں نے یہ چیز دیکھی ہے کہ شرافت کا سلسلہ چل رہا تھا۔ جو بھی بات کرتا تھا بڑی شائستگی سے اور محبت سے بات کرتا تھا چاہے وہ درجہ چہارم یا تین کا ملازم ہے یا 22 درجے کا افسر ہے۔ یہ بڑی خوشی کی بات ہے اور یہ ایک نیا تجربہ تھا۔ میں ان سب کو appreciate کرتا ہوں۔

آپ کی عدم موجودگی میں جناب جان محمد جمالی صاحب ہمارے ڈپٹی چیئرمین رہے ہیں اور ابھی بھی ہیں۔ ان کا اپنا ایک style تھا بلکہ ہے اور رہے گا۔ انہوں نے اس ایوان کو چلایا اور بڑی خوش اسلوبی سے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ بھی تعریف کے حق دار ہیں۔ میں پہلے Leader of the Opposition کی بات کروں گا۔ چونکہ اس ایوان میں آنے سے پیشتر میرا ان سے تعارف بھی نہیں تھا۔ چند مرتبہ ان سے ہماری پیار بھری جھڑپیں بھی ہوئی ہیں لیکن مجموعی طور پر ان کا بھی رویہ شائستہ اور محبت اور پیار کا تھا۔

اب رہے ہمارے قائد ایوان، ان کے متعلق آج میں نے سنا ہے کہ جب یہ قائد حزب اختلاف تھے تو ان کی کارکردگی پر جو اس وقت لوگ اقتدار میں تھے ،انہوں نے بھی ان کی تعریف کی۔ بطور قائد ایوان جتنا عرصہ میں نے انہیں دیکھا، میرا ان سے پہلے سے تعارف ہے جیسا کہ آپ سے بھی میرا کچھ عرصہ پہلے کا تعارف ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ ان میں ولولہ بھی ہے، جوش بھی ہے، نرمی بھی ہے گرمی بھی ہے۔ وہ اقبال کے شعر جو مجھے اب یاد نہیں صرف ان کا مفہوم یاد ہے، ان پر پورے اترتے ہیں۔ جس طریقے سے آپ نے چھ سال گزارے ہیں اور تین سال میرے دور میں بھی گزارے۔ ہمیں امید ہے کہ

آئندہ چل کے بھی آپ اپنے وطن کی، اپنی قوم کی، اپنی پارٹی کی، اپنی ساتھیوں کی نہ صرف رہنمائی کریں گے بلکہ ان کی خدمت بھی کریں گے۔

جناب چیئرمین، میں آپ کا مشکور ہوں اور اگر کوئی ساتھی مجھ سے رہ گیا ہو جس کی میں تعریف کا حق ادا نہ کر سکا ہوں، انیسہ زیب میری طرف دیکھ رہی ہیں، میری بہن ہیں، ان کی میں ضرور تعریف کروں گا۔ ان کا ہمارا تعلق provincial assembly کے حوالے سے ہے۔ میں آپ سب کا بھی مشکور ہوں، جانے والوں کا بھی اور جو اگلے چھ سال میرے ساتھ رہیں گے ان سے بھی میں توقع رکھتا ہوں کہ ان کی محبتیں، ان کی مہربانیاں میرے ساتھ ہوں گی۔ جناب چیئرمین! اللہ آپ کو خوش رکھے۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ، پروفیسر خورشید صاحب۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین، بہت بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے اس موقع پر اپنے خیالات کے اظہار کا موقع دیا۔ صبح سے بلکہ کل سے جن جذبات کا، احساسات کا اور خیالات کا اظہار کیا جا رہا ہے، اس میں بڑی یکسانیت اور بڑی ہم آہنگی پائی جاتی ہے۔ یہ میری نگاہ میں اس ایوان کے مزاج اور اس کے کردار کی اچھی عکاسی ہے بلکہ میں اس سے آگے بڑھ کر یہ کہوں گا کہ یہ جمہوریت کی روح ہے۔ جمہوریت نام ہے اس طرز حکومت کا جس میں اختلاف کیا جاتا ہے اور اختلاف ہی سے اتفاق کی راہیں پھوٹتی ہیں۔ رواداری، ایک دوسرے کو قبول کرنا، اختلاف کے باوجود ایک دوسرے کا احترام اور پھر جو معاملات طے ہو جائیں ساری تنقید اور سارے اختلاف کے باوجود اس کو ماننا۔ مجھے اس ایوان میں اٹھارہ سال خدمت انجام دینے کی سعادت حاصل ہوئی ہے اور میں اس ایوان سے، اس کے ارکان سے دل کی گہرائیوں سے محبت کرتا ہوں اور میں اس بات کا اعتراف کرتا ہوں کہ سینیٹ میں بحیثیت مجموعی قومی فکر، دلیل سے اپنی بات کو پیش کرنا، اختلاف رائے کو سننا، شائستگی سے جواب دینا بلا شبہ کبھی کبھی نازک لمحات بھی ایوان کی زندگی میں آئے ہیں اور خصوصیت سے پچھلے تین سال کے دوران چند مواقع پر ایسی صورت حال بھی پیدا ہوئی ہے جس پر ہم دل گرفتہ ہیں لیکن بحیثیت مجموعی میں اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور اس موقع پر آپ کا، قائد ایوان، قائد حزب اختلاف، تمام جماعتوں کے قائدین اور سینیٹ کے ارکان کا دل کی گہرائیوں سے اعتراف کرتا ہوں کہ اپنے اپنے انداز میں ہر ایک نے ان مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے جن کے لئے ہم یہاں آئے تھے اور جن کے لیے قوم نے ہم پر ایک ذمہ داری ڈالی تھی اور جن کے لیے دستور نے ہمارا ایک کردار مقرر کیا، مثبت رویہ اختیار کیا۔ میری دلی خواہش ہے کہ آئندہ یہ روایات اور بڑھیں۔ ان چراغوں کی

روشنی میں اضافہ ہو اور ہم دستور کے تحت اپنے عوام کا حق ادا کر سکیں اور آنے والوں کے لیے بہتر مثال قائم کریں۔ میں سب سے پہلے آپ کو اور خصوصیت سے نام لے کر قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور اس بات کا اعتراف کرتا ہوں کہ اس ایوان کو کامیابی سے چلانے کا سہرا آپ لوگوں کے سر ہے۔

(تالیاں بجائی گئیں)

قلبی احساسات کے اس اظہار کے ساتھ ساتھ میں یہ بات بھی کہنا چاہتا ہوں جناب چیئرمین، کہ ملک کی موجودہ قیادت نے کچھ وعدے عوام سے کیے تھے، کچھ عہد ہم نے اپنے اللہ سے بھی کیے تھے۔ آج کا یہ وقت خود احتسابی کا وقت ہے تاکہ ہم خود اپنا جائزہ لیں کہ ہم کہاں تک ان وعدوں پر، ان توقعات پر پورے اترے ہیں۔ مجھے یہاں پریشانی ہے اور پشیمانی بھی ہے پاکستان کی تاریخ میں مارشل لاء آتے رہے ہیں اور ہر مارشل لاء بگاڑ کا ذریعہ بنا ہے لیکن اس کے باوجود کبھی ایسا نہیں ہوا کہ آئین کی خلاف ورزی کی گئی ہو، آئین سے ماوراء جو اقدامات کیے گئے ہیں، پارلیمنٹ نئی زندگی پانے کے بعد اولین فرصت میں اس دور کے معاملات کا جائزہ لے اور ان تبدیلیوں کی validation کا اہتمام کرے جو قابل قبول ہیں، جو چیزیں ناقابل قبول ہیں ان کو ترک کر دے جو کچھ ہو چکا ہے خواہ وہ غلط بھی ہو لیکن اس کو legitimacy دینے کے لیے دستور میں اس امر کا اظہار validation کے ذریعے ضروری ہوتا ہے لیکن یہ پہلا موقع ہے کہ ایک سال سے زیادہ عرصہ ہوا انتخابات کے بعد قومی اسمبلی آنے کے بعد ہم نے ۳ نومبر ۲۰۰۷ کے معاملات کے بارے میں کسی رائے کا اظہار ہی نہیں کیا اور اس طرح ایک illegal, illegitimate نظام جو ہم پر مسلط کیا گیا تھا وہ مسلط ہے جب تک پارلیمنٹ اس کو validation نہیں دیتی اس کا کوئی vires کوئی illegitimacy قانون کی نگاہ میں، دستور کی نگاہ میں نہیں ہے .as such we are living in this sin یعنی ہم اس گناہ کا مسلسل ارتکاب کر رہے ہیں۔ یہ ہمارے لیے غور کرنے کا موقع ہے۔ آپ کو یاد ہوگا جناب چیئرمین! پارلیمنٹ کے joint session سے زرداری صاحب نے منتخب ہونے کے بعد جو پہلا خطاب کیا تھا اس میں اس بات کا وعدہ بھی کیا تھا کہ پارلیمنٹ کی کمیٹی بنے جو جلد از جلد سترہویں ترمیم اور جو دوسری deformaties دستور میں آئی ہیں۔ اس کے بارے میں ان کی اصلاح کرے گی میں وزیراعظم صاحب نے بار بار یہ بات کہی اور میری نگاہ میں مندوخیل صاحب نے صحیح گرفت کی ہے۔ میں ان کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ کوئی اور اگر یہ بات کہے جو آپ کہہ رہے ہیں تو بات سمجھ میں آتی ہے لیکن آپ تو اس ملک کے پرائم منسٹر ہیں۔ آپ تو چیف ایگزیکٹو ہیں۔ آپ تو ruling party کے قائد ہیں۔ آپ کا کام تمناؤں اور توقعات کا

اظہار نہیں بلکہ آپ کا کام اپنے فرض منصبی کو پورا کرنا ہے۔ اگر Governor Rule آپ کی advice پر لگا ہے تو آپ کا فرض ہے کہ فی الفور advice دیں کہ اسے withdraw کیا جائے اس کے لئے کسی اور کے پاس جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ کا فرض ہے کہ آپ دستور کے letter and spirit کی enforcement کے لئے یہ بات کہیں کہ پنجاب کی اسمبلی کو call کیجیے اور لوگوں کو موقع دیجیے کہ وہ اپنا قائد ایوان منتخب کریں ان کو یہ موقع نہ دینا اور صرف اسمبلی پر تالے لگا دینا یہ تو فوجی آمریت نے بھی نہیں کیا۔ پھر یہ کہنا کہ اب دستوری ترمیم لائیں۔ ہم ساتھ دیں گے۔ یہ طفلانہ بات ہے۔ یہ آپ کا فرض ہے کہ آپ ترمیم لائیں اور اس پر consensus پیدا کریں اسی طرح جس طرح آپ نے قومی سلامتی کے مسئلہ پر کوشش کی اس بارے میں قرارداد اتفاق رائے سے پارلیمنٹ نے منظور کی اور یہی دستور کے معاملہ میں کرنا ضروری ہے۔ ان بنیادی معاملات کے بارے میں جو کھیل کھیلا جا رہا ہے اس کی کوئی justification نہیں ہے۔

جناب والا! اس لئے میں مطالبہ کرتا ہوں کہ judiciary کی restoration دو نومبر 2007 کی position پر ہو۔ دستور میں جو deformations ہوئی گئی ہیں، ان کی اصلاح کریں۔ گورنر راج کا immediate withdrawal اور پنجاب اسمبلی کو لوگوں کے mandate کے مطابق اپنا نظام بنانے اور چلانے کا موقع دیا جائے۔ میں دکھ سے یہ بات کہہ رہا ہوں کہ ملک تصادم کی طرف جا رہا ہے، خون خرابے کی طرف جا رہا ہے اور اس کی اولین ذمہ داری زرداری صاحب پر ہے اور حکومت پر ہے، پنجاب کے گورنر پر ہے۔ وزیر قانون پر ہے جنہوں نے دستور اور قانون کا حق ادا کرنے کی بجائے، دستور کا subvert کیا، judiciary کی تحریک کو تباہ کرنے کی کوشش کی۔ ججوں کو بانٹا اور مجھے بڑے دکھ سے یہ بات کہنی پڑی کہ اس ملک میں judiciary کا کردار کبھی بہت اچھا نہیں رہا لیکن judiciary پر جو تنقید، اس کا جو مذاق، اس کی جو تحقیر، اس کی جو تذلیل اب ہو رہی ہے وہ کبھی نہیں ہوئی۔ خدا کے لئے آنکھیں کھولیئے۔ اس قوم کو سنبھالیئے۔ چند دن بڑے اہم ہیں۔ ظاہر ہے میں اپنے ساتھیوں کی تائید کروں گا اس بات پر کہ ہماری دلی خواہش تھی کہ اس ایوان کے وقار اور اس کی روایات کے احترام میں پیپلز پارٹی کی قیادت اگلے چیئرمین کے لئے کوئی ایسا انتخاب کرتی جس پر اس ایوان میں اتفاق رائے پیدا ہوتا۔ میں نے یہاں تک یہ بات کہی تھی کہ اگر میاں رضا ربانی صاحب جیسے آدمی کو یہ ذمہ داری سونپی جاتی ہے تو ہماری دلی خواہش ہو گی کہ متفقہ طور پر ان کو چیئرمین بنائیں۔

(ڈیسک بجائے گئے)

اور اس طرح یہ ایوان مفاہمت کی فضا اور crisis سے نکلنے کا راستہ فراہم کر سکتا ہے۔ لیکن ہمیں دکھ ہے کہ جس انداز میں رزداری صاحب نظام کو چلا رہے ہیں اس میں ذاتی پسند، ذاتی دوستیاں ذاتی مراسم اور تعلقات فیصلہ کن عامل بن گئے ہیں خواہ ان کا پارٹی میں کوئی contribution ہو یا نہ ہو ملک کے بارے میں ان کا contribution ہو یا نہ ہو ان کو مسلط کیا جا رہا ہے یہ بادشاہت اور فسطائیت کا نظام ہے یہ جمہوریت کا نہیں اور اس طرح وہ نہ ملک کے ساتھ انصاف کر رہے ہیں نہ پیپلز پارٹی کے ساتھ انصاف کر رہے ہیں اور نہ ملک کے ساتھ! جناب والا! گیلپ کا سروے جو آیا ہے میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ ٪۷۷ پاکستانیوں نے یہ کہا ہے کہ نواز شریف صاحب کی نااہلی غلط تھی اس کو ہم تسلیم نہیں کرتے ہیں اور آگے بڑھیے گور نرراج، ٪۸۶ نے کہا ہے کہ یہ غلط ہے۔ حتیٰ کہ جو پیپلز پارٹی کے کارکن اور ووٹر ہیں ان کے ۵۸ ٪ نے یہ کہا ہے کہ گور نرراج بھی غلط ہے اور نواز شریف، شہباز شریف کی نااہلی بھی غلط ہے۔ یہ عوام کی thinking ہے آپ اس کو نظر انداز کر کے اگر یہ سمجھتے ہیں کہ bulldoze کر لیں گے تو یہ صحیح نہیں ہے۔ میری نگاہ میں judiciary کے بارے میں ۸۸ ٪ لوگ یہ کہتے ہیں کہ judiciary کی revival کے بغیر ملک میں منصفانہ اور آزاد عدلیہ کا وجود نہیں آسکتا، آپ عدلیہ کی تذلیل کر رہے ہیں، عدلیہ پر لوگوں کا اعتماد ختم ہو رہا ہے، institutions تباہ ہو رہے ہیں تو جناب والا! ان الفاظ کے ساتھ میں اپنے جانے والے بہنوں اور بھائیوں کو یقین دلاتا ہوں کہ اس ایوان سے جانے کے باوجود بھی آپ کی عزت اور آپ کی محبت اسی طرح رہے گی انشاء اللہ۔ ہمارے گہرے تعلقات، اعتماد، تعاون جاری رہے گا، آپ کا contribution ہمارے دلوں پر نقش ہے، اس ایوان کے درو دیوار پر نقش ہے جس کو ہم کبھی نہیں بھول سکتے اور ساتھ ہی جناب چیئرمین! میں آپ کے بارے میں یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ ان چھ سالوں میں آپ نے بڑی مشکل صورت حال کو بڑی خوش اسلوبی کے ساتھ handle کیا ہے اور ایوان آپ کے اس کردار آپ کے contribution کا دل سے معترف ہے اور ہم آپ کے لیے دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آئندہ بھی اس ملک کی اور دین کی خدمت کا موقع دے۔ ان الفاظ کے ساتھ جناب والا، میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور اجازت دیں تو ایک technical بات بھی کہنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ آج یہ ایوان prorogue ہو رہا ہے اس لیے میری درخواست ہو گی کہ ہم نے جو سوالات motions, resolutions داخل کرائی ہیں ان کو carry over کیا جائے تاکہ ہمیں دوبارہ ان کو داخل کرنے کی زحمت نہ کرنی پڑے۔ بہت بہت شکریہ

جناب چیئرمین: شکریہ خورشید صاحب۔ انہوں نے جن چیزوں کو carry over کرنے کا کہا ہے۔ what is the view of the House? We should do that.

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, they can be carried over, I have no problem.

Mr. Chairman: That is the view of the House, they can be carried over. Khurshid Sahib, they are carried over. Yes Raza Sahib.

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب چیئرمین صاحب! آج یقیناً ایک افسوسناک دن ہے اس لحاظ سے کہ ہمارے بہت سے ساتھی ہم سے جدا ہو رہے ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس بات سے بھی تقویت ملتی ہے کہ جمہوری عمل آگے بڑھ رہا ہے اور آئین کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے آدھا سینیٹ ہر تین سال کے بعد الیکشن کے لیے جاتا ہے۔ میں سب سے پہلے آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں اور میں دو حیثیتوں سے آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ ایک تو جب میں قائد حزب اختلاف تھا، اور دوسرا اب جب میں قائد ایوان ہوں۔ مجھے اس بات کا احساس ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ کچھ دوستوں کو اس کا علم نہیں ہے لیکن چونکہ آج یہ آخری سیشن ہے، اس لیے میں چاہتا ہوں کہ یہ بات ریکارڈ پر آئے اور وہ یہ ہے کہ شاید یہ ہاؤس ایک نئی روایت لکھتا اور وہ نئی روایت جنرل مشرف کے دور میں یہ ہوتی کہ قائد حزب اختلاف کا nomination یا تقرری نہ ہوتی لیکن آپ کی personal اور ذاتی کوششوں اور ذاتی دباؤ کی وجہ سے یہ بات ممکن ہوئی کہ ڈیڑھ سال کی تاخیر کے بعد آپ اس بات میں کامیاب ہوئے کہ حکومت وقت کو اس پر رضامند کریں کہ قائد حزب اختلاف کا تقرر ہونا چاہیے۔ لہٰذا میں personally بھی اور اس وقت کی اپوزیشن کی طرف سے بھی آپ کے اس جمہوری کردار کو on the record لانا چاہتا ہوں۔

(ڈیسک بجائے گئے)

میں یہ بھی یہاں پر کہنا چاہتا ہوں، جیسے ابھی پروفیسر صاحب نے بھی point out کیا کہ سیاسی فضا اتنی charge تھی، لہٰذا کئی بار ایسے مواقع آئے، جن میں، میں نے خود اور ہمارے colleagues نے رولز سے بھی کچھ تجاوز کیا، جس میں Chair بھی شامل تھی لیکن آپ نے ہمیشہ اس کو نظر انداز کیا اور آپ کی personal dealing میں وہ بات کبھی بھی آڑے یا سامنے نہیں آئی۔ آپ کا ذاتی تعلق ہر ممبر کے ساتھ رہا اور آپ نے ہر ممبر کا کام جس طرح follow up کیا، میں سمجھتا ہوں کہ شاید وہ ممبر خود تنگ آ جاتا ہو گا لیکن آپ کی طرف سے اس کا follow up چلتا رہتا تھا۔ I remember I was in London in connection with my father's operation and your office was hounding me there as well. سو یہ ایک personal repute جو آپ نے built کی، میں سمجھتا ہوں کہ اس کی وجہ سے اس خطرناک political polarization across the divide

کے اندر بھی آپ ایک ایسے focal point بنے، جہاں پر ہم consensus develop کر سکتے تھے۔ میں کمانڈر خلیل صاحب کو بھی اس موقع پر نہیں بھول سکتا، کیونکہ انہوں نے بھی جس انداز سے اس ہاؤس کو چلایا، اس کی اپنی ایک مثال اور انفرادیت تھی۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ بھی قابل تعریف ہیں۔ جمالی صاحب کو بھی ہم نے ڈپٹی چیئرمین کی حیثیت سے دیکھا اور جمالی صاحب نے بھی ہمیشہ ہاؤس کو jovial اور light رکھنے کی کوشش کی اور tricky issues کو اسی انداز سے بہت سے مواقع پر scut around بھی کیا۔ میں یہاں پر کامل علی آغا صاحب، جو پہلے as Minister of State for Parliamentary Affairs (MOS) اور پھر as Leader of the Opposition بنے، میں ان کو بھی خراج تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں کیونکہ دونوں ادوار میں اگر ان کا تعاون اور ان کی understanding نہ ہوتی تو شاید ہاؤس اتنی خوش اسلوبی کے ساتھ نہ چل پاتا اور اگر ہم totally at the mercy of ڈاکٹر شیر افگن اور وصی ظفر صاحب ہوتے تو شاید آج ہم میں سے بہت سوں کے ہاتھ اور پیر ٹوٹے ہوئے ہوتے۔ لہٰذا انہوں نے ہمیشہ soothing اور counseling factor یا element کے طور پر کام کیا اور دونوں کرداروں میں، میں ان کو خراج تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں۔ میں یہاں پر اس دور میں جو ۲۳ چیئرمین ہیں، ان کو بھی خراج تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کی کارکردگی اور Committees کی کارکردگی across the board non partisan رہی اور اس میں ایک accountability کا mechanism provide کیا۔ جیسے صبح میں نے دو یا تین incidents point out کیے تھے، ابھی میں دوبارہ نہیں کرنا چاہتا، وہ تمام کے تمام ان Committees کی وجہ سے ممکن ہوئے۔ میں یہاں پر تمام ممبران کے لیے کہوں گا across the divide جو ریٹائر ہو رہے ہیں، اور جو ابھی تین سال کے لیے continue کریں گے، میں سمجھتا ہوں کہ ان میں سے ہر ایک کی individual contribution ایسی رہی ہے کہ اگر anything but short of outstanding کہا جائے تو شاید مناسب ہو گا۔

ہر ایک نے اپنے حساب سے اپنے علاقے کے مسائل کو اور اپنے صوبے کے مسائل کو سینیٹ میں اٹھایا اور اس کو effectively یہاں پر plead کیا۔ میں یہاں پر سیکرٹری سینیٹ، اور سینیٹ سیکرٹریٹ کو بھی خراج تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں کہ ان کی ایک understanding رہی اور انہوں نے مشکل حالات میں اور late night تک کئی دفعہ اور at short notice اکثر نے اپنا کام کیا، خاص طور پر یہاں پر جو جونیئر سٹاف ہے، جس میں ,drivers, lift operators قاصد اور دیگر

لوگ شامل ہیں، میں ان کا بھی شکر گزار ہوں کیونکہ یہ وہ backroom boys ہیں جن کے بغیر یہ ہماری sittings ممکن نہیں ہیں اور جن کی وجہ سے سینیٹ کا سیشن ممکن ہوتا ہے۔

(ڈیسک بجائے گئے)

مجھے اس بات کا علم ہے کہ آپ نے اپنے دور میں ان کی welfare کے لئے اقدامات اٹھائے ہیں اور مجھے امید ہے کہ آئندہ بھی ان کی welfare کو مد نظر رکھا جائے گا کیونکہ ان کے بغیر جیسے میں نے کہا ہاؤس کا چلنا بالکل ناممکن ہے۔ میں ministries کا جو مختلف سٹاف ہے، اس کا بھی آج شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کیونکہ آج آخری sitting ہے۔ انہوں نے جو تعاون کیا، اس کی وجہ سے ہاؤس میں business آگے بڑھ سکا۔ پارلیمنٹ بلڈنگ میں CDA اور دیگر سیکورٹی ایجنسیوں کا جو سٹاف یہاں پر تعینات ہے، یہ حفاظت کے لئے اور پارلیمنٹ ہاؤس کی uplift کے لئے ہے، ان کا میں اور یہ ہاؤس شکر گزار ہے۔

جناب والا! آخر میں چیئرمین صاحب! ایک بار پھر یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ مجھے امید ہے کہ 12 مارچ کو جو نیا سینیٹ تشکیل ہوگا، وہ ماضی کی اعلیٰ روایت کو مد نظر رکھے گا اور جو ایک ماحول اس سینیٹ میں ہے، میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک unique ماحول ہے، if I am allowed to say کہ یہ مجھے پارلیمنٹ کا ماحول نہیں لگتا بلکہ یہ ایک family کا ماحول ہے جہاں پر دونوں sides of the divide ہیں۔

(ڈیسک بجائے گئے)

یہاں پر سخت تنقید بھی ہوتی ہے، سخت اپوزیشن بھی ہوتی ہے لیکن ان تمام چیزوں کی حدود ہیں، ان تمام چیزوں کے parameters ہیں اور ہر ایک جانتا اور سمجھتا ہے کہ مجھے ان parameters سے تجاوز نہیں کرنا اور اگر وہ کسی وقت کرتا بھی ہے تو پھر خود پشیمان ہوتا ہے اور خود ہاؤس میں آکر یا جس ممبر کے ساتھ اس نے زیادتی کی ہے، وہ اس سے معذرت خواہ ہوتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس ہاؤس کا ایک unique ماحول ہے۔ یہ کافی عرصے سے چلا آرہا ہے اور میں امید رکھتا ہوں کہ آئندہ آنے والا سینیٹ ان روایات کو برقرار رکھے گا۔ آپ کا ایک بار پھر شکریہ ادا کرتا ہوں۔ Now I resume my seat.

جناب چیئرمین: رضا صاحب، آپ کا شکریہ۔ میں بھی prorogation order پڑھنے سے پہلے چند الفاظ کہنا چاہتا ہوں۔ رضا صاحب نے بہت ہی تفصیلی اور بڑی خوش اسلوبی سے ہر پہلو کا ذکر کر دیا ہے۔ جو میں کہنا چاہتا تھا، وہ آپ نے ہر کسی کے بارے میں کہہ دیا۔ اس ہاؤس میں ہر ممبر کی ایک ذمہ داری ہے۔ یہ ہاؤس سارے ممبروں سے بنتا ہے، کسی ایک ممبر سے نہیں ہوتا ہے۔ یہ ہاؤس

collectiveہوتا ہے۔ سب نے یہاں اپنے علاقے کے مسائل ، اپنے صوبوں کے مسائل ، ملک کے مسائل ، عوام کے مسائل بڑی گہری دلچسپی اور sincerity کے ساتھ اٹھائے ہیں۔ مجھے یہ تجربہ ہوا کہ وہ ان مسائل کو لاتے تھے، اس کو follow کرتے تھے کیونکہ ہر کوئی sincere تھا۔ اس لئے ماحول بھی جیسے آپ نے کہا، اچھا رہا اور آگے بھی اچھا رہنا چاہیے بلکہ یہ ماحول برقرار ہی نہیں بلکہ اس سے بہتر ہونا چاہیے۔ ہر دفعہ جو بھی سینیٹ بنے، میرا خیال ہے کہ وہ اسے اور improve کرے۔ The standard should always be raised. اور communication میں کبھی breakdown نہیں ہونا چاہیے۔ یہ بھی اچھی بات ہے کہ جیسے رضا صاحب نے کہا ہے کہ اگر یہاں کوئی تلخی ہوتی تھی ، یہ ہمارے ساتھیوں کی ایک بڑائی ہے کہ وہ خود ہی اس کا احساس کر کے اسے دور کر لیتے تھے۔ یہ بھی اچھی بات ہے۔ میری آپ سے یہی درخواست ہے کہ communication میں کبھی نہیں ٹوٹنا چاہیے اور اس میں کبھی خلا نہیں آنا چاہیے۔

میں اپنے تمام ساتھیوں کا بہت مشکور ہوں جو میری راہنمائی کرتے رہے اور جنہوں نے آج میرے بارے میں کلمات کہے ہیں۔ ماشاء اللہ یہ ہاؤس آپ سب کی راہنمائی اور تعاون سے اچھے طریقے سے چلا ہے۔ جب بھی ہماری meetings ہوتی تھیں، ان میں بالخصوص انفرادی طور پر جب بات ہوئی، House Advisory Committee or Finance Committee یا پھر Leader of the House or Leader of the Opposition کے ساتھ بات ہوئی تو مجھے ہر جگہ یہ تسلی رہتی تھی کہ اگر کوئی مسئلہ ہے تو ہر کوئی چاہتا ہے کہ اسے حل کریں اور کیونکہ ہر کوئی یہ چاہتا تھا، اس لئے اللہ کا شکر ہے کہ ہر مسئلہ حل بھی ہو جاتا تھا۔

میرے دونوں ساتھی ڈپٹی چیئرمین صاحبان، جو میرے ساتھ رہے ، پہلے کمانڈر خلیل صاحب تھے ، درمیان میں ایک سال کوئی ڈپٹی چیئرمین نہیں رہا ، اس دوران سارا load مجھ پر رہا اور اب جمالی صاحب ہیں جو کہ میرے اپنے علاقے سے ہیں، میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ رضا صاحب! آپ نے دونوں positions پر یعنی Leader of the Opposition and Leader of the House بہت تعاون کیا ہے اور آپ نے ہر چیز بہت اچھی طرح present کی ہے اور سمجھی ہے۔ وسیم سجاد صاحب Leader of the House رہے ہیں ، ان کی طرف سے مجھے بہت support رہی ہے اور جب بھی کوئی مسئلہ سامنے آتا تھا، ہم بیٹھ کر اسے حل کر لیتے تھے۔

کامل علی آغا صاحب کے ساتھ بھی وہی سلسلہ اور تعاون جاری رہا ، میں ان کا بھی بہت مشکور ہوں۔ یہ اللہ کا مجھ پر بڑا کرم تھا کہ جتنے ہمارے یہاں پارلیمانی لیڈر ہیں، ان کے ساتھ ہمارے بہت اچھے

family terms رہے ہیں اور اگر میں کہوں تو بہتر ہو گا کہ بزرگوں کی طرف سے یہ چلے آرہے ہیں۔ جب میں اسے as a whole divide دیکھتا ہوں تو اس سے مجھے بڑی خوشی اور تسلی ہوتی ہے۔ آپ سب نے میرا لحاظ کیا اور خیال کیا۔ میری بہت ہی راہنمائی کی اور جو میری کوتاہیاں تھیں، ان کو برداشت بھی کیا۔ میں ان کے لئے معذرت خواہ بھی ہوں جو مجھ سے سرزد ہوئی ہیں۔ میں 'اگر' نہیں کہوں گا کیونکہ یقیناً ہوئی ہوں گی۔

مجھے بڑی خوشی ہے کہ آپ نے ہر کسی کو cover کیا ہے۔ میں بھی اگر اجازت دیں تو پریس کا شکریہ ادا کرتا ہوں کیونکہ ان کا اس میں بڑا role تھا۔ سیکرٹری صاحب، سینٹ کے سٹاف اور تمام وزارتوں کے سٹاف کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ ہماری Standing Committees کے جو heads ہیں اور بالخصوص سینیٹ سیکرٹری اور سینیٹ سیکرٹریٹ کے ایڈیشنل سیکرٹریز، جوائنٹ سیکرٹریز، ڈپٹی سیکرٹریز اور سیکشن آفیسرز، سپرنٹنڈینٹ اور جتنا بھی عملہ ہے، سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ یہی لوگ ہیں جو یہ سارا کام کرتے ہیں۔ یہ بھی خوشی کی بات ہے کہ ہر ممبر نے ان کی فلاح و بہبود کے لئے تجاویز دیں اور support کیا۔ جیسے آپ نے کہا ہے کہ کچھ اچھا کام ہوا ہے تو میں کہنا چاہتا ہوں کہ اس میں سب کا تعاون شامل تھا۔ اس کا سہرا آپ سب کے سر جاتا ہے۔ یہ ہماری ذمہ داری ہے، ہم پر لازم ہے، حالات کو دیکھ کر ان کا خیال رکھنا چاہیے، ان کی training, working conditions اور عملی طور پر ان کی فلاح و بہبود کے بارے میں سوچنا چاہیے کہ جو حالات ہیں ان میں جس طرح جتنے آرام سے ہو سکتا ہو، وہ رہیں۔ آج بھی ہماری Finance Committee اور باقی سب نے بڑا تعاون کیا، ان کی کچھ چیزیں approve کی ہیں اور جیسا کہ ممبران کی demand تھی، ایک honourarium بھی ہو گا، کچھ اور تفصیلات سیکرٹری صاحب بتا دیں گے لیکن یہ بہت ضروری ہے کہ ہمارے جو ساتھی ہیں، جو سینیٹ کا پورا عملہ ہے، اس کا خیال رکھا جائے۔ ان کی training کی جائے تاکہ ان کی بھی capacity building ساتھ جاری رہے۔ میں ایک دفعہ پھر آپ سب کا بہت مشکور ہوں۔ میرے لیے یہ تمام period educative تھا، میں نے آپ سب سے بہت کچھ سیکھا اور انشاءاللہ جو سیکھا ہے وہ مجھے پوری عمر کام بھی آتا رہے گا۔ ایک بار پھر آپ سب کا بہت مشکور ہوں، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی حفظ و امان میں رکھے۔ ہمارے ملک کو ترقی دے۔ ہر شہری یہاں خدا کے فضل سے سکون سے اچھی زندگی گزارے (آمین)۔ بہت شکریہ۔

(ڈیسک بجائے گئے)

Mr. Chairman: I will read out the prorogation order. In exercise of the powers conferred by the article 54(1) of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I hereby prorogue the Senate session on the conclusion of its business on 9th March, 2009.

سبحان ربک ربّ العزت عمّا یصفون و سلام علی المرسلین والحمدُ للہ رب العالمین-

Sd/-

(ASIF ALI ZARDARI)

President

Islamic Republic of Pakistan

[The House was then prorogued sine die.]